

عصر حاضر کی مظلوم خواتین
کے لیے راہنما کتاب

www.KitaboSunnat.com

مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن

صحابیات پر کیے جانے والے ظلم کی نوعیت

تصنیف
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مکتبہ افکار اسلامی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

عصر حاضر کی مظلوم خواتین کے لیے راہنما کتاب

مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن

صحابیات پر کیے جانے والے ظلم کی نوعیت

تصنیف

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسین

www.KitaboSunnat.com



مکتبہ افکار اسلامی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن
 نام مؤلف : ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
 تحقیق : مولانا محمد ارشد کمال
 ضخامت : ۲۰۸ صفحات
 اشاعت (اول) : دسمبر ۲۰۱۳
 ناشر : مکتبہ افکار اسلامی

مطبع
 مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس لاہور
 0300-8661763

مکتبہ اسلامیہ

غربی سٹریٹ اردو بازار لاہور
 041-2631204 - 2641204
 Email: maktabeislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabeislamiapk



انتساب

ان راسخ العقیدہ اور موحد مسلمان مستورات کے نام
 جنہوں نے انواع و اقسام کے مظالم کا پامردی سے سامنا کیا
 جنہوں نے حق و انصاف کا دامن ہاتھ سے کبھی نہیں چھوڑا
 جنہوں نے اسلام پر اپنی استقامت کے جھنڈے گاڑ دیے
 جنہوں نے دنیا قربان کر کے اپنی آخرت سنوار لی
 جنہوں نے آئندہ نسلوں کے لیے عزم و ہمت کی داستانیں رقم کیں
 جو مایوسی کے تہہ بہ تہہ بادلوں میں روشنی کی ایک کرن ہیں

فہرست مضامین

- * انتساب 3
 * عرض مؤلف 10
 * مقدمہ 11

باب اول:

عہد قدیم میں مستورات پر ظلم

- فصل اول: ظلم کی حرمت اور عینیت 17
 * ظلم قیامت کے اندھیرے ہیں 18
 * ظالم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت 19
 * مظلوم کی بددعا سے بچو! 20
 * ظلم نہ کرو 23
 * ایک شخص کو نبی اکرم ﷺ کی نصیحت 25
 * میرا ہاتھ شل ہو جائے اگر میں زینب کو ماروں! 25
 * لاشی بردار مرد 29
 * حکم نہیں سفارش 30
 * عورتوں کو ظلم و زیادتی کے لیے نہ روکو 31
 * ایک اشکال اور اس کا جواب 33
 فصل دوم: عہد قدیم میں مومنات پر ظلم 36
 * اللہ تعالیٰ نے کافر و فاجر کا فریب اسی کے منہ پر دے مارا 37
 * بدکار، جتھے دار پر 39

- * ذی الاوتاد (میخوں والے) عالم پر عذاب الہی کا کوڑا برس پڑا ----- 40
- * اماں جان! صبر کر، توحق پر ہے ----- 41
- * لَقَدْ جَنَّتْ شَيْئًا فَعَرِيتَا ----- 42
- * بیٹیوں کا قتل۔ باپ نے بیٹی کو کنویں میں پھینک دیا ----- 43
- * اللہ کا مارا ہوا ----- 47
- فصل سوم: صحابیات رضی اللہ عنہا کی مظلومیت کا قرآنی ثبوت ----- 50
- فصل چہارم: کتب حدیث و سیرت اور تاریخ سے ثبوت ----- 55
- * آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد کیوں نہیں طلب کرتے؟ ----- 57

باب دوم:

جسمانی تشدد کا شکار ہونے والی صحابیات رضی اللہ عنہا

- * اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا ----- 62
- * داستان ظلم ----- 65
- * اسماء بنت سلامہ رضی اللہ عنہا ----- 67
- * داستان ظلم ----- 69
- * ام المؤمنین ام حبیبہ رحمۃ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا ----- 70
- * داستان ظلم ----- 73
- * ام شریک دوسہ رضی اللہ عنہا ----- 74
- * ام عکس رضی اللہ عنہا ----- 76
- * داستان ظلم ----- 76
- * ام عقیف رضی اللہ عنہا ----- 77
- * داستان ظلم ----- 77
- * ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاریہ رضی اللہ عنہا ----- 78
- * داستان ظلم ----- 79

80	انسمہ بنت زرقہہ رضی اللہ عنہا	*
81	داستان ظلم	*
82	جاریہ بنت عمرو بن مؤمل رضی اللہ عنہا	*
82	داستان ظلم	*
83	حبیہ بنت سہل بن ثعلبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا	*
84	داستان ظلم	*
85	حمامہ رضی اللہ عنہا	*
85	داستان ظلم	*
86	حواء انصاریہ رضی اللہ عنہا	*
86	داستان ظلم	*
88	زکھرہ رومیہ رضی اللہ عنہا	*
89	داستان ظلم	*
90	زینب بنت محمد رضی اللہ عنہا	*
91	داستان ظلم	*
92	اسلام کی پہلی شہیدہ: سنیہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا	*
92	داستان ظلم	*
95	فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	*
98	داستان ظلم	*
101	لہیہ رضی اللہ عنہا	*
101	داستان ظلم	*
102	لیلیٰ بنت ابی حمزہ رضی اللہ عنہا	*
102	داستان ظلم	*
104	نہدیہ رضی اللہ عنہا	*
104	داستان ظلم	*

باب سوم:

جسم فروشی پر اکسائی جانے والی، افک و بہتان کی آزمائش میں
بتلا کی جانے والی اور مالی مظالم کا سامنا کرنے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

فصل اول: جسم فروشی پر اکسائی جانے والی اور جنسی طور پر ہراساں کی جانے

- 108 * والی صحابیات رضی اللہ عنہن
- 111 * امیرہ رضی اللہ عنہا
- 111 * داستان ظلم
- 114 * مسیکہ رضی اللہ عنہا
- 114 * داستان ظلم
- 115 * معاذہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا
- 115 * داستان ظلم
- 118 * ایک مسلمان خاتون کی بے عزتی

فصل دوم: افک و بہتان کی آزمائش سے گزرنے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

- 121 * ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
- 127 * داستان ظلم

فصل سوم: مالی مظالم کا سامنا کرنے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

- 136 * ام مجہ انصاریہ رضی اللہ عنہا
- 136 * داستان ظلم
- 139 * کبیرہ بنت معن انصاریہ رضی اللہ عنہا
- 139 * داستان ظلم
- 140 * سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

باب چہارم:

ذہنی اذیتوں میں گرفتار کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

- فصل اول: قریب ترین رشتے داروں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن ----- 143
- بحث اول: شوہر سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن ----- 145
- * امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا ----- 147
- * داستان ظلم ----- 148
- * ام المومنین ام سلمہ ہند رضی اللہ عنہا ----- 149
- * داستان ظلم ----- 152
- * قریہ خدریہ انصاریہ رضی اللہ عنہا ----- 155
- * داستان ظلم ----- 156
- بحث دوم: بھائیوں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن ----- 158
- * ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا ----- 160
- * داستان ظلم ----- 160
- * خنساء تمارض رضی اللہ عنہا ----- 162
- * داستان ظلم ----- 163
- * زینب بنت علی قریشیہ ہاشمیہ رضی اللہ عنہا ----- 165
- * داستان ظلم ----- 166
- بحث سوم: بیٹوں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن ----- 167
- * اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ----- 169
- * داستان ظلم ----- 171
- * زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ----- 173
- * داستان ظلم ----- 173
- بحث چہارم: باپ سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن ----- 178
- * ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا ----- 180

- 182 * داستان ظلم
- 185 * ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ
- 187 * داستان ظلم
- 190 فصل دوم: انتقامی طلاق اور ظہار کا شکار ہونے والی صحابیات رضی اللہ عنہن
- 192 * ام کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا
- 193 * داستان ظلم
- 194 * خولہ بنت ثعلبہ انحر جیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا
- 195 * داستان ظلم
- 197 * رقیہ بنت محمد رضی اللہ عنہا
- 198 * داستان ظلم
- 199 فصل سوم: نکاح کے سلسلے میں جبر کا شکار ہونے والی صحابیات رضی اللہ عنہن
- 201 * جمیل بنت یسار مزنیہ رضی اللہ عنہا
- 201 * داستان ظلم
- 203 * خساء بنت حزام الانصاریہ رضی اللہ عنہا
- 203 * داستان ظلم
- 204 * کنینہ بنت معن انصاریہ رضی اللہ عنہا
- 204 * داستان ظلم
- 207 * ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تحریری کاوشیں

عرض مؤلف

سب سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس کی توفیق اور فضل سے ہی نیک کام پایا تکمیل کو پہنچے ہیں۔ اسی کی مہربانی سے اس کتاب کو مستند حوالہ جات سے مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کو مفید سے مفید تر بنانے اور اس کی تزئین کے لیے درج ذیل امور کو پیش نظر رکھا گیا ہے:

- ۱۔ صحابیات رضائیں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی تفصیل کو ابواب و فصول اور مباحث میں تقسیم کر کے پیش کیا گیا ہے، تاکہ نوعیت ظلم کو سمجھنے میں آسانی رہے۔
- ۲۔ صحابیات کا تذکرہ حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے تاکہ نام تک رسائی حاصل کرنے میں سہولت رہے۔
- ۳۔ ہر صحابیہ کے نام کا معنی بھی لکھ دیا گیا ہے تاکہ مسلمان بچیوں کے نام رکھنے کے لیے راہنمائی فراہم کی جائے۔
- ۴۔ ہر صحابیہ پر کیے جانے والے 'ظلم کی داستان' لکھنے سے پہلے 'تعارفی کلمات' کے عنوان سے صحابیہ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے تاکہ صحابیہ کی شخصیت کا خاکہ ذہن نشین ہو جائے۔
- ۵۔ اس کتاب میں جن صحابیات کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کی تعداد ہمایسے۔
- ۶۔ آیات کی کمپوزنگ کی بجائے کتابت لگائی گئی ہے قرآنی رسم الخط میں فرق واقع نہ ہو۔
- ۷۔ احادیث مبارکہ پر اعراب لگا دیے گئے ہیں تاکہ قارئین کو حدیث پڑھنے میں دشواری نہ ہو۔

۸۔ کتاب کی زبان کو حتی الامکان سلیس رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور قارئین کرام کو اس استفادہ کی توفیق بخشے۔



مقدمہ

بہت سی کتب حدیث اور اسماء الرجال کی تمام کتب میں صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں۔

ابن مندہ (م ۳۹۵ھ)، ابونعیم (م ۴۰۳ھ)، قاضی ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) اور ابوموسیٰ اصفہانی (م ۵۸۱ھ) کی کتب میں صحابیات کے حالات زندگی کی تفصیلات لکھی گئی ہیں۔

قاضی ابن عبدالبر کی ایک کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ہے، جس کے ایک حصے کتاب النساء وکناہن میں ۳۹۸ صحابیات رضی اللہ عنہن کا حروف تہجی کی ترتیب سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو صحابیات ناموں سے مشہور ہیں ان کا تذکرہ ان کے ناموں کے حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے اور جو صحابیات رضی اللہ عنہن کنیتوں سے مشہور ہیں ان کا تذکرہ کنیتوں کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

الطبقات الکبری لابن سعدی آٹھویں جلد صالحات و صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات زندگی کے بارے میں مخصوص ہے۔ محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ) کی اس کتاب کا اردو ترجمہ طبقات ابن سعد کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس کتاب میں ۶۲۷ صحابیات رضی اللہ عنہن کا تذکرہ ہے۔

حصہ ہشتم میں اللہ کے رسول ﷺ کی دادیوں، نانیوں، والدہ محترمہ، ازدواج مطہرات، آپ کی چار صاحبزادیوں اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کے تذکرے ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں، پھوپھیوں اور ان کی بیٹیوں اور ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حالات بیان کئے گئے ہیں، پھر قریشی خواتین اور عام مہاجرات رضی اللہ عنہن کا تذکرہ ہے۔ مہاجرات رضی اللہ عنہن کے بعد انصاریات رضی اللہ عنہن کے حالات بیان کئے گئے ہیں اور ہر خاندان کی عورتوں کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کیا گیا ہے۔

علامہ ابن اثیر جزیری رحمہ اللہ (م ۶۳۰ھ) نے ایک ضخیم کتاب أَسَدُ الْغَابَةِ فی معرفة الصحابة کے نام سے لکھی ہے، جس کے ایک حصہ میں صحابیات کے حالات بیان

کئے گئے ہیں، اس کتاب میں صحابیات کا تذکرہ ان کے ناموں اور پھر مشہور کنیتوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جن میں حروفِ فجائی کی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں ۱۰۲۲ صحابیات کے حالات لکھے گئے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی اسماء الرجال پر ایک ضخیم کتاب الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ہے جس کا آخری حصہ کتاب النساء کے نام سے ہے، جس میں مکررات اور کنیتوں سمیت ۱۵۴۵ صحابیات رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس قدر صحابیات رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کسی اور کتاب میں نہیں کیا گیا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ایک اور کتاب تہذیب التہذیب کے نام سے ہے، جس میں بعض تابعیات اور مکررات سمیت ۳۲۲ صحابیات رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (م ۷۴۸ھ / ۱۳۷۴ء) نے اپنی ضخیم کتاب سیر اعلام النبلاء کے پہلے تین حصوں میں بعض صحابیات رضی اللہ عنہا کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

صحابیات رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی اور سیرت سے متعلق کتب لکھنے کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ عصر حاضر میں ایک کتاب ”صحابیات“ علامہ نیاز فتحپوری نے اردو زبان میں تحریر کی ہے۔ سیر الصحابیات مولانا سعید انصاری کی تالیف ہے۔

اسوۃ صحابیات مولانا عبدالسلام ندوی کی کاوش ہے، اس کتاب میں مختلف موضوعات کے تحت صحابیات رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کی گئی ہے۔

بعض عرب علماء نے صحابیات رضی اللہ عنہا کے حالات سے متعلق بہت عمدہ کتب تالیف کی ہیں۔ ان میں سے جن کتب کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے وہ یہ ہیں:

صحابیات الرسول ﷺ (گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں) از ابوعمار محمود مصری۔ صحابیات طیبات رضی اللہ عنہا از احمد خلیل جمعہ، سمیر المومنات از عبداللہ بدران۔ محی الدین بوانینی۔

مخصوص صحابیات رضی اللہ عنہا کے تذکروں سے متعلق کتب بھی لکھی جا رہی ہیں۔ ایسی ہی

ایک کتاب نساء اہل البیت (خواتین اہل بیت) از احمد ظلیل جمعہ ہے۔ مولانا محمود احمد غضنفر (جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق بہت سی عربی کتب کا اردو ترجمہ کیا ہے) نے ایک کتاب صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہن کے نام سے لکھی ہے۔

ایک کتاب ”حیات صحابیات کے درخشاں پہلو“ بھی مطبوع ہے۔

”مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن“ کے عنوان سے جو کتاب اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں صحابیات کی سیرت کا ایک منفرد پہلو منتخب کیا گیا ہے۔ صحابیات کی سیرت کے اس پہلو پر لکھی جانے والی یہ اولین کتاب ہے۔ صحابیات پر ہونے والے مظالم کی نوعیت کو اس کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

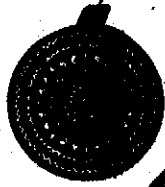
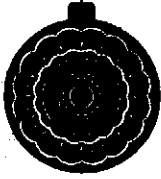
ظلم کی شدید ممانعت کے باوجود معاشرے میں طرح طرح کے ظلم روا رکھے جاتے ہیں، بالخصوص کمزور طبقوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، مستورات کے حقوق غصب کیے جاتے ہیں، انہیں جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے، جسمانی تشدد کیا جاتا ہے، نفسیاتی اذیت دی جاتی ہے، ان کے اموال پر قبضہ کر لیا جاتا ہے اور انہیں وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

زیر نظر کتاب صنف نازک کی اسوہ صحابیات کی روشنی میں راہنمائی فراہم کرتی ہے، نیز ظلم و زیادتی کی شکار خواتین کو اعصابی طور پر مضبوط کرنے میں مدد و معاون ہے۔ عصر حاضر میں مظلوم صحابیات کی سیرت کو مد نظر رکھ کر مستورات پر ہونے والے مظالم کا سد باب کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

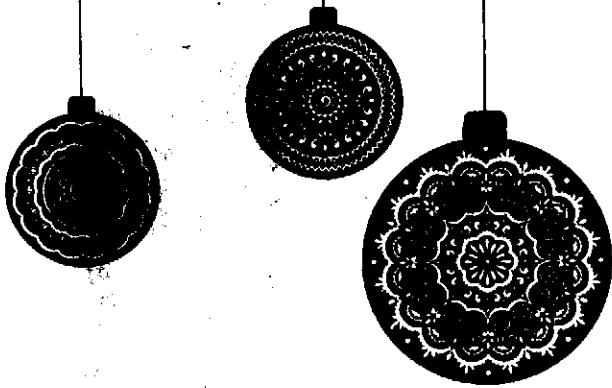
ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

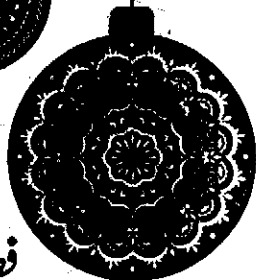
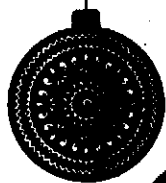


باب اول

عہد قدیم میں مستورات پر ظلم



- فصل اول: ظلم کی حرمت
- فصل دوم: عہد قدیم میں مومنات پر ظلم
- فصل سوم: صحابیات رضی اللہ عنہا کی مظلومیت کا قرآنی ثبوت
- فصل چہارم: کتب حدیث و سیرت اور تاریخ سے
- صحابیات کی مظلومیت کا ثبوت



فصل اول

ظلم کی حرمت اور سنگینی

قرآن مجید کی بیسیوں آیات کریمہ اور سیکڑوں احادیث نبویہ میں ظلم کی ممانعت اور مذمت کی گئی ہے نیز ظلم کی تمام انواع و اقسام کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ بہت سی آیات و احادیث میں ظلم کا انجام بھی بیان کیا گیا ہے۔ ﴿ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَیْثُ وَلَا شَفِيعٌ يُطَاعُ﴾ (المؤمن: ۴۰/ ۱۸)

”ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا نہ سفارشی، کہ جس کی بات مانی جائے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۲۲۷)

”جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ کس کروٹ اٹتے ہیں۔“

ظلم قیامت کے اندھیرے ہیں

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) *

”ظلم کرنے سے بچو! اس لیے کہ ظلم روز قیامت اندھیروں کا باعث ہوگا۔“

ظلم کا حساب دینا پڑے گا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَتَوَدَّ ذُنَّ الْحَقُّوقِ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ

الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ)) *

”تمہیں قیامت والے دن حق والوں کے حق ضرور ادا کرنے ہوں گے حتیٰ کہ

سینگ والی بکری سے بغیر سینگوں والی بکری کو بدلہ دلوا دیا جائے گا۔“

اس سلسلے کی دیگر آیات کے لیے دیکھیے المعجم المفہر من لالفاظ القرآن الکریم، مادہ: ظلم

صحیح مسلم: کتاب البر، باب تحریم الظلم، ح: ۲۵۷۸۔

ایضاً: ح: ۲۵۸۲۔

بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روز قیامت ظالموں کے پاس اگر نیک اعمال ہوں گے تو وہ لے کر مظلوموں کو دے دیے جائیں گے اور ان کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوموں کے گناہ ان پر ڈال دیے جائیں گے۔*

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ کوئی سامان۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت والے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا (لیکن اس کے ساتھ ساتھ)

((وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَكَذَبَ هَذَا وَ أَكَلَ مَالَ هَذَا وَ سَفَكَ دَمَ هَذَا وَ صَرَبَ هَذَا))

”وہ اس حال میں آئے گا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان تراشی کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔“
لہذا ان (مظلومین) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ (تاکہ ان پر کیے گئے مظالم کی تلافی کی جائے) تو اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں قبل اس سے کہ اس کے ذمے دوسروں کے حقوق ادا ہوں، تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔*

ظالم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَيُتِلُّ بِالْقَالِمِ فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ إِنَّ أَخَذَهُ أَكْبَرُ شِدَّةٍ))

(ہود: ۱۱/۱۰۲)

* دیکھیے صحیح بخاری: کتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة، ح ۲۴۴۹

* صحیح مسلم ایضاً، ح: ۲۵۸۱۔

* صحیح بخاری: کتاب التفسیر، تفسیر سورة هود، باب قوله: وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ، ح: ۴۶۸۶۔

صحیح مسلم: کتاب البر، باب تحريم الظلم، ح: ۲۵۸۳۔

”اللہ عالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب وہ پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا، بعد ازاں آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

”اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتی ہیں یقیناً اس کی پکڑ دردناک اور شدید ہے۔“

مظلوم کی بددعا سے بچو!

لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ اس ظلم کی وجہ سے بددعا کر دیں تو فوراً قبول ہو جاتی ہے، رد نہیں ہوتی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن کا عامل مقرر کرتے وقت بہت سی ہدایات دیں، ان ہدایات میں سے ایک یہ تھی:

((وَأَتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ)) *

”اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔“

بددعا قبول ہونے کی تاریخ عالم میں بے شمار مثالیں ہیں۔ یہاں صرف دو مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے:

مثال ①

عمر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے بیان کیا کہ ایک عورت اروئی نے ان پر ایک گھر کے بارے میں دعویٰ کیا تو کہنے لگے: گھر اسے لے لینے دو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ نے فرمایا: ”جو شخص

* صحیح بخاری: کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ، ح ۱۳۹۵۔

المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ صحیح مسلم :
کتاب الایمان، باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ وشرائع الدین
ح: ۱۹۔

بلا استحقاق کسی کی باعث بھر زمین بھی لے لے گا اسے روز قیامت سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“ اللہ! اگر وہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اسی گھر میں اس کی قبر بنا! راوی کہتا ہے کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ اندھی ہو گئی ہے۔ دیواریں پکڑ کر چلتی تھی اور کہتی تھی:

((أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ))

”مجھے سعید بن زید کی بد دعا لگ گئی ہے؟“

ایک دفعہ وہ گھر میں چل رہی تھی، گھر میں موجود کنویں کے پاس سے گزرنے لگی تو اس میں گر پڑی اور وہی کنواں اس کی قبر بنا۔

مثال ۲

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے، لکھتے ہیں:

میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا بازو کندھے سے کٹا ہوا تھا، اور وہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا: مجھے دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور کسی پر ظلم نہ کرو..... میں نے اس کے قریب جا کر اس سے دریافت کیا: بھائی جان! اصل بات بتاؤ کیا ہے؟ اس نے کہا:

”میرا واقعہ بڑا عجیب ہے، میں خالوں کے مددگاروں میں سے اور ان کے ہم نواؤں سے تھا، میں نے ایک دن ایک شکاری کو دیکھا جو ایک بہت بڑی مچھلی شکار کر کے لا رہا تھا، وہ مجھے اچھی لگی، تو میں نے اس سے کہا کہ یہ مچھلی مجھے دے دو، وہ بولا:

”میں تمہیں یہ نہیں دیتا۔“

میں نے اس کو مارا اور زبردستی اس سے چھین کر لے گیا۔ میں اس مچھلی کو اٹھائے جا رہا تھا کہ اس نے زور سے میرے انگوٹھے کو دانتوں سے کاٹا۔ میں گھر پہنچا تو درد کی شدت بہت زیادہ بڑھ چکی تھی مجھے بالکل چھین نہ آیا۔ مجھے نیند تک نہ آئی۔ میرا ہاتھ متورم ہو گیا۔ صبح ہونے پر میں نے طبیب سے جا کر مشورہ کیا.....

● صحیح مسلم: کتاب المساقاب والمزارعة، باب تحریم الظلم و غصب الارض و غیرہا۔

اس نے بتلایا کہ یہ جسم کے اندر پیدا ہونے والی انتہائی خطرناک بیماری کا آغاز ہے..... اپنا انگوٹھا کٹوا دو..... ورنہ تمہارا پورا ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔ میرا انگوٹھا کاٹ دیا گیا۔ مجھے پھر بھی افاقہ نہ ہوا..... مجھ سے کہا گیا کہ اپنا ہاتھ کٹوا دو.....

چنانچہ ہاتھ کٹوا دیا گیا، مگر تکلیف کلائی تک پہنچ گئی اور درد بھی بہت زیادہ ہونے لگا۔ مجھے بالکل آرام نہ آتا تھا، درد کی وجہ سے میں چیختا چلاتا رہتا..... مجھ سے کہا گیا کہ کہنی سے بازو کٹوا دو، میں نے بازو کو کہنی سے کٹوا دیا۔ مگر درد اس سے اوپر سرایت کر گیا..... اور تکلیف پہلے سے بھی بڑھتی گئی۔ مجھ سے کہا گیا کہ بازو کو کندھے تک کٹوا دو ورنہ یہ تکلیف سارے جسم میں سرایت کر جائے گی، چنانچہ میں نے بازو کٹوا دیا۔ کسی نے مجھ سے پوچھا: تمہاری تکلیف کی اصل وجہ کیا ہے؟ تو میں نے اسے مچھلی والی بات بتلائی، اس نے کہا:

”اگر تم شروع ہی میں اس مچھلی والے کے پاس جا کر اس سے معافی مانگ لیتے اور اسے راضی کر لیتے تو تمہارا کوئی بھی عضو کاٹنے کی ضرورت پیش نہ آتی..... اب بھی موقع ہے تم جا کر اس سے معافی مانگ لو..... ورنہ یہ تکلیف سارے بدن میں سرایت کر جائے گی۔“

میں اسے سارے شہر میں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر وہ مجھے مل گیا..... میں نے اس سے کہا:

”میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے اللہ کے لیے معاف کر دو۔“ اس نے مجھ سے پوچھا: ”تم کون ہو؟“

میں نے اسے بتلایا کہ میں وہی ہوں جو تم سے مچھلی چھین کر لے گیا تھا۔

پھر میں نے سارا واقعہ اس کے گوش گزار کر دیا اور میں نے اسے اپنا ہاتھ بھی دکھلایا، وہ میری حالت دیکھ کر رونے لگا..... اور کہا: بھائی! میں تمہیں معاف کرتا ہوں..... میں نے اس سے پوچھا: جب میں مچھلی لے گیا تھا تو کیا تم نے بددعا تو نہیں کر دی تھی؟

وہ بولا: ”ہاں! میں نے کہا تھا، یا اللہ! تو ہی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کر کے اپنی قدرت دکھا دے۔“ تو میں نے عرض کیا: اللہ نے میرے بارے میں فیصلہ کر کے اپنی قدرت آپ کو دکھا دی.....

میں ظالمانہ کارروائیوں سے توبہ کرتا ہوں، میں آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا اور نہ ظالم کا ظلم پر ساتھ دوں گا۔ ﴿۱﴾

ظلم نہ کرو

ابوزر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا عِبَادِي اِنِّي حَرَمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظْلَمُوْا)) ﴿۱﴾

”میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دے دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے لہذا تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔“

نبی رحمت ﷺ نے ((وَأَسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا)) ﴿۲﴾ کے الفاظ سے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی ہے۔ آپ ﷺ نے مردوں سے فرمایا ہے کہ وہ عورتوں کو نہ ماریں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللَّهِ)) ﴿۳﴾

”تم اللہ کی بندویں کو نہ مارو۔“

البتہ جب عورتیں اس ممانعت کی وجہ سے اپنے شوہروں پر دلیر ہو گئیں، ان کے سر چڑھ گئیں، تو آپ نے ان کی تادیب کی رخصت عنایت فرمائی، اس تادیب کی وجہ سے بہت سی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس آ کر اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں، آپ نے بیویوں کو مارنے والے خاوندوں کے بارے میں فرمایا:

• الکبائر، ص: ۱۲۷۔

• صحیح مسلم: کتاب البر، باب تحریم الظلم، ح: ۲۵۷۷۔

• صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب المداراة مع النساء، ح: ۵۱۸۴۔

• صحیح مسلم: کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء، ح: ۱۴۶۸۔

• سنن ابو داؤد: کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء، ح: ۲۱۴۶۔

((لَيْسَ أَوْلَئِكَ بِخِيَارِكُمْ)) *

”یہ تمہارے بہتر لوگ نہیں ہیں۔“

یعنی عورتوں کو مارنے پیٹنے والے اخلاقی لحاظ سے بہتر انسان نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلق عظیم کے حامل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی بیوی کو نہیں مارا پیٹا۔ بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَخِيَارُكُمْ خِيَارُ نِسَائِهِمْ)) *

”اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہے۔“

ہاں اگر بیوی کھلی برائی (فاحشہ) کا ارتکاب کرے تو پھر خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ تادیبی کارروائی کرے مگر پھر بھی رحمۃ للعالمین ﷺ نے ہدایت کی کہ مار شددید نہ ہو۔ ارشاد نبوی ہے:

((وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرِحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا)) *

”انہیں سزا دو مگر سزا اذیت ناک نہ ہو، پھر اگر وہ تمہاری فرمانبرداری اختیار کر لیں تو پھر ان کے لیے کوئی اور راستہ نہ ڈھونڈو۔“

یعنی یہ نہ ہو کہ اعضاء کو نقصان پہنچے یا کوئی ہڈی وغیرہ ٹوٹ جائے۔ *

ایضاً۔

جامع ترمذی: ابواب النکاح، باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها، ح: ۱۱۶۲۔

ایضاً، ح: ۱۱۶۳۔

حریدتصلیات کے لیے دیکھیے طبقات ابن سعد کا ۸/۲۸۵ (اردو) کا عنوان: کیا مرد ادب کے

لیے عورتوں کو مار سکتا ہے؟ ط: ۳، ۱۹۸۰ء، نفیس اکڈمی کراچی۔ الطبقات الکبریٰ

لابن سعد (عربی) ۸/۲۰۴ ط (۱۳۷۷/۱۹۵۸ء) ذکر ضرب النساء، دار

صادر، بیروت۔

ایک شخص کو نبی اکرم ﷺ کی نصیحت

حواء بنت زید بن سکن رضی اللہ عنہ سے قیس بن خطیم بن عدی نے شادی کی، قیس کو نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے قبول نہ کی۔ بیوی چونکہ مسلمان ہو چکی تھی اس لیے قیس اسے ستاتا تھا۔ آپ ﷺ نے قیس کو اس سے منع کر دیا اور فرمایا: اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! قیس نے بیوی سے اچھا سلوک کرنے کا وعدہ کر لیا بعد ازاں اس نے اپنی بیوی سے حلفاً کہا کہ آئندہ تمہیں میری طرف سے کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔ جب لوگ قیس سے کہتے کہ اے ابو یزید تمہاری بیوی محمد (ﷺ) کے دین کی پیروی کا رہنما بن گئی ہے تو اس کا جواب قیس یہ دیتے کہ میں نے محمد سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے ساتھ برا سلوک نہ کروں گا۔ اور اس کے بارے میں آپ کی بات کا خیال رکھوں گا۔

میرا ہاتھ شل ہو جائے اگر میں زینب کو ماروں!

قاضی شریح رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے کہا کہ بنو قسیم کی خواتین بڑی عقل مند اور سلیقہ شعار ہیں، شادی کرنی ہو تو اس خاندان میں کریں۔ پھر قاضی شریح نے یہ بتایا کہ انہیں بنو قسیم کی خواتین کی عقل و دانش اور سلیقہ شعاری کا علم کیسے ہوا۔ بنو قسیم کی زینب نامی خاتون کے ساتھ قاضی شریح کی شادی ہوئی تھی۔ قاضی شریح امام شعبی کو بتاتے ہیں کہ:

جب وہ میرے حوالہ عقد میں آئی تو میں نے اس سے بنو قسیم کی عورتوں کی عادات کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ بنو قسیم کی عورتیں بڑی سخت دل ہوتی ہیں۔

یہ بات سن کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اسے طلاق دے دوں، پھر سوچا، نہیں کچھ دیر دیکھنا تو چاہیے کہ میرے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے، اگر سلوک اچھا ہو تو نباہ ہوتا رہے گا ورنہ علیحدگی اختیار کر لوں گا۔

ایک کافر و شرک کا اپنے وعدے کی پاسداری کرنے کا عزم ظاہر کرنا۔ ان مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ قیس بن خطیم نے جب اپنے وعدے کے بارے میں لوگوں کو بتایا تو کسی ایک کافر نے بھی یہ نہیں کہا کہ اپنے وعدے سے بھر جاؤ۔ (دیکھیے طبقات: ۸/ ۳۹۱)

سہاگ رات کو بنو تمیم کی خواتین نے میری بیوی کو بہت تحائف دیے۔ جب تخلیہ ہوا تو اس نے کہا: سنت طریقہ یہ ہے کہ جب پہلے پہل بیوی دولہا کے پاس آئے تو دولہا دو رکعت نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے اپنی رفیقہ حیات کی بھلائی کا سوال کرے اور اس کے شر سے پناہ مانگے۔

قاضی شریع فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی، سلام پھیرا تو دیکھا کہ میرے پیچھے وہ بھی نماز پڑھ رہی ہے۔ جب میں نے نماز پڑھ لی اور ہم دونوں ٹوٹ گئے تو اس نے کہا: ”ابو امیہ میں اجنبی ہوں مجھے آپ کی عادات کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، آپ مجھے صاف صاف بتا دیجیے کہ کون سی چیز آپ کو پسند ہے کہ میں اس کا اہتمام کروں اور کون سی ناپسند ہے کہ میں اس سے اجتناب کروں۔ آپ کی قوم میں بھی شادی ہوتی ہے اور ہمارے ہاں بھی اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی ملکیت میں دے دیا ہے۔ لہذا میرے ساتھ نباہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پیش نظر رکھیں:

﴿قَامُسَاكُ بِمَعْرُوفٍ اَوْ كَسْرٍ نَجٍ﴾ (البقرة: ۲/۲۲۹)

”روک لینا ہے دستور کے مطابق یا چھوڑ دینا ہے اچھے انداز سے۔“

میں یہی بات کرنا چاہتی تھی اللہ مجھے اور آپ کو معاف کرے۔“

قاضی شریع کہتے ہیں:

میرے دوست شعبی! ذرا غور کریں کہ اس عظیم خاتون نے مجھے ان جذبات انگیز لمحات میں بھی مجبور کر دیا کہ اپنی زبان سے حمد یہ کلمات ادا کروں۔
لہذا میں نے کہا:

”اگر تو اپنی باتوں پر ثابت قدم رہی تو تیرے لیے بہت ہی بہتر رہے گا اور اگر تو

نے اس کے خلاف کیا تو تیرے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔“

پھر میں نے اسے اپنی پسند اور ناپسند کے بارے میں صاف صاف بتا دیا اور ساتھ ہی میں نے کہا: ہم سب گھروالے ایک ساتھ اکٹھے رہتے ہیں دیکھنا ہم میں جدائی نہ ڈال دینا

اور جو تو یہاں کوئی اچھی چیز دیکھے اس پر برملا اظہار خیال کرنا اور جو چیز تجھے ناخوشگوار نظر آئے تو اسے صیغہ راز میں رکھنا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ میرے اہل خانہ اگر یہاں ملاقات کے لیے آئیں تو آپ کو ان کی آمد کیسی محسوس ہوگی؟

میں نے کہا کہ مجھے یہ قطعاً پسند نہیں کہ سسرال والے میرے گھر آ کر ڈیرہ ڈال لیں اور وہ میرے لیے اکٹھا ہٹ کا باعث بنیں۔

اس نے کہا پڑوسیوں میں سے آپ اپنے گھر کس کا آنا پسند کرتے ہیں اور کس کا

ناپسند؟

میں نے کہا فلاں قوم نیک میرت ہے اور فلاں بد کردار۔
شعبی! میں آپ کو کیا بتاؤں مجھے اس کی گفتار اور کردار نے بہت ہی متاثر کیا۔ اس کی ہر ادا میرے لیے پسندیدہ اور دلربا تھی۔

ایک سال یونہی بیت گیا، ایک روز میں عدالت سے فارغ ہو کر آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت گھر میں اہل خانہ کو دعتہ و نصیحت کر رہی ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟
گھر والوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے سسرال سے آئی ہے۔

مجھے اس کا انداز دیکھ کر خوشی ہوئی جب میں بیٹھ گیا تو وہ بڑھیا میرے پاس آئی اور

اس نے کہا:

ابو امیہ السلام علیکم!

میں نے جواب میں کہا: وعلیکم السلام! آپ کون ہیں؟

اس نے کہا: میں تیرے سسرال سے فلاں ہوں۔

میں نے کہا: تشریف رکھے اللہ آپ کو خوش رکھے۔

اس نے کہا: آپ نے اپنی بیوی کو کیسے پایا؟

میں نے کہا: بہت ہی بہتر ہے۔

میں نے کہا: آپ نے اس کی بہت ہی اچھے انداز میں تربیت کی ہے۔

اس نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ اپنے سرال والوں کا اپنے گھر آنا پسند کرتے ہیں؟ میں نے کہا بڑی خوشی سے آئیں۔ جب چاہیں تشریف لائیں ان کے لیے میرے گھر کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ چشم مارو شن دل ماشاد۔

فرماتے ہیں کہ وہ خاتون سال میں ایک بار میرے گھر تشریف لایا کرتی اور خوب وعظ و نصیحت کرتی۔ اس کے آنے سے گھر میں رونق آ جاتی۔

میری بیوی زینب نے بیس سال میرے ساتھ زندگی بسر کی، میں نے اس دوران میں اسے صرف ایک بار ڈانٹ پلائی اور اس میں بھی اس بچاری کا کوئی قصور نہیں تھا، میری ہی زیادتی تھی۔

ایک روز نماز فجر کی میں نے دو سنتیں ادا کیں، مؤذن نے جماعت کے لیے اقامت کہہ دی۔ میں محلے کا امام تھا، میں نے دیکھا کہ ایک بچھورینگ رہا ہے، میں نے اس پر ایک برتن الٹا کر رکھ دیا اور اپنی بیوی زینب سے کہا: خیال رکھنا جب تک میں نہ آ جاؤں اسے چھوڑنا نہیں۔ میں نے نماز پڑھائی وہاں آیا اور بچھو کو مار ڈالا۔

اس کے بعد قاضی شریع نے اپنی بیوی زینب کی تعریف میں اشعار کہے۔

”میں نے مردوں کو دیکھا کہ وہ اپنی عورتوں کو مارتے ہیں، میرا دایاں ہاتھ شل ہو جائے اگر میں زینب کو ماروں۔“

”کیا میں بغیر کسی جرم کے ارتکاب کے ماروں۔ جس کا کوئی گناہ نہیں اسے مارنا کوئی انصاف تو نہیں۔“

فَزَيْنَبُ شَمْسٌ وَالنِّسَاءُ كَوَاكِبُ
إِذَا طَلَعَتْ لَمْ تَبْدُ مِنْهُنَّ كَوْكَبًا

”زینب سورج ہے اور دیگر عورتیں ستارے۔ جب سورج طلوع ہو جاتا ہے تو باقی کوئی ستارہ چمکتا نہیں رہ جاتا۔“

سمیر المومنات از عبداللہ بدران، محی الدین بوابیجی، ط: ۲۰۰۷ء مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور۔

لاٹھی بردار مرد

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جو کہ قیس بن خالد اور امیہ بنت ربیعہ کی بیٹی اور ضحاک بن قیس کی بہن ہیں۔ وہ ابو عمر و حفص بن مغیرہ بن عبد اللہ کے عقد میں تھیں۔ ابو عمرو نے انہیں طلاق دے دی۔ پھر ان سے معاویہ بن ابوسفیان بن حرب اور ابو جہم بن حذیفہ بن غانم عدوی نے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کے بارے میں نبی ﷺ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا:

((وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَصْغُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ)) *
 ”اور ابو جہم تو لاٹھی کو کندھے سے اتارتا ہی نہیں۔“

معاویہ تو نادار ہیں ان کے پاس کچھ نہیں تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔
 ایک اور حدیث میں ہے:

((وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابُ النِّسَاءِ)) *
 ”لیکن ابو جہم ایسا آدمی ہے جو عورتوں کو بہت مارنے والا ہے۔“
 بعض روایات میں ہے:

((مِنْهُ شِدَّةٌ عَلَى النِّسَاءِ)) *
 ”اس میں عورتوں پر سختی پائی جاتی ہے۔“

ان روایات سے مذکورہ بالا روایت، جس میں لاٹھی کندھے سے نہ اتارنے کا بیان ہوا ہے، کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی بات مان کر جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح باعث خیر ثابت ہوا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس سلسلے میں رشک کیا گیا۔ *

* اس طلاق کے بعد خاوند کو رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔

* صحیح مسلم : کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لانفقة لها ح : ۱۴۸۰،

طبقات : ۳۵۱/۸۔ * صحیح مسلم ایضاً۔

* ایضاً۔ * دیکھیے : طبقات ۳۵۱/۸۔

ان روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو ایسے مرد سے نکاح کا مشورہ نہیں دیا جو عورتوں کو مارتا پھینتا تھا اور اس میں عورتوں پر شدت کا عنصر پایا جاتا تھا۔

حکم نہیں سفارش

بریدہ ایک لونڈی تھی جو ایک غلام مغیث کے نکاح میں تھی۔ اسے جب آزاد کر دیا گیا تو اس نے اپنا شرعی حق استعمال کرتے ہوئے خاوند سے علیحدگی کر لی، خاوند کو چونکہ اس سے بہت زیادہ محبت تھی اس لیے وہ چاہتا تھا کہ بریدہ اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے لہذا اس نے اس کی منت سماجت کی۔ نبی اکرم ﷺ کو اس صورت حال کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے بریدہ سے فرمایا:

((لَوْ رَاجَعْتِيهِ))

”اگر تو اس سے رجوع کرے (تو اچھا ہے)“

اس نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا مجھے حکم ہے؟

آپ نے فرمایا:

((الْأَمَّا أَشْفَعُ))

”میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔“

اس نے کہا:

لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ

”مجھے اس (مغیث) کی کوئی ضرورت نہیں۔“ ❁

اگر بریدہ نبی اکرم ﷺ کا مشورہ اور سفارش مان لیتیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان میں خیر پیدا فرمادیتا جیسا کہ (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے متعلق) اوپر بیان کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ بھی اسامہ سے شادی کرنا پسند نہ کرتی تھیں مگر جب آپ ﷺ نے بھرپور انداز

❁ صحیح بخاری: کتاب الطلاق باب شفاعۃ النبی ﷺ فی زوج بریرۃ، ج: ۵۲۸۳۔

سے انہیں اس رشتے پر رضامند کر لیا تو یہ شادی قابل رشک قرار پائی۔ بریدہ کا نبی اکرم ﷺ سے یہ دریافت کرنا کہ ”یہ آپ کا حکم ہے؟“ اس لیے تھا کہ وہ یہ سمجھتی تھیں کہ اگر یہ حکم ہے تو پھر تو انکار کی مجال نہیں اور اگر مشورہ ہے تو وہ ماننا ضروری نہیں ہوتا، اور آپ ﷺ نے بھی اس کے شخصی حقوق کی وجہ سے اس پر جبر نہیں کیا۔

عورتوں کو ظلم و زیادتی کے لیے نہ روکو

نکاح و طلاق کے معاملات میں بھی قرآن و حدیث میں عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید و تلقین کی گئی ہے اور ان پر ظلم و زیادتی کرنے اور نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الطَّلَاقُ مَوْثِقٌ مِّمَّا مَسَّاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيجٍ بِإِحْسَانٍ﴾

(البقرة: ۲/۲۲۹)

”طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں زمانہ جاہلیت کی لاتعداد طلاقوں کو ختم کر دیا گیا ہے تاکہ عورتوں پر ظلم و زیادتی نہ ہو، مرتان (دو مرتبہ) کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام طلاقیں یکبارگی نہیں بلکہ مختلف موقعوں پر دی جانی چاہئیں۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ﴿تَسْرِيجٍ بِإِحْسَانٍ﴾ کے الفاظ آئے ہیں جبکہ آیت تخییر (جس میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو نبی ﷺ کے نکاح میں رہنے اور نہ رہنے کا اختیار دیا گیا) میں ﴿سَرَّاحًا جَبِيلًا﴾ کے الفاظ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تخییر کی تفصیلات کے لیے دیکھیے صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الاحزاب، باب قوله: يا ايها النبي قل لازواجك.....، ح: ۴۷۸۵، باب قوله، وان كنتن تردن الله ورسوله.....، ح: ۴۷۸۶، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب بیان تخییر امرأته لا يكون طلاق الا بالنية۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُحِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرِيتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ (الاحزاب: ۲۸/۳۳)

”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگی دنیا اور زینب دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں۔“
یعنی اگر کسی خاتون سے علیحدگی کی نوبت آ جائے تو بھی اچھائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَبَسْنَ أَجَاهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِسَعْرُوهُنَّ أَوْ سَرَحوهُنَّ بِسَعْرُوهُنَّ وَلَا تُنْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَتَزَلْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظْكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (البقرة: ۲۳۱/۲)

”جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو اب انہیں اچھی طرح بساؤ یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم و زیادتی کے لیے نہ روکو، جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ اور اللہ کا احسان جو تم پر ہے یاد کرو اور جو کچھ کتاب و حکمت اس نے نازل فرمائی ہے جس سے تمہیں نصیحت کر رہا ہے اسے بھی، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔“

اس آیت کے الفاظ ﴿وَلَا تُنْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ عورتوں پر ظلم کرنے کی ممانعت پر واضح دلیل ہیں۔ نیز عورتوں کو نقصان پہنچانے اور تنگ کرنے کی غرض سے روکنے والے خود اپنے اوپر بھی ظلم کرتے ہیں کہ اس وجہ سے ان کی عاقبت خراب ہوتی ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

صنف نازک سے نرمی اور اچھا سلوک کرنا چاہیے مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے قوانین کو نرمی کی خاطر نظر انداز کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اصول و ضوابط اور حدود کو بلا امتیاز صنف پر نافذ کیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے حد سرتہ میں عورت کا ہاتھ کاٹنے کا بھی حکم دیا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا لَكَرَهِ قَوْلَ اللَّهِ ط
اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (المائدة: ۵ / ۳۸)

”چوری کرنے والے مرد اور عورت کا ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، اللہ کی طرف سے باعث عبرت سزا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔“

مخزوم قبیلے کی فاطمہ نامی عورت نے زیورات کی چوری کی تھی قریش کو ڈر لاحق ہوا کہ آپ ﷺ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے تو لوگوں نے اس سلسلے میں ام ایمن کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ وہ آپ ﷺ سے سفارش کریں کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر آپ نے فرمایا: اللہ کی حدود پر عمل درآمد ضروری ہے۔ اگر فاطمہ دختر محمد ﷺ بھی اس جرم کا ارتکاب کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ چنانچہ آپ نے فاطمہ دختر ابوالاسد کا ہاتھ کاٹ دیا۔ * ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) *

”اگر فاطمہ (بنت محمد ﷺ) بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔“

بعض روایات میں ہے کہ ام عمرو بنت سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے حجۃ الوداع کے زمانے میں ایک قافلہ والوں کا کپڑوں کا ایک صندوق چرائیا،

* دیکھیے عزالدین بن الاثیر کی کتاب اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابة (اردو) ۳ / ۹۰۰ المیزان۔

* صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة باب ذکر اسامۃ بن زید، ح: ۳۷۳۳، صحیح مسلم کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ، ح: ۶۸۸۔

لوگوں نے اسے پکڑ کر باندھ دیا تھا۔ اسے حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اس نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے کپڑوں میں اپنا ہاتھ چھپا لیا۔ آپ ﷺ کے حکم سے اس کے ہاتھ وہاں سے نکالے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ ❀

حد زنا بھی مرد و عورت دونوں پر لاگو ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةً وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيَشْهَدُ عَذَابُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور: ۲۴/۲)

”زنا کا عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہر گز ترس نہ کھانا چاہیے اگر تمہارا اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان ہے۔ ان دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے۔“

یعنی ترس کھا کر سزا دینے سے گریز نہ کرو بلکہ اس کی سزا کی تشہیر کرو تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ سورۃ النور میں بیان کردہ سزا غیر شادی شدہ مرد و عورت کی ہے البتہ اگر شادی شدہ مرد و عورت اس جرم کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا متواتر احادیث میں رجم بیان ہوئی ہے۔ غامدیہ نامی عورت کو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے سنگسار کیا گیا تھا۔ ❀

آمنہ بنت بنت خلف الاسلمیہ (جو کہ شادی شدہ تھیں) کو بھی آپ ﷺ کے حکم سے رجم کیا گیا تھا۔ ❀ البتہ لونڈی اگر شادی شدہ بھی ہو تو اسے رجم کے بجائے پچاس کوڑے لگائے جاتے ہیں جو کہ غیر شادی شدہ زانی کو دی جانے والی سزا (سو کوڑے) کا نصف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

• دیکھیے طبقات ابن سعد: ۳۴۳/۸۔

• دیکھیے صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، ح: ۱۶۹۶۔

• اسد الغابۃ: ۷۵۱-۷۵۲/۳۔

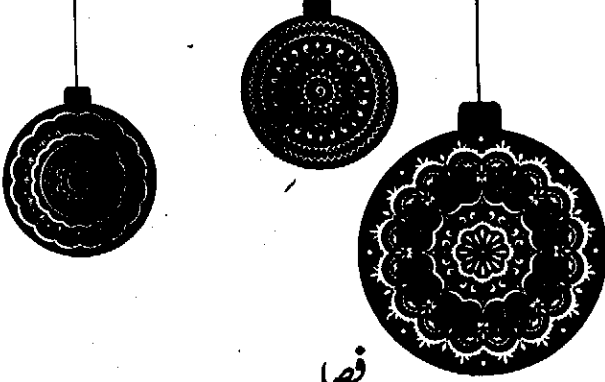
﴿فَإِذَا أَحْصَيْنَ فَإِنَّ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النساء: ۲۵)

”تو جب یہ نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انہیں آدمی سزا ہے اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے۔“

عورتوں پر حدود کے نفاذ کے علاوہ ان سے قصاص بھی لیا جاتا ہے۔ فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے آپ ﷺ کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ پہلے تو آپ نے اسے معاف کر دیا مگر جب زہر آلود کھانا کھانے سے آپ کے صحابی بشر بن براہ رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہو گئی تو آپ نے اس خاتون کو قصاص میں قتل کروا دیا۔ ❁



❁ دیکھئے صحیح بخاری، کتاب الجزية والموادعة، باب اذا غدر المشركون.....، ج: ۳۱۶۹۔ (اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زہر دے کر مارنا بھی قتل عمد ہے)



فصل دوم

عہد قدیم میں مومنات پر ظلم

قدیم زمانوں میں عورتوں پر مختلف قسم کے ظلم روا رکھے گئے بعض مومنات پر جسمانی تشدد کیا گیا، بعض کی آبروریزی کی گئی، بعض کو جنسی طور پر ہراساں کیا گیا اور بعض مومنات وہ بھی تھیں جن پر جھوٹے الزامات لگائے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے کافرو فاجر کا فریب اسی کے منہ پر دے مارا

جن مومنات کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی ان میں جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفیقہ حیات حضرت سارہ علیہا السلام بھی ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کے ساتھ (نمرد کے ملک سے) ہجرت کی تو ایسے شہر میں پہنچے جہاں ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق کسی نے کہہ دیا کہ وہ ایک نہایت ہی خوبصورت عورت لے کر یہاں آئے ہیں۔ بادشاہ نے آپ سے پچھوا بھیجا کہ ابراہیم ایہ عورت جو تمہارے ساتھ ہے تمہاری کیا لگتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام سارہ کے یہاں آئے تو ان سے کہا کہ میری بات نہ جھٹلاتا، میں تمہیں اپنی بہن کہہ آیا ہوں۔ اللہ کی قسم! آج روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے سارہ علیہا السلام کو بادشاہ کے یہاں بھیجا، یا بادشاہ حضرت سارہ علیہا السلام کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت سارہ علیہا السلام وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی تھیں، انہوں نے اللہ کے حضور میں یہ دعا کی:

((اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ أَمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَخْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تَسْلُطْ عَلَى الْكَافِرِ))

”اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول (ابراہیم علیہ السلام) پر ایمان رکھتی ہوں، اور اگر میں نے اپنے شوہر کے سوا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے، تو تو مجھ پر ایک کافر کو

مسلط نہ کر۔“

اتنے میں وہ بادشاہ تھرایا اور اس کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اعرج نے کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے حضور میں دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس نے مارا ہے۔ چنانچہ وہ پھر چھوٹ گیا اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا وضو کر کے پھر نماز پڑھنے لگی تھیں اور یہ دعا کرتی جاتی تھیں۔ ”اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے شوہر (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے سوا اور ہر موقع پر میں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر۔“ چنانچہ وہ پھر تھرایا، کانپا اور اس کے پاؤں زمین میں دھنس گئے عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ ابو سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی دعا کی کہ ”اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔“ اب دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ بھی وہ بادشاہ چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ کہنے لگا کہ تم لوگوں نے میرے یہاں ایک شیطان بھیج دیا۔ اسے ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور انہیں آجر (حضرت ہاجرہ) بھی دے دو۔ پھر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے کہا:

فعلیہ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری اپنی کتاب المرأة المسلمة (خاتون اسلام) میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی دعا کے بارے میں لکھتے ہیں: آپ غور کیجیے کہ حضرت سارہ نے کس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی جو کہ عمل صالح ہے اور اس کے وسیلہ سے دعا کی اور اللہ نے ان کی دعا کس طرح قبول کی کہ انہیں کافر کی زیادتی سے محفوظ رکھا..... لہذا آپ بھی کیوں نہیں اس طرح کما حقہ اور مشروع وسیلہ اختیار کرتیں یعنی یہ کہ دو رکعت نماز پڑھیے اور پھر اللہ تعالیٰ، اس کے رسول پر ایمان اور عمل صالح کے وسیلے سے دعا کیجیے اور ممنوع و حرام جیسے فلاں کی جاہ، فلاں کے حق وغیرہ سے اجتناب کیجیے۔ (ص: ۱۳۱، دارالکتب الشریف، لاہور)

((أَشْعَزْتُ أَنَّ اللَّهَ كَبِتَ الْكَافِرَ وَأَخَذَ الْوَلِيدَةَ)) *

”دیکھتے نہیں کہ اللہ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ایک لڑکی بھی دلوادی۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے سارہ علیہا السلام سے ان کا حال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا:

((رَدَّ اللَّهُ كَيْدَ الْكَافِرِ أَوْ الْفَاجِرِ)) *

”اللہ نے کافریا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا۔“

بدکار، تختہ دار پر

بسا اوقات مجرم کو دنیا میں اپنے کیے کی عبرت ناک سزا مل جاتی ہے۔ اسی سلسلے کا ایک واقعہ بنی اسرائیل کے ایک پادری کا ہے۔ جو ایک بدکاری کرنے کے نتیجے میں کئی گنا ہوں کا مرتکب ہوا۔ ایک عورت بکریاں چرایا کرتی تھی اور ایک راہب کی خانقاہ تلے رات گزارا کرتی تھی، اس کے چار بھائی تھے، ایک دن شیطان نے راہب کو گدگدایا اور اس سے زنا کر بیٹھا، اسے حمل رہ گیا شیطان نے راہب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اب بڑی رسوائی ہوگی، اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے مار ڈال اور کہیں دفن کر دے، تیرے تقدس کو دیکھتے ہوئے تیری طرف تو کسی کا خیال بھی نہ جائے گا اور اگر بالفرض پھر بھی کچھ پوچھ گچھ ہو تو جھوٹ موٹ کہہ دینا، بھلا کون ہے جو تیری بات کو فطط جانے؟ اس کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی، ایک روز رات کے وقت موقع پا کر اس عورت کو جان سے مار ڈالا اور کسی اجاڑ جگہ زمین میں دبا دیا۔ اب شیطان اس کے چاروں بھائیوں کے پاس پہنچا اور ہر ایک کے خواب میں اسے سارا واقعہ کہہ سنایا اور اس کے دل کی جگہ بھی بتادی۔ صبح جب یہ جاگے تو ایک نے کہا: آج کی رات تو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے، ہمت نہیں پڑتی کہ آپ سے بیان کروں،

• صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب شراء المملوك من الحربى و هبته و عققه، ح: ۲۱۱۷۔

• ایضاً، کتاب الانبیاء باب قوله تعالى: واتخذ الله ابراهيم خلیلاً (النساء: ۴) / ح: ۳۳۵۸۔ (۱۶۵)

دوسروں نے کہا نہیں کہو تو سہی، چنانچہ اس نے اپنا پورا خواب بیان کیا کہ اس طرح فلاں عابد نے اس سے بدکاری کی، پھر جب حمل ٹھہر گیا تو اسے قتل کر دیا اور فلاں جگہ اس کی لاش دبا آیا ہے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک نے کہا: مجھے بھی یہی خواب آیا ہے، اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ سچا خواب ہے۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اطلاع دی اور بادشاہ کے حکم سے اس راہب کو اس خانقاہ سے ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچ کر زمین کھود کر اس کی لاش برآمد کی۔ کامل ثبوت کے بعد اب اسے شاہی دربار میں لے چلے، اس وقت شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے: یہ سب میرے کرتوت ہیں، اب بھی اگر تو مجھے راضی کر لے تو جان بچا دوں گا۔ اس نے کہا جو تو کہے، کہا مجھے سجدہ کر لے، اس نے یہ بھی کر دیا، پس اسے پورا بے ایمان بنا کر شیطان کہتا ہے: میں تو تجھ سے بری ہوں میں تو اللہ سے جو تمام جہانوں کا رب ہے، ڈرتا ہوں، چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا اور پادری کو قتل کر دیا گیا۔ مشہور ہے کہ اس پادری کا نام برصیحا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، طاؤس، مقاتل بن حیان وغیرہم سے یہ قصہ مختلف الفاظ سے کی پیشی کے ساتھ مروی ہے۔

ذی الاوتاد (میخوں والے) ظالم پر عذاب الہی کا کوڑا برس پڑا

جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا ان میں فرعون بھی تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ

ہے:

﴿وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۚ الَّذِينَ ظَفَّوْا فِي الْهَلَاكِ ۚ فَلَا تَكْرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۚ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾

(الفجر: ۸۹/۱۰ - ۱۴)

”اور فرعون کے ساتھ (کیا سلوک کیا) جو میخوں والا تھا، ان سب نے شہروں میں سراٹھا رکھا تھا اور بہت زیادہ فساد مچا رکھا تھا، آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا یقیناً تیرا رب گہات میں ہے۔“

تفسیر ابن کثیر سورۃ المشراۃ آیت ۱۶ کی تفسیر۔

فرعون کی سرکشی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ اس نے اپنی بیوی کو بھی معاف نہ کیا۔ اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔ اس نے اپنے غیظ و غضب کی انتہا کر دی۔ اس ظالم نے آسیہ بنت مزاحم کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں میں میخیں گاڑ کر بچاری کو دھوپ میں پھینک دیا پھر بھی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے پایہ استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔ آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات کے لیے اللہ تعالیٰ کے در پر دستک دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَاتِ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنَ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهِ وَ نَجِّنِي مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (التحریم: ۶۶ / ۱۱)

”اور اہل ایمان کے معاملے میں اللہ نے فرعون کی بیوی کی مثال پیش کی، جب اس نے عرض کیا: میرے رب! میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دیجیے اور مجھے فرعون اور اس کی کارستانیوں سے بچا لیجیے اور ظالم قوم سے مجھے نجات عطا کر دیجیے۔“

اماں جان! صبر کر، توحق پر ہے

قرآن مجید کی سورۃ البروج میں اصحاب الاخذود (خندقوں والے لوگوں) کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔ ایمان قبول کرنے والوں کو ان کھائیوں میں پھینکا جاتا جن میں آگ دہکائی گئی تھی۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں اور بچوں کو بھی اس میں پھینکے کا حکم دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ ایک عورت آئی جس کے پاس ایک چھوٹا بچہ تھا وہ آگ میں گرنے سے جبکی تو اس کے بچے نے کہا:

((يَا أُمَّاةُ! اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ))

”اماں! صبر کر یقیناً تم حق پر ہو۔“

اس طرح وہ عورت حق پر قائم رہی ورنہ ہو سکتا تھا کہ بچے کی وجہ سے اس کے پایہ

استقلال میں لغزش آ جاتی۔

لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا

زمانہ ماضی میں جن خواتین کو اذیتیں دی گئیں، ان میں حضرت مریم کا نام بھی نمایاں ہے۔ ولادت عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے حضرت مریم پر بہتان لگایا، وہ کہنے لگے:

﴿يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يٰلَخْتُ هٰرُونَ مَا كَانَ اَبُوكَ اَمْرًا سُوًۗءًا وَمَا كَاٰنْتَ

اُمًّا بِغَيْرِ ۝﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۷، ۲۸)

”مریم! تو نے بڑی بری حرکت کی، ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔“

قوم کے استفسار اور بہتان پر حضرت مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا تو لوگ کہنے لگے لو بھلا ہم گود کے بچے سے باتیں کیسے کریں؟ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے، جو ابھی بچے تھے اپنی والدہ کی پاکدامنی بیان کی۔ (دیکھیے مریم: ۲۹-۳۴)

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے کفر، قتل انبیاء اور حضرت مریم پر بہتان لگانے کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِمَا نَقُوسُهُمْ فَبَيَّنَّا لَهُمْ وَاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلُهُمُ الْاَنْبِيَاۡءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ وَقَوْلُهُمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۚ بٰنَ طٰلُغِ اللّٰهُ عَلَيْهَا يَكْفُرُوْهُمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَ يَكْفُرُوْهُمْ ۚ وَقَوْلُهُمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتٰنًا عَظِيْمًا ۚ وَقَوْلُهُمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ سَلَبُوْهُ لَهُمْ ۝﴾

(النساء: ۴/ ۱۵۵-۱۵۷)

”تو انھوں نے جو اپنا اقرار توڑا اور اللہ کی آیتوں کا انکار کیا اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور کہنے لگے: ہمارے دل غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ اللہ نے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کر دی ہے، تو ایمان نہ لائیں گے مگر تھوڑے۔ اور اس وجہ سے بھی ہم نے ان پر لعنت کی کہ انھوں نے کفر کیا اور مریم پر بڑا طوفان جوڑا۔ اور کہنے لگے: ہم

نے مسیح بن مریم کو جو (اپنے آپ کو) اللہ کا رسول (کہتا) تھا، مار ڈالا حالانکہ انھوں نے نہ آپ کو قتل کیا اور نہ سولی دیا لیکن انھیں شبہ پڑ گیا۔
بیٹیوں کا قتل۔ باپ نے بیٹی کو کنویں میں پھینک دیا

زمانہ جاہلیت میں بعض عرب قبائل اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے اس فتنع اور قبیح فعل سے منع کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِنَّهُمْ﴾
(الانعام: ۱۵۱/۶)

”اور اپنی اولاد کو املاص کے سبب قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور انہیں بھی رزق دیتے ہیں۔“

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِنَّكُمْ قَاتِلُهُمْ كَانَ﴾
﴿خَطَاً كَبِيراً﴾ (نساء: ۳۱/۳۲)

”اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد نہ مار ڈالو، انہیں اور تمہیں ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔“

ایک سبب تو یہی تھا کہ مشرکین کے بعض قبائل رزق کی تنگی کے ڈر سے یہ حرکت کرتے تھے۔ دوسرا سبب معاشرتی تھا، جاہلی معاشرے میں بیٹی کی پیدائش کو باعث عار سمجھا جاتا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ فَلَا صَلَوةَ لَهُ فِی سَعَةِ اللَّهِ وَهُوَ كَظِيمٌ ۚ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيَسْكُنُ عَلٰی هُوْنٍ أَمْرٌ یَدْرُسُهُ فِی الْغُرَابِ ۚ أَلَا سَاءَ مَا یَحْكُمُونَ﴾ (النحل: ۵۸-۵۹)

صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقاق، باب قصة اصحاب الاخدود والراہب والغلام، ح: ۳۰۰۵۔

”اور (ان کافروں کا حال یہ ہے) جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاتی ہے (کہ تمہارے گھر بیٹی پیدا ہوئی) تو مارے رنج اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے اور گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ (بیٹی پیدا ہونے کی) بُری خبر کی وجہ سے جو اُسے دی گئی تھی لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (دل میں موچتا ہے) کیا اسے ذلت کے ساتھ رہنے دے یا اسے مٹی میں دبا دے (زندہ گاڑ دے) سنو تو یہ کیا بُری تجویز کرتے ہیں۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلزَّحْنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ﴾ (الزخرف: ۴۳ / ۱۷)

”اور ان (کافروں) میں سے جب کسی کو اس چیز کی (پیدائش کی) خبر دی جائے جسے اللہ کے لئے بیان کرتا ہے تو اس کا منہ کالا پڑتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غصہ سے گھٹنا رہتا ہے۔“

مشرکین ذلت و رسوائی سے بچنے کے لیے بھی یہ کام کرتے تھے۔ وہ سوچتے کہ ہماری بیٹیاں دشمن قبیلے کی قید میں چلی گئیں تو ہماری ناک کٹ جائے گی، لہذا وہ نوبت یہاں تک پہنچنے سے پیشتر ہی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے کہ نہ رہے بانس نہ بچے بانسری۔ بتوں کی خوشنودی کے حصول کی خاطر بھی ایسا ظلم روا رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں پر ظلم کرنے والوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلُّ لَكَ زَيْنٌ لِّكَثْرِهِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتَلَ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَاءُهُمْ لِيُرْثُوهُمْ وَ لِيُكْسُوا عَلَيْهِمْ وَنَتَهُمْ وَ كَوْشَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ قَدْ رُفِعَ لَهُمْ وَمَا يَفْقَهُونَ﴾ (الانعام: ۶ / ۱۳۷)

”اور اسی طرح بہت مشرکوں کو اُن کے شریکوں نے اپنی اولاد کا مار ڈالنا اچھا بتایا ہے انھیں تباہ کرنے کے لیے اور ان کے دین میں میل کرنے کے لیے۔ (شہید ڈالنے کے لیے) اور اگر اللہ چاہتا تو یہ مشرک اس کام کو نہ کرتے تو (اے پیغمبر)

انہیں اور ان کے بہتانوں کو (اپنے حال پر) چھوڑ دیجیے۔“

اولاد کو قتل کرنے والے بیوقوف ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام: ۱۴۰ / ۶)

”بے شک جن لوگوں نے جہالت کر کے نادانی سے اپنی اولاد کو مار ڈالا وہ گھائے میں پڑ گئے۔“

اس سلسلے میں قرآن کا ایک عجیب انداز ملاحظہ کیجیے:

﴿وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُيِّمَتْ ۖ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (التکویر: ۸۱ / ۹۸)

”اور جب اس لڑکی سے جو زندہ درگور کی گئی پوچھا جائے کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟“

اللہ تعالیٰ کی عدالت اور انصاف کا اندازہ کیجیے کہ کسی مظلوم پر ظلم کیا گیا ہے وہ خود اپیل کرے، اس کا ایک درجہ ہے۔ اگر اس کی طرف سے کوئی وکیل یا دیگر لوگ اپیل کر دیں، وہ خود اپیل نہ کرے تو اس کا درجہ اور بھی زیادہ ہے، جس عدالت کا جج خود سوال کر لے اور خود ایکشن لے لے تو اس کا درجہ سب سے زیادہ ہے۔ قیامت کے دن مظلوم بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کیوں قتل کیا گیا؟ ان کی گواہی کے بعد ظالموں پر جمت قائم ہو جائے گی اور انہیں سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لہذا اولاد پر ظلم کرنے کی بجائے اللہ رب العالمین اور رازق و رزاق کی اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۖ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ﴾ (النحل: ۱۶ / ۷۲)

”اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہاری بیویوں کو بنایا اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے اور نواسے پیدا کئے (یا بیٹیاں یا سرالی رشتہ دار) اور تمہیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں۔ کیا یہ لوگ جھوٹ کو (بتوں کو) تو مانتے ہیں اور اللہ

کے احسان کو نہیں مانتے۔“

بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے سلسلے میں عرب قبائل انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کرتے تھے، اس کی ایک مثال درج ذیل ہے:

حضرت وضین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں بتلا لوگ تھے اور بتوں کے پجاری تھے۔ ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی جب وہ کچھ بڑی ہوئی تو جب بھی میں اسے بلاتا تو وہ میرے بلانے پر خوش ہوتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا وہ میرے پیچھے آئی۔

((اَتَيْتُ بَنَاتًا مِّنْ أَهْلِ غَيْرِ بَعِيدٍ فَأَخَذَتْ بِيَدِهَا فَوَدَّيْتُ بِهَا فِي الْبَيْتِ وَكَانَ آخِرَ عَهْدِي بِهَا أَنْ تَقُولَ يَا أَبَتَاهُ يَا أَبَتَاهُ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَكَفَ دَمْعُ عَيْنَيْهِ))

میں چلتا ہوا اپنے گھر کے کنویں کے پاس آ گیا جو زیادہ دور نہیں تھا۔ میں نے اس بچی کا ہاتھ پکڑا اور اسے کنویں میں پھینک دیا اس نے مجھ سے آخری بات یہ کہی: ابا جان! ابا جان! (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہو گئے۔ نبی اکرم کے ساتھ بیٹھے ہوئے حضرات میں سے ایک صاحب نے اس شخص سے کہا تم نے اللہ کے رسول کو غمگین کر دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان صاحب سے فرمایا، رہنے دیں۔ اس نے وہ بات دریافت کی ہے جسے اہم سمجھا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا، اپنی بات میرے سامنے دوبارہ بیان کرو۔ اس شخص نے دوبارہ بیان کی۔ نبی اکرم ﷺ رونے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر آپ کی داڑھی پر گرنے لگے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ قَدْ وَضَعَ عَنِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا عَمِلُوا فَاسْتَأْنَفَ عَمَلَكَ))

”لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں جو کام کیے تھے، اللہ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔“

اب تم نے سرے سے عمل کا آغاز کرو۔*

اللہ کا مارا ہوا

عہد فاروقی میں ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ جبراً برائی کی کوشش کی۔ مزاحمت کرتے ہوئے عورت نے اسے پتھر مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا خون رایگاں قرار دیا۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبید بن عمیر رحمہ اللہ نے بیان کیا: ”قبیلہ ہذیل کے لوگوں کے پاس ایک مہمان آیا۔ لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لیے انہوں نے اپنی ایک لونڈی بھیجی۔ مہمان اس پر فریفتہ ہو گیا، اس کے پیچھے لگ گیا۔ اس کو برائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے اس عورت کے ساتھ لڑائی شروع کر دی، کچھ دیر لڑائی جاری رہی، یکا یک وہ پیچھے ہٹی، اور اسے پتھر (اٹھا کر) دے مارا، پتھر نے اس کے جگر کے کٹڑے کر دیے اور وہ مر گیا۔

پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی، اور انہیں (سارا ماجرا) سنا دیا۔ اس کے گھر والے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور انہیں (ساری صورت حال سے) آگاہ کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے (تفتیش و تحقیق کے لیے کسی کو) بھیجا، تو ان دونوں کے نشانات (مبینہ مقام پر) پائے گئے۔

اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((قَتِيلُ اللَّهِ لَا يُؤْذِي أَبَدًا))

”اللہ کا قاتل ہے، اس کی کبھی دیت ادا نہ کی جائے گی۔“

سرزمین شام میں حضرت ضحاک بن قیس رحمہ اللہ نے بھی یہی فیصلہ فرمایا تھا۔ ایک عورت نے ضحاک بن قیس کے پاس آ کر بتلایا کہ ایک شخص نے اسے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔

سنن الدارمی للحافظ ابی محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل بن بہرام الدارمی (م ۲۵۵ھ)، المقدمة، باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی ﷺ من الجهل والضلالة، ح: ۲۔

اس عورت نے مدد کے لیے فریاد کی، لیکن کوئی اس کی مدد کو نہ پہنچا، اور تب سردی کا موسم تھا، اس نے (مجبوراً) دروازہ کھول دیا، اور چکی کا پاٹ مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ * انہوں (ضحاک رضی اللہ عنہ) نے (تحقیق کی خاطر) ایک شخص کو اس (عورت) کے ساتھ روانہ کیا، تو وہاں ایک چور (مرا پڑا) تھا۔ اور اس کے ساتھ (چرایا ہوا) سامان بھی تھا۔ انہوں نے اس کے خون کو باطل قرار دیا (یعنی عورت سے قصاص نہ لیا گیا)۔ * امام احمد رحمہ اللہ نے ایسی عورت کے متعلق فرمایا:

((إِذَا عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يُرِيدُ إِلَّا نَفْسَهَا، فَقَتَلْتَهُ لِتَدْفَعَ عَنْ نَفْسِهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهَا)) *

”جب عورت کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس سے برائی کا ارادہ رکھتا ہے، اور وہ اپنی عزت کو بچانے کی غرض سے اس (مرد) کو قتل کر دے، تو اس پر کچھ (گناہ یا قصاص) بھی نہیں۔“ امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

((لَوْ قَصَدَ رَجُلٌ الْفُجُورَ بِامْرَأَةٍ فَدَفَعَتْهُ عَنْ نَفْسِهَا، فَقَتَلْتَهُ لَا شَيْءَ عَلَيْهَا)) *

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے برائی کا قصد کرے، اور وہ (عورت) اس کو دھکا دے، اور قتل کر دے، تو اس پر کچھ (گناہ یا قصاص) نہیں۔“

-
- * المصنف كتاب العقول، باب الرجل يجد على امرأته رجلاً، ح : ١٧٩١٩،
 - نزدكی: مصنف ابن ابی شیبہ، كتاب الديات، باب الرجل يريد المرأة على نفسها، ح : ٧٨٤٢، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الاشربة والحد فيها، باب الرجل يجد مع امرأته رجلاً فيقتله۔
 - * مصنف ابن ابی شیبہ، الديات، الرجل يريد المرأة على نفسها، ح : ٧٨٤٤۔
 - * المغنى ١٢/٥٣٣۔
 - * شرح السنة ١٠/٢٥٢۔

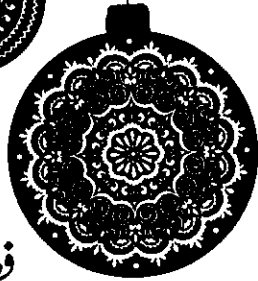
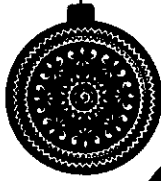
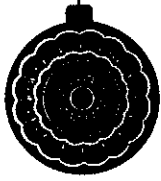
مذکورہ بالا واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اگر کسی عورت کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا جائے، اور عورت کے لیے اپنے بچاؤ کی خاطر برا ارادہ کرنے والے کو قتل کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو، اور وہ اس کو قتل کر دے، تو اس پر نہ تو کوئی گناہ ہوگا اور نہ ہی اس سے قصاص ہی لیا جائے گا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ فرمایا۔“ ❁



www.KitaboSunnat.com

❁ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داریاں ص : ۱۳۷، ط : ۲۰۰۲ء دارالسلام لاہور۔



فصل سوم

صحابیات رضی اللہ عنہن کی مظلومیت کا قرآنی ثبوت

قرآن مجید کی کئی آیات کریمہ میں عہد نبوی کے اہل ایمان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بعض آیات میں اس ظلم کا تذکرہ اجمالاً کیا گیا اور بعض میں صحابیات کی صراحت بھی کی گئی ہے۔ اس سلسلے کی چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں:

﴿وَإِذْ كُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصِيرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(الانفال: ۸/ ۲۶)

”اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے اور زمین میں کمزور شمار کیے جاتے تھے۔ اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تمہیں لوگ اچک کر نہ لے جائیں، پس اللہ نے تمہیں رہنے کی جگہ دی اور تمہیں اپنی نصرت سے قوت دی اور تمہیں نفیس چیزیں عطا کیں تاکہ تم شکر کرو۔“

کفار کے ظلم و ستم کی وجہ سے اہل ایمان جس خوف و ہراس کی کیفیت میں رہتے تھے اس آیت کریمہ میں اس کی منظر نگاری کی گئی ہے:

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَبُوَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَا جَزَاءَ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾

(النحل: ۱۶/ ۴۱، ۴۲)

”جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ہجرت کی، ہم انہیں بہتر سے بہتر ٹھکانا دنیا میں عطا کریں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے، کاش لوگ اس سے واقف ہوتے، وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے رہے۔“

جسہ کی دونوں ہجرتوں اور ہجرت مدینہ میں منہاجرین کے ساتھ مہاجرات بھی تھیں۔

﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَعَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ (النحل: ۱۶ / ۱۱۰)

”جن لوگوں نے فتنوں (مشکلات) میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا، بے شک تیرا رب ان اعمال کے بعد بہت مغفرت کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِإِثْمِهِمْ ظُلِمُوا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۚ الْإِنْدِيْنَ أَخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ﴾ (الحج: ۲۲ / ۳۹، ۴۰)

”جن (مسلمانوں) سے جنگ کی جارہی ہے انہیں بھی اب (مقابلے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، یقیناً اللہ ان کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ یہ وہ ہیں جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا رب اللہ ہے۔“

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِیْ لَا أُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ ۖ مِنْكُمْ مَّنْ ذَكَرَ أُؤْتٰهُ ۖ مِنْكُمْ مَّنْ نَّعٰی ۖ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَآؤُذُوا فِی سَبِيْلِیْ وَ قُتِلُوا ۖ قُتِلُوا ۖ أَلَا كَفِرْنَ عَنْهُمْ سَبَآئِهِمْ ۖ وَلَدْخَلْنَاهُمْ جِلْدَیْ تَجَرَّوْا مِنْ تَحْتِهَا ۖ أَلَا لَهُمْ ؕ كُؤَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾

(ال عمران: ۳ / ۱۹۵)

”پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، اس لیے وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کیے گئے، میں ضرور ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور بالیقین

انہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ کی طرف سے اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔“

اس آیت کریمہ میں ذکر و انشی کا تذکرہ کرنے کے بعد ﴿وَ أَخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُودُوا فِي سَبِيلِ﴾ کا تذکرہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَ اجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَ اجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا﴾

(النساء: ۷۵ / ۷۶)

”بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لیے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ہمارے رب! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لیے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر کر دے اور ہمارے لیے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔“

کفار و مشرکین مردوں، عورتوں اور بچوں پر جو ظلم و ستم ڈھاتے تھے اس وجہ سے مکہ کو ظالموں کی بستی کہا گیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں النساء کے لفظ میں صحابیات پر ہونے والے ظلم کا اشارہ ہے۔ صحابیات بھی اہل مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے لگیں کہ انہیں ظالم بستی سے چھٹکارا مل جائے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن تین قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے، ایک آیت کریمہ میں ان کی بے بسی اور بے بسی کی وجہ سے انہیں ہجرت کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

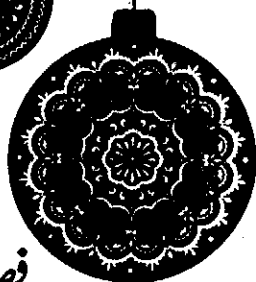
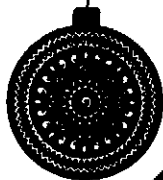
﴿اِنَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ الْوِلْدَانَ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ لَا

يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۚ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا
عَظِيمًا ﴿٩٩﴾

(النساء: ۴/۹۸-۹۹)

”مگر جو مرد، عورتیں اور بچے بے بس ہیں، جنہیں نہ تو کسی چارہ کار کی طاقت ہے اور نہ کسی راستے کا علم ہے، بہت ممکن ہے کہ اللہ ان سے درگزر کرے، اللہ درگزر کرنے والا اور بہت معاف کرنے والا ہے۔“





فصل چہارم

کتب حدیث و سیرت اور تاریخ سے
صحابیات کی مظلومیت کا ثبوت

بہت سی کتب حدیث و سیرت اور تاریخ میں
 عہد رسالت کے اہل ایمان کی داستان ظلم بیان کی گئی ہے،
 اس داستان ظلم کا اجمالی بیان مختلف عنوانات کے تحت کیا جاتا ہے۔
 (تفصیلی بیان آئندہ ابواب میں آئے گا)

آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد کیوں نہیں طلب کرتے؟

مکی دور میں مسلمانوں پر ایسے حالات بھی طاری ہوئے کہ انہوں نے اس کی نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی۔

آپ اپنی ایک چادر پر ٹیک لگائے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے مدد کیوں نہیں طلب کرتے، ہمارے لیے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے (ہم کافروں کی ایذا دہی سے تنگ آ چکے ہیں) نبی ﷺ نے فرمایا: (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کنکھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ کی قسم! یہ امر (اسلام) کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا (راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا صرف بھیڑیے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ ❁

ایک اور روایت میں ہے کہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”وَقَدْ لَقَيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً“ ❁

”ہمیں مشرکین سے انتہائی تکالیف پہنچی تھیں۔“

جن لوگوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی، ان پر مشرکین نے شدید مظالم ڈھائے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے ”ہر قبیلے نے اپنے میں سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، انہیں بند رکھنے لگے اور انہیں بھوکے پیاسے رکھنے اور تپتی ہوئی زمین پر (لٹا کر)

❁ صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، ج: ۳۶۱۲۔

❁ ایضاً، کتاب مناقب الانصار، باب ما لقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکہ، ج: ۳۸۵۲۔

تکلیفیں دینے لگے۔ ان میں سے بعض تو ان سخت آفتوں کے سبب اس فتنہ انگیزی میں پھنس جاتے اور بعض ان سے مقابلے میں سختیوں کو برداشت کر لیتے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان سے بچا لیتا۔ ❀

”سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا مشرکین اصحاب رسول ﷺ کو تکلیفیں پہنچانے میں اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے سبب وہ اپنے دین کو ترک کرنے میں معذور سمجھے جاسکتے تھے۔ ❀ انہوں نے کہا: ہاں واللہ! وہ ان میں سے کسی کو تو مارتے تھے، کسی کو بھوکا پیاسا رکھتے یہاں تک کہ اس آفت کی سختی کے سبب سے وہ سیدھا بیٹھ بھی نہ سکتا تھا حتیٰ کہ وہ اس سے جو چاہتے کہلا لیتے تھے، یہاں تک کہ وہ اس سے کہتے: اللہ نہیں بلکہ لات و عزریٰ تیرے معبود ہیں تو وہ ہاں کہہ دیتا۔ لو بت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کے پاس سے گوبر کا کیڑا (ریگلتا ہوا) گزرتا تو وہ اس سے کہتے تیرا معبود تو یہ گوبر کا کیڑا ہے اور اللہ تیرا معبود نہیں ہے۔ تو وہ ان تکلیفوں سے چھوٹنے کے لیے، جن میں وہ مبالغہ کیا کرتے تھے، ہاں کہہ دیتا۔“ ❀

ابو جہل لوگوں کو اکساتا کہ وہ ایمان والوں کو اذیت پہنچائیں، وہ انہیں رسوا کرنے کے چیلے کرتا، انہیں ڈراتا دھمکاتا، مال و دولت اور کاروبار تباہ کرنے کی دھمکیاں دیتا، کمزوروں کو مارتا پیٹتا اور اس پر لوگوں کو بھی اکساتا۔ ❀

● سیرت النبی لابن ہشام: ۲۸۱/۱، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔

● سیاق و سباق سے واضح ہے کہ بعض مسلمان عزیمت کے بجائے رخصت پر عمل پیرا تھے۔ رخصت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ اس فرمان میں ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيمَانِهٖ اِلَّا مِنْ اَكْرَهٍ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَكَلَبَتْهُمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (النحل: ۱۰۶/۱۶) ”جو شخص ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کلمے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“

● ایضاً، ۱/ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔

● ایضاً، ۱/ ۲۸۳۔

مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو نبی اکرم ﷺ روکنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا:

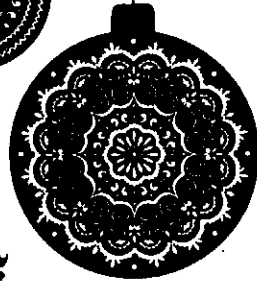
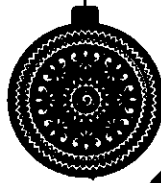
((لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ وَهِيَ أَرْضُ صَدِيقِ حَقِّي يَجْعَلُ اللَّهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ فِيهِ))
 ”اگر تم لوگ سرزمین حبشہ کو چلے جاؤ (تو بہتر ہو) کہ وہاں کے بادشاہ کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی والی سرزمین ہے یہاں تک کہ اللہ تمہارے لیے ان آفتوں سے جن میں تم ہو، کوئی کشائش پیدا کر دے۔“

نبی اکرم ﷺ کی اس اجازت کے مطابق یکے بعد دیگرے مسلمانوں نے دو مرتبہ حبشہ کی ہجرت کی، ان ہجرتوں میں صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی تھیں۔ پہلی ہجرت میں گیارہ صحابہ اور چار صحابیات، جبکہ دوسری ہجرت میں ۸۳ صحابہ اور ۱۸ صحابیات تھیں۔



اب مسلمان ایسے حکمرانوں کو ترس گئے ہیں جو لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ کا مصداق ہوں۔

ایضاً، ۱/ ۲۸۴-۲۸۵۔



باب دوم

جسمانی تشدد کا شکار ہونے والی
صحابیات رضی اللہ عنہا

کفار و مشرکین مسلمانوں کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اہل ایمان مردوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا بلکہ انہوں نے صنف نازک پر بھی ہاتھ اٹھایا، حالانکہ تمام مہذب معاشروں میں مستورات پر ہاتھ اٹھانا انتہائی معیوب خیال کیا جاتا ہے، تاہم اخلاق و تہذیب سے عاری اسلام دشمنوں کے ہاتھوں مسلمات ظلم و تشدد کا شکار ہوئیں۔ (کفار مکہ کے روحانی وارث یہودی، نصرانی اور ہندو آج بھی صنف نازک پر طرح طرح کے ظلم روار کھے ہوئے ہیں۔)

وہ صحابیات جو جسمانی تشدد کا شکار ہوئیں، ان کا مختصر تذکرہ ان کے مشہور نام یا کنیت سے حروف تہجی کی ترتیب سے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔



اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

(اسماء: بلندی، علامت)

تعارفی کلمات

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، آپ کی والدہ قتیلہ بنت عبد العزی ہیں۔

اسماء رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتیلی بہن تھیں اور عمر میں ان سے بڑی تھیں۔ ان کی پیدائش کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ اسماء رضی اللہ عنہا سترہ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئیں۔

اسماء رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین (دو کمر بند والی) کہا جاتا ہے۔ ہجرت کی رات انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ناشتہ تیار کیا۔ جسے باندھنے کے لیے سوائے پٹکے کے اور کوئی چیز نہ تھی چنانچہ والد محترم کے حکم سے پٹکے کو دو ٹکڑے کیا گیا (ایک سے توشہ دان باندھا اور دوسرے کو مشکیزے پر باندھ دیا) اسی وقت سے ان کا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔

جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کے لیے نکلیں تو اس وقت حاملہ تھیں، جب قبا پہنچیں تو عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوئے، عبد اللہ کو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔

طبقات: ۸ / ۳۳۰

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام رومان تھا۔

دس سال بڑی تھیں۔

اسد الغابۃ: ۳ / ۷۵۴۔

صحیح بخاری: کتاب مناقب الانصار، باب ہجرة النبی ﷺ واصحابہ الی

المدينة، ح: ۳۹۰۷۔

آپ ﷺ نے ایک کھجور منگوائی اور چبا کر عبداللہ کے منہ میں رکھ دی چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب تھا۔ آپ نے عبداللہ کے لیے برکت کی دعا کی۔ تاریخ اسلام میں (ہجرت کے بعد) سب سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ عبداللہ ہے۔ ❀

عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو مسلمان بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ افواہ پھیلائی جا رہی تھی کہ یہودیوں نے تم (مسلمانوں) پر جادو کر دیا ہے لہذا اب تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا! ❀

اسماء رضی اللہ عنہا کا عقد زبیر بن عوام (جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) سے ہوا۔ ان سے ان کے آٹھ بچے پیدا ہوئے۔ ❀

اسماء کے شوہر ان سے سخت کام لیا کرتے تھے، اس کی شکایت انہوں نے اپنے والد سے کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پیاری بچی صبر کرو کیونکہ اگر کسی عورت کا نیک شوہر ہو اور وہ اسے چھوڑ کر فوت ہو جائے اور اس کی بیوی کسی اور شوہر سے شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں جمع فرما دے گا۔ ❀

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک فیاض خاتون تھیں۔ ان سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُؤْكِي فَيُؤْكِي عَلَيْكَ)) ❀

”خیرات مت روکو ورنہ وہ تیرا رزق بھی روک دے گا۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

❀ ایضاً، ح: ۳۹۰۹۔ ۳۹۱۰

❀ صحیح بخاری: کتاب العقیقہ، باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد لمن لم یعق عنه و تحنیکہ، ح: ۵۶۶۹۔

❀ طبقات: ۳۳۰/۸۔ ایضاً: ۳۳۱/۸۔

❀ صحیح بخاری: کتاب الزکوٰۃ، باب التحریض علی الصدقۃ و الشفاعۃ فیہا، ح: ۱۴۳۳۔

((لَا تُخْصِي فَيُخْصِي اللَّهُ عَلَيْكَ)) ❀

”گنتے نہ لگ جانا ورنہ پھر اللہ بھی تجھے گن گن کر ہی دے گا۔“

حضرت اسماء اپنی بیٹیوں اور گھروالوں سے کہا کرتی تھیں:

تم لوگ خرچ و خیرات کرو، بچت کو نہ دیکھو کیونکہ اگر تم بچت کا انتظار کرو گی تو حسب

ضرورت ہی تمہیں ملے گا اور اگر تم خیرات کرتی رہو گی تو تمہارا ہاتھ کبھی نہ رکے گا۔ ❀

قتیلہ بنت عبدالعزیٰ اپنی بیٹی اسماء کے پاس منے، گھی اور چھال بطور ہدیہ لائیں۔

زمانہ جاہلیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی تھی۔ حضرت اسماء نے ان کو

قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت بھی نہ دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: تحائف قبول کر لو اور انہیں اپنے گھر میں آنے

دو۔ اس موقع پر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ لَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَ تُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝﴾

يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ قَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ أَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَ ظَهَرُوا عَلَىٰ

إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوهُمْ ۚ وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۸﴾

(الممتحنة: ۶۰ / ۸-۹)

”اللہ تمہیں ان سے جو تم سے دین کے سلسلہ میں لڑتے ہیں نہ تمہیں تمہارے

گھروں سے نکالتے ہیں، نیک سلوک کرنے سے اور عدل کرنے سے منع نہیں

فرماتا۔ وہ تو تمہیں ان سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو دین میں تم سے لڑتے

ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں اور تمہارے نکالنے میں دوسروں کی

مدد کرتے ہیں، اور جو ان سے دوستی کرتا ہے وہی ظالم ہے۔“ ❀

ایضاً۔

طبقات: ۳۳۲ / ۸۔

ایضاً: ۳۳۲ / ۸۔ ۳۳۳، مسند احمد: ۴ / ۴۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سادہ کپڑے پہننا پسند کرتی تھیں، انہیں بھڑکیلے کپڑے پسند نہیں تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خوابوں کی تعبیر کی ماہر تھیں، انہوں نے یہ فن اپنے والد گرامی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا تھا۔ امام ذہبی (م ۳۲۸ھ ۷۴۸) لکھتے ہیں:

اسماء رضی اللہ عنہا سے ۵۸ احادیث مروی ہیں۔ ۱۳ متفق علیہ، ۵ صرف بخاری اور ۴ صرف مسلم میں ہیں۔

آپ مضبوط ارادے والی اور صابرہ خاتون تھیں۔ وہ ۷۳ھ میں، جب ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کو عبدالملک بن مروان کے حکم سے قتل کیا گیا اور ان کی لاش سولی پر لٹکا دی گئی، زندہ تھیں۔ ان کی عمر سو سال سے زائد تھی۔ جب ان کے بیٹے کی لاش اتاری گئی تو اس کے چند دن بعد اسماء کی وفات ہو گئی۔

حضرت ابن زبیر منگل کے دن ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں شہید کیے گئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ خود بھی صحابیہ ہیں، ان کا بیٹا بھی صحابی، ان کا باپ بھی صحابی اور ان کا دادا (ابوقافہ) بھی صحابی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

داستان ظلم

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کو انواع و اقسام کے مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہا پر جسمانی تشدد بھی کیا گیا۔ ہجرت رسول ﷺ کے موقع پر انہیں ابوجہل نے زنانے دار چھڑ رسید کیا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے اسماء بنت ابی بکر سے (یہ) روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر نکل گئے۔ ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس

۱ طبقات: ۸/۳۳۳۔

۲ سیر اعلام النبلاء لشمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی ۲/۲۹۳ مؤسسۃ الرسالة، بیروت۔

۳ سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۹۶۔ ۴ اسد الغابۃ: ۳/۷۵۵۔

۵ طبقات: ۸/۳۳۵، مستدرک حاکم: ۴/۶۵۔

میں ابو جہل بھی تھا اور آ کر ابوبکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی تو انہوں نے کہا:

اے ابوبکر کی بیٹی! اَیْنَ اَبُوکِ؟

(تیرا باپ کہاں ہے؟)

میں نے کہا:

لَا اَدْرِی وَاللّٰہِ۔ اَیْنَ هُوَ

(واللہ! میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہیں۔)

فَرَفَعَ اَبُو جَہْلٍ يَدَهُ وَكَلَّمَ خَدَّیْ لَطْمَةً خَرَّ مِنْهَا قَرْطُیْ

”تو ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس نے میرے رخسار پر ایسا طمانچہ مارا کہ جس سے میری بالی گر گئی۔“ ❁

سیرت ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ ابو جہل بد معاش خبیث تھا۔

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فضیلۃ الشیخ ابوعمار محمود مصری لکھتے ہیں:

ابو جہل نے کس قدر حماقت، ذلت اور کمینگی کا ثبوت دیا کہ ایک عورت پر ہاتھ اٹھایا، یہ بڑے لوگوں کی علامت نہیں ہوتی کیونکہ کمینہ وصف ہی اس قسم کی گھٹیا حرکت کر سکتا ہے۔ ❁



❁ سیرت ابن ہشام: ۱ / ۴۲۶، سیر اعلام النبلاء ۲ / ۲۹۰، سیرت النبی ﷺ

لابن کثیر ۱ / ۴۵۵، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور۔

❁ صحابیات الرسول ﷺ، مجلس رسالت کی مہکتی کلیاں ص ۴۳۹، داؤد الاندلس، چوبرجی لاہور۔

اسماء بنت سلامہ رضی اللہ عنہا

(اسماء: بلندی، علامت)

تعارفی کلمات

آپ سلامہ بن مخربہ بن جندل کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ کا نام سلمی بنت زہیر بن امیر ہے۔ اسماء قدیم الاسلام ہیں۔

آپ کے شوہر عیاش بن ابی ربیعہ بھی قدیم الاسلام ہیں۔ وہ مشرکین کی قیدی بھی تھے۔ نبی اکرم ﷺ ان کے لیے اور دیگر کمزور مسلمانوں کے لیے نماز میں بعد الرکوع دعا مانگتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ... حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُولُ: ((سَبِّحَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ... يَدْعُو لِرِجَالٍ فَيُسَبِّحُهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسَنِي يُوْسُفُ)) وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ

سیرت ابن ہشام ۱/ ۴۲۶، سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۹۰، سیرت النبی ﷺ

ابن کثیر: ۱/ ۵۵۰، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور۔

صحابیات الرسول ﷺ، گلشن رسالت کی مہکتی کلیاں ص ۴۳۹، دارالاندلس، چوہدری لاہور۔

طبقات: ۹/ ۳۷۲۔

يَوْمَئِذٍ مِنْ مَّضَرٍ مُخَالِفُونَ لَهُ) ﴿١٠﴾

”رسول اللہ ﷺ..... جب سر (رکوع سے) اٹھاتے تو سَمِعَ اللہُ لَمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہہ کر..... چند لوگوں کے لیے دعائیں کرتے اور نام لے لے کر التجا کرتے: یا اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور تمام کمزور مسلمانوں کو (کفار سے) نجات دے۔ اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ کچل دے اور ان پر ایسا قحط مسلط کر جیسا یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ میں آیا تھا۔ ان دنوں پورب والے قبیلہ مضر کے لوگ مخالفین میں سے تھے۔“

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ دوسری ہجرت حبشہ میں اپنے شوہر عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ کے ساتھ تھیں۔ ان کے بیٹے عبد اللہ بن عیاش حبشہ میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ ﴿١١﴾ بعد ازاں انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ انہوں نے اپنی کنیت ام جلاس رکھ لی تھی۔ ﴿١٢﴾

نبی ﷺ کے پاس عیاش کا ایک بیٹا لایا گیا جو کہ مریض تھا، جب حضور ﷺ کچھ پڑھ کر اس بچے پر دم کرتے اور لعاب دہن کی پھوار ڈالتے تو بچہ بھی اسی طرح کرتا۔ اہل خانہ اسے منع کرتے لیکن آپ ﷺ نے انہیں روک دیا۔ ﴿١٣﴾

اسماء بنت سلامہؓ نے نبی ﷺ سے احادیث بھی روایت کی ہیں اور ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن عیاش نے روایت کی ہے۔

عیاش بن ابی ربیعہ اور ان کی اہلیہ کو ابو جہل نے ظلم و ستم اور ایذا رسانی کا نشانہ بنایا۔

① صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب یھوی بالتکبیر حین یسجد، ح: ۸۰۴۔

② طبقات ۸ / ۳۷۲۔

③ اسد الغابۃ ۳ / ۷۵۶۔

④ ایضاً۔

داستان ظلم

عیاش بن ابی ربیعہ اور ان کی اہلیہ کو ابو جہل نے ظلم و ستم اور ایذا رسانی کا نشانہ بنایا۔
 اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اسماء کے شوہر عیاش بن ابی ربیعہ اور دیگر کمزور
 مسلمانوں کے حق میں دعائے قنوت کرتے رہے۔ کمزور مسلمانوں میں عیاش بن ابی ربیعہ کی
 بیوی اسماء بھی تھیں۔ انہیں ہجرت کے دوران میں گرفتار کر لیا گیا تھا اور مکہ مکرمہ لا کر
 باندھ دیا تھا۔

-
- ❶ الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر العسقلانی: ۴/ ۲۲۳۔ دارالکتاب العربی، بیروت۔
 - ❷ دیکھئے صحابیات طیبات رحمہنہ از احمد غلیل جمعہ ص: ۵۵۰-۵۵۱۔ نعمانی کتب خانہ، اردو بازار لاہور۔

ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

(رملہ: ریت کا ٹیلہ، ریتلی زمین)

تعارفی کلمات

آپ کا نام رملہ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس ہے۔ آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس ہے۔ صفیہ حضرت عثمان کی پھوپھی تھیں۔ شروع میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی شادی عبید اللہ بن جحش (جو ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں) سے ہوئی۔ جس سے آپ کی بیٹی حبیبہ پیدا ہوئی، اس بچی کے نام سے آپ کی کنیت ام حبیبہ تھی۔ عبید اللہ بن جحش نے آپ کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ وہ وہاں مرتد ہو کر مر گیا۔ مگر ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں۔ ❁

عبید اللہ بن جحش کے مرنے کے بعد ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص انہیں ام المؤمنین کہہ کر پکار رہا ہے۔ جس کی انہوں نے تعبیر یہ کی کہ رسول اللہ ﷺ ان سے نکاح کر لیں گے۔ عدت گزرنے کے بعد ان کا عقد رسول اللہ ﷺ سے ہو گیا جبکہ وہ حبشہ میں ہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تھے۔ آپ ﷺ کی طرف سے عمرو بن امیہ صمری وکالت کر رہے تھے۔ نجاشی نے آپ ﷺ کا نکاح ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کروادیا، اور اس نے اپنے پاس سے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ۴۰۰ دینار مہر انہیں دے دیا۔ ❁

❁ اللہ اس پر لعنت کرے اور اسے ہر خیر سے محروم رکھے۔ البدایۃ والنہایۃ: ۴۳/۸۔ نفیس اکیڈمی۔ کراچی۔

❁ طبقات: ۱۲۸/۸۔ ۱۲۹۔

❁ ایضاً: ۱۲۹/۸۔ ۱۳۳۔

نجاشی نے مہر کی رقم شریصل بن حسہ کے ذریعے سے ام حبیبہ کو بھیجی تھی۔ ❁

خالد بن سعید بن العاص نے نبی ﷺ کا نکاح ام حبیبہ سے پڑھایا۔ یہ ۷ھ کا واقعہ ہے۔ ام حبیبہ نکاح کے بعد جب مدینہ میں آئیں تو آپ کی عمر تیس سال سے کچھ اوپر تھی۔ ❁
بعض روایات میں ہے کہ ان سے نبی ﷺ کا عقد ۶ھ میں ہوا تھا اور ان کے ولی (سرپرست) حضرت عثمان تھے۔ ❁

دعوت ولیمہ حضرت عثمان (یا بروایت نجاشی) نے دی۔ ❁

تمام ازواج مطہرات میں سے نسب کے اعتبار سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے زیادہ قریب ہیں۔ آپ کی سب بیویوں سے مہر بھی انہی کا زیادہ تھا، اور جن خواتین سے آپ نے نکاح کیا ان میں اپنے گھر سے زیادہ دور ان سے بڑھ کر کوئی نہ تھی۔ ❁

اس نکاح سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر مسرت ہوئی کہ جب ابرہہ خاتون کو نجاشی نے ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے چاندی کے دو ٹنگن اسے دے دیے۔ بعد ازاں جب مہر کی رقم ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس میں سے پچاس دینار ابرہہ کو دے دیے۔ ❁

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تمام امور میں احکام شریعت اور غیرت اسلامی کی پاسداری کرتی تھیں، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے: ابوسفیان (جب انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا) اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا مگر ام حبیبہ نے جھپٹ کر بستر لپیٹ دیا تو وہ بولے: بٹیا! کیا یہ بستر میرے لائق نہیں یا میں اس بستر کے قابل نہیں؟

❁ سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب الصداق، ح: ۲۱۰۷۔ سنن نسائی، کتاب

النکاح، باب القسط فی الاصدقة، مسند احمد ۶/۴۲۸۔

❁ طبقات: ۸/ ۱۳۲-۱۳۳۔

❁ مستدرک: حاکم ۴/ ۲۰۔

❁ اسد الغابۃ: ۳/ ۸۲۸۔

❁ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۱۹۔ ❁ الاصابۃ: ۴/ ۲۹۹۔

وہ بولیں یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور تم مشرک و ناپاک ہو۔

بولے: میرے بعد تمہارے مزاج میں شرارت پیدا ہو گئی ہے۔ ❀

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کے تین دن بعد انہوں نے خوشبو لگائی اور پھر فرمانے لگیں مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنتی تو خوشبو نہ لگاتی۔ میں نے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: اس عورت کے لیے جس کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی مرنے والے پر اظہار غم کرے بجز شوہر کے کیونکہ اس کے سوگ کی مدت چار ماہ دس دن ❀ ہے۔ ❀

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بہت عزت و حرمت اور عظمت و جلالت ملی بالخصوص ان کے بھائی (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) کے عہد میں ان کو بہت زیادہ احترام ملا۔ حضرت معاویہ کو ان کے بھائی ہونے کی وجہ سے خال المؤمنین (مومنوں کا خالو) کہا گیا۔ ❀

ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا سے ۶۵ حدیثیں مروی ہیں۔ دو متفق علیہ ہیں جبکہ دو صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ ❀

آپ رضی اللہ عنہا عہد معاویہ (رضی اللہ عنہ) میں ۴۴ھ میں فوت ہوئیں۔

طبقات: ۸ / ۱۳۳۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں کہیں سالوں یا مہینوں کا تذکرہ ہوتا ہے مثلاً رضاعت اور عدت کی مدت وغیرہ میں، تو اس سے مراد قمری سال اور قمری مہینے ہوتے ہیں نہ شمسی۔ لہرانیوں کی نقل میں ساگرہ وغیرہ منانے والے مسلمانوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ کیا جنم دن منانا ممکن ہے؟

ایضاً: ۸ / ۱۳۴۔

سیر اعلام النبلاء: ۲ / ۲۲۲۔

ایضاً: ۲ / ۲۱۹۔ دیکھیے صحیح بخاری، کتاب النکاح، وان تجمعوا بین الاختین الاماقد سلف، الطلاق، الکحل للحادة، صحیح مسلم الرضاع ❀

داستان ظلم

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی خاطر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے حالت حمل میں ہی حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں خاوند کے مرتد ہونے کی وجہ سے تنہائی کے غم میں مبتلا ہوئیں۔ جب قریش کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ ابوسفیان اپنی بیٹی اور اس کے خاوند کو اپنے آبائی دین کی طرف لوٹانے میں ناکام ہو چکا ہے اور اب وہ اپنی بیٹی اور اس کے خاوند پر ناراض ہے تو قریش نے ان دونوں کو اذیت پہنچانے، انہیں تنگ کرنے اور ان کا گلا گھونٹنے کی جرأت کی۔ ❁



-
- ❁ تحریم الریبیۃ و اخت المرأة، ح : ۱۹۴۹، الطلاق، وجوب الاحداد، ح : ۱۴۸۶، صلاة المسافرين، فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض و بعدہن، ح : ۷۲۸، الحج، استحباب تقدیم دفع الضعفۃ من النساء ح : ۱۲۹۲۔ طبقات ۸/۱۳۴۔
- ❁ صحابیات الرسول ﷺ ص : ۲۶۱۔

ام شریک دوسیه رضی اللہ عنہا

تعارفی کلمات

وہ خواتین جو نبی اکرم ﷺ کی منگیتر تھیں مگر ان سے آپ نے نکاح نہیں کیا، ان کے تذکرے کے ضمن میں سیرت نگاروں نے ام شریک کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ❁
ان کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم ہے۔ قبیلہ دوس سے ہونے کی وجہ سے آپ کو دوسیه بھی کہا جاتا ہے۔ ❁

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ام شریک دوسیه اور ام شریک عامریہ ایک ہی خاتون ہیں۔ ❁
انہیں انصاریہ بھی کہا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ان تینوں نسبتوں کو جمع کیا جاسکتا ہے۔ یہ کہا جائے گا کہ وہ قریشیہ ہیں، انہوں نے دوس میں شادی کی تو ان کی طرف منسوب ہوئیں، پھر انہوں نے انصار میں شادی کی تو انصاریہ کہلائیں..... ❁

بنی عامر کی طرف ان کی نسبت مجازی بھی ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی جانب ہجرت کی۔ ❁

ام شریک دوسیه/ عامریہ/ قریشیہ/ انصاریہ کے شوہر کا نام ابو العکر بن سہی بن حارث ازدی ہے۔ ان کے ایک بیٹے کا نام شریک تھا۔ ام شریک نے ماہ رمضان میں اسلام قبول کیا تھا۔ ❁ ام شریک کا شوہر مسلمان ہو گیا تھا۔ ❁

❁ دیکھئے طبقات: ۸/ ۲۰۷، ۲۱۷-۲۲۱۔

❁ ایضاً: ۸/ ۲۱۷-۲۱۸۔ ❁ اسد الغابۃ: ۳/ ۹۹۲۔

❁ الاصابۃ: ۴/ ۴۴۷۔ ❁ ایضاً: ۴/ ۴۴۶۔

❁ اسد الغابۃ: ۳/ ۹۹۲-۹۹۳۔ ❁ طبقات: ۸/ ۲۱۸۔

ام شریک نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ چھپکلی اور گرگٹ کو قتل کرنے اور فتنہ دجال سے متعلق ایک حدیث ان سے مروی ہے۔ ❀

نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے حکم نبوی سے متعلق بھی ایک حدیث ان سے مروی ہے۔ ❀

داستان ظلم

ایمان لانے کی وجہ سے انہیں سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے سسرال والوں نے انہیں ایک بدمست اور شریر اونٹ پر سوار کر دیا۔ انہیں دھوپ میں باندھ دیا گیا۔ جس سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ انہیں بھوکا پیاسا رکھا جاتا۔ ❀



❀ ایضاً: ۸/ ۲۲۰۔

❀ الاصابۃ: ۴/ ۴۴۵۔

❀ طبقات: ۸/ ۲۱۸-۲۱۹، الاصابۃ: ۴/ ۴۴۶۔

ام عُمیس رضی اللہ عنہا

تعارفی کلمات

آپ قدیم الاسلام ہیں۔ آپ کریم بن ربیعہ بن حبیب کی زوجہ ہیں۔ اپنے بیٹے عمیس بن کریم کی وجہ سے ان کی کنیت ام عمیس پڑ گئی۔ بلاذری کے بقول آپ بنی زہرہ کی لونڈی تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال اور ان کے ساتھ جن چھ لوگوں کو آزاد کروایا تھا ان میں ام عمیس بھی تھیں۔ ❁

داستان ظلم

ام عمیس رضی اللہ عنہا کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنہیں مشرکین ضعیف و ناتواں سمجھ کر عذاب میں مبتلا کرتے تھے۔ اسود بن عبد یغوث ام عمیس کو عذاب دیا کرتا تھا۔ ❁

❁ الاصابہ: ۴/ ۴۵۴۔ اسد الغابہ: ۳/ ۱۰۰۱-۱۰۰۲۔

❁ ایضاً۔

ام عقیف رضی اللہ عنہا

تعارفی کلمات

ام عقیف بنت مسروح رضی اللہ عنہا حمل بن مالک بن نابغہ کی زوجہ ہیں۔ *
ایک خاتون ملیکہ بنت عویمر حدلیہ بھی حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی کے نکاح میں
تھیں۔ *

داستان ظلم

ام عقیف حالت حمل میں تھیں کہ ان کی سوکن ملیکہ نے انہیں ڈنڈے مارے جس
سے وہ زخمی ہو گئیں اور حمل ساقط ہو گیا۔ جب مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو
آپ نے دیت ادا کرنے کا حکم دیا اور سقوط حمل کے لیے ایک کنیز یا غلام خرید کر آزاد کرنا
پڑا۔ *



* اسد الغابۃ: ۳/ ۱۰۰۴۔

* الاصابۃ: ۴/ ۳۹۶۔

* اسد الغابۃ: ۳/ ۱۰۰۴۔

ام ورقہ

بنت عبد اللہ بن حارث انصاریہ رضی اللہ عنہا

(ورقہ: پٹا)

تعارفی کلمات

آپ عبد اللہ بن حارث کی صاحبزادی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب غزوہ بدر کے لیے نکلنے لگے تو ام ورقہ نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں تاکہ زخمیوں اور بیماروں کی دیکھ بھال کروں؟ شاید مجھے بھی اللہ تعالیٰ شہادت نصیب فرمائے۔ آپ نے جواب دیا تھا: اللہ تعالیٰ تجھے شہادت نصیب فرمائے گا۔

ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو کافی قرآن یاد تھا آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں ﴿لہذا﴾ آپ اپنے گھر والوں کے لیے امامت کے فرائض سرانجام دیا کرتی تھیں۔ نبی ﷺ ہر جمعہ اپنے اصحاب کے ہمراہ ام ورقہ سے ملنے جایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے:

((انْطَلِقُوا الْوُزَرَ الشَّهِيدَةَ)) ﴿﴾

”آؤ شہیدہ سے ملنے جائیں۔“

• دیگر تمام بیگونیوں کی طرح آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے دلائل النبوة از ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار، اس کتاب کا ترجمہ راقم الحروف کی طرف سے ”صدقات نبوت محمدی“ کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔ واللہ الموفق۔

• عورت جب عورتوں کی امامت کروائے تو صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔

طبقات: ۸ / ۴۷۷-۴۷۸۔

• مسند احمد، ح: ۲۶۵۳۸، سنن ابی داؤد، ح: ۵۷۱۔ صحیح ابی داؤد، ح: ۵۵۲۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں خالہ کہتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمر رسیدہ خاتون تھیں۔ ❁

داستان ظلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ام ورقہ کو شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے اپنے ایک غلام اور لونڈی کو مدبر ❁ کیا تھا۔ ان سے زیادہ دیر رہا نہ گیا۔ ایک رات انہوں نے یہ کیا:

((فَعَنَّاَهَا فِي الْقُطَيْفَةِ حَتَّى مَاتَتْ)) ❁

”پس انہوں نے انہیں چادر میں الجھاتے ہوئے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہو گئی۔“

جب حضرت عمر کو علم ہوا کہ فلاں خاتون قتل ہو گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ سچ فرمایا کرتے تھے کہ آذ فلاں شہیدہ سے ملنے چلیں۔ ❁

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قاتلوں کو گرفتار کیا گیا اور انہیں پھانسی دے دی گئی۔ یہ مدینہ منورہ میں کسی کو تختہ دار پر لٹکانے کا پہلا واقعہ تھا۔ ❁



❁ الاصابة: ٤ / ٤٨١۔

❁ مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جسے اس کا آقا کہہ دے کہ تو میری وفات کے بعد آزاد ہے۔

❁ مسند احمد، ح: ٢٦٥٣٨، سنن ابی داؤد، ح: ٥٧١۔ صحيح ابی داؤد، ح: ٥٥٢۔

❁ اسد الغابة: ٣ / ١٠٣١۔

❁ صحيح سنن ابی داؤد، ح: ٥٥٢۔ الاصابة ٤ / ٤٨١۔

امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا

(امیمہ: راہنمائی کرنے والی، قصد و ارادہ)

تعارفی کلمات

ابن الاثیر رحمہ اللہ نے چودہ ایسی صحابیات کا تذکرہ کیا ہے جن کا نام امیمہ تھا۔ جبکہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے یہ تعداد تقریباً تیس بیان کی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام بھی امیمہ تھا۔ ولدیت میں اختلاف کی وجہ سے ان میں سے بعض امیمہ نامی صحابیات کو ایک قرار دیا گیا ہے۔ ❁

جس امیمہ کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے وہ رقیقہ بنت خویلد بن اسد کی بیٹی ہیں اور رقیقہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہم شیر ہیں۔ امیمہ عبداللہ بن جناد بن عمیر بن حارث کی صاحبزادی ہیں۔ امیمہ کی غیر برادری میں حبیب بن کعب بن عتیر ثقفی سے شادی ہوئی۔ جس سے ان کے نہدیہ، ایک اور بچی، ام عیس اور زہیرہ پیدا ہوئیں۔ یہ سب شروع میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ ❁

امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ... ❁

”میں نے عورت کے ساتھ مل کر نبی ﷺ کی بیعت کی.....“

اسی روایت میں ہے کہ جب خواتین نے مردوں کی طرح بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّ لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ)) ❁

❁ اسد الغابۃ: ۳ / ۷۶۶ - ۷۷۰ - الاصابۃ: ۴ / ۲۳۳ - ۲۳۷

❁ طبقات: ۸ / ۳۳۶

❁ الاصابۃ: ۴ / ۲۳۴ - ایضاً ❁

”میں عورتوں سے مصافحہ ❀ نہیں کرتا۔“

داستان ظلم

نور اسلام کے طلوع ہوتے ہی امیمہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس طرح یہ ابتدائی مرحلے میں اسلام قبول کرنے والی جماعت میں شامل ہو گئیں۔ ایمان لاتے ہی مشرکین کی طرف سے اذیتوں کا سامنا کیا۔

طبقات ابن سعد کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی بیٹیوں سمیت اسلام کی پاداش میں بڑے بڑے دکھ برداشت کرنے پڑے۔ ❀



❀ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بہت سے آوارہ مسلمان اور ان کے حکمران آج یہود و نصاریٰ کی نقالی میں اپنے پیغمبر ﷺ کی اس پاکیزہ میرت کو بھول چکے ہیں۔ غیر محرم عورتوں سے ہاتھ ملانا تو ان کے ہاں کچھ معیوب نہیں رہا۔ وہ تو اس سے دس قدم آگے جا چکے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ رجعون۔
صحابیات طیبات، ص: ۲۲۳۔

❀ طبقات: ۳۳۶/۸۔

جاریہ بنت عمرو بن مؤمل رضی اللہ عنہا (جاریہ: لڑکی، خوشیاں بکھیرنے والی)

تعارفی کلمات

آپ عمرو بن مؤمل کی صاحبزادی اور قدیم الاسلام ہیں۔

داستان ظلم

آپ بھی ان میں شامل ہیں جنہیں اللہ پر ایمان لانے کی پاداش میں دکھ پہنچائے جاتے تھے۔ خود حضرت عمر اسلام لانے سے قبل انہیں ایذا دیا کرتے تھے تاکہ اسلام چھوڑ دیں چنانچہ وہ خوب مصائب ڈھا کر انہیں چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے:

اللہ کی قسم! میں تجھے چھوڑنے والا نہیں، ہاں اکتا کر ہی چھوڑ دوں تو چھوڑ دوں۔ ❁



حبیبہ بنت سہل بن ثعلبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

(حبیبہ: پیاری، لاڈلی)

تعارفی کلمات

آپ سہل بن ثعلبہ بن حارث کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود بن قیس ہے۔ نبی ﷺ نے حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا مگر پھر غیرت انصاری کی وجہ سے یہ ارادہ ترک فرما دیا۔ بعد ازاں حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ثابت بن قیس بن شماس نے نکاح کر لیا۔ ❁

حبیبہ رضی اللہ عنہا ثابت کو ناپسند کرتی تھیں کیونکہ وہ بد صورت تھے۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کرتی ہیں: اللہ کے رسول! میں اپنے خاوند کا چہرہ دیکھ نہیں سکتی۔ اگر مجھے اللہ کا ڈر نہ ہو تو میں اس کے منہ پر تھوک دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تو اس کا وہ باغ جو اس نے تجھے مہر میں دیا تھا واپس کر دے گی۔ ❁ جب اس نے رضامندی کا اظہار کیا تو آپ نے دونوں میں علیحدگی کروادی اسلام میں یہ پہلا خلع تھا۔ ❁

ایک روایت میں ہے کہ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا: لَا آئَا وَلَا ثَابِتٌ ”میں نہ رہوں گی یا ثابت نہ رہیں گے۔“ ❁

ایضاً: ۸ / ۴۶۸-۴۶۹۔ ❁

عورت اگر اپنے شوہر سے جدائی چاہتی ہو تو وہ مہر واپس کر کے خلع لے سکتی ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں مہر کی رقم مقرر نہیں۔ مہر ایک باغ بھی ہو سکتا ہے اور قرآن کے بیان کے مطابق ایک خزانہ بھی ہو سکتا ہے۔

اسد الغابۃ: ۳ / ۷۹۲۔ ❁

الاصابة: ۴ / ۲۹۲۔ ❁

جب ثابت بن قیس نے انہیں طلاق دے دی تو ان سے ابی بن کعب نے نکاح کر

لیا۔ ❁

داستان ظلم

ثابت بن قیس کی طبیعت میں شدت تھی، انہوں نے حبیبہ کو مارا پیٹا۔ ❁



● طبقات ۸ / ۴۶۹۔ تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی ۱۲ / ۴۰۸۔ ط: ۱،

دار صادر، بیروت۔

● طبقات: ۸ / ۴۶۹، اسد الغابۃ: ۳ / ۷۹۲۔

حمامہ رضی اللہ عنہا (حمامہ: کبوتری، حسین عورت)

تعارفی کلمات:

آپ رسول اللہ ﷺ کے موذن بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ انہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ ❁

داستان ظلم

ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں کفار مکہ اسلام لانے کے جرم میں تکلیف پہنچاتے تھے۔ ❁



❁ اسد الغابۃ: ۳/ ۷۹۷؛ الاصابۃ ۴/ ۲۶۶۔

❁ ایضاً۔

حواء انصاریہ رضی اللہ عنہا

تعارفی کلمات

آپ زید بن سکین بن کرز بن زعوراء کی صاحبزادی ہیں۔ * آپ کی والدہ عقرب بنت معاذ بن نعمان بن امرؤ القیس ہیں۔ حواء بدری صحابی رافع بن زید کی بہن ہیں۔ آپ سے قیس بن خطیم بن عدی نے نکاح کیا جن سے آپ کا بیٹا ثابت پیدا ہوا۔ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ فَأَسْلَمْتُ حَوَاءُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهَا *
 ”آپ نے اسلام قبول کیا، آپ کا اسلام عمدہ رہا۔“

داستان ظلم

حواء رضی اللہ عنہا کے شوہر قیس بن خطیم ان سے بہت بری طرح پیش آتے تھے۔ * مکہ کی مشہور منڈی ذوالحجاز میں نبی ﷺ نے قیس کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا، بعد ازاں آپ نے فرمایا: ابو یزید! تمہاری رفیقہ حیات حواء کے بارے میں مجھے خبر ملی ہے کہ تم ان سے اس وقت سے بیزار ہو گئے ہو جب سے وہ دین سے ہٹی ہیں لہذا اللہ سے ڈر جاؤ اور ان کے بارے میں میری بات مانو اور انہیں نہ چھیڑو۔ بولے: ہاں میں آپ

* حافظ ابن حجر نے ان کے والد کا نام یزید بن اسکن لکھا ہے۔ (الاصابة ۴ / ۲۶۸) جس صحابیہ کا تذکرہ ہم کرنا چاہتے ہیں ان کا نام ابن سعد نے حواء بنت زید بن سکین جبکہ ابن الاثیر اور حافظ ابن حجر نے حواء بنت یزید بن سنان بن کرز لکھا ہے۔ (الاصابة: ۴ / ۲۶۸ - ۲۶۹، اسد الغابة ۳ / ۸۰۰ - ۸۰۱) بنت زید کے حالات زندگی ابن الاثیر نے طبعہ بیان کیے ہیں۔ (طبقات ۸ / ۳۹۰ - ۳۹۱)

* الاصابة ۴ / ۲۶۸۔

* طبقات ۸ / ۳۹۱۔

کی خاطر ایسا ہی کروں گا۔ پھر قیس مدینہ آ کر حوا سے کہتے ہیں: اللہ کی قسم میں وہ وعدہ پورا کروں گا جو وعدہ میں نے آپ سے کر لیا ہے۔ میں نے تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا۔ اللہ کی قسم! میری طرف سے تمہیں آئندہ کبھی کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔

محمد بن سلام جمعی اپنی کتاب طبقات فحول الشعراء (۱/ ۱۹۲-۱۹۷) میں لکھتے ہیں:

قیس بن خطیم اپنی بیوی حوا کو اسلام سے روکتا اور اس کے ساتھ نازیبا حرکتیں کرتا، اس کا مذاق اڑاتا و یأْتِيهَا وَهِيَ سَاجِدَةٌ فَيَقْلِبُهَا عَلَى رَأْسِهَا ❀

”جب وہ اسے سجدہ کرتے ہوئے پاتا تو اسے سر کے بل الٹا دیتا۔“

ہجرت سے قبل جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہائش پذیر تھے آپ کو انصار مدینہ کے حالات کی اطلاع دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ کو حوا کے مسلمان ہونے اور اپنے خاوند قیس کی جانب سے اذیت سہنے کے بارے میں بتایا گیا جب حج کا موسم آیا تو نبی ﷺ قیس کے پاس آئے اور فرمایا:

((إِنَّ أَمْرًا لَكَ قَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّكَ تُؤْذِيهَا فَأَحَبُّ إِلَيْكَ لَا تَتَعَرَّضُ لَهَا))

”تمہاری بیوی نے اسلام قبول کر لیا ہے اور تم اسے تکلیف دیتے ہو، میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے تعرض نہ کرو۔“ ❀



زَئیرہ رومیہ رضی اللہ عنہا (زئیرہ: چھوٹی آنکھ والی، مالا)

تعارفی کلمات

ابن سعد نے امیمہ بنت رقیقہ کے تذکرے میں لکھا ہے کہ ان کے ہاں نہدیہ، ایک اور بچی ام عیسٰی، اور زئیرہ پیدا ہوئیں۔ زئیرہ کے والد (امیمہ بنت رقیقہ کے شوہر) حبیب بن کعب بن عتیر ثقفی ہیں۔ ❁

امیمہ کی تمام بیٹیاں شروع اسلام میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ انہیں خرید کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آزاد کر دیا۔ اسلام لانے کے بعد زئیرہ کی آنکھوں میں تکلیف ہو گئی اور وہ نابینا ہو گئیں۔ ان سے کہا گیا: دیکھالات وعزئی نے کیسا بدلہ لیا؟ وہ بولیں: نہیں اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے یہ تکلیف نہیں پہنچائی یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

پھر ان کی قوت ایمانیہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی پیتائی لوٹا دی، اس پر قریش کہنے لگے یہ بھی محمد کا ایک جادو ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ مشرکین کے جواب میں کہتیں کہ لات وعزئی کو تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ان کو پوجنے والے ہیں کون؟ یہ تقدیر آسمانی ہے، اللہ چاہے تو میری پیتائی لوٹا سکتا ہے۔ حسن اتفاق سے دوسرے دن ہی ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں تو مشرکین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ کرشمہ محمد کے جادو کا ہے۔ ❁

داستان ظلم

امیرہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کے بارے میں ابن سعد نے لکھا ہے:

كُنَّ مِمَّنْ يُعَذَّبُ فِي اللَّهِ *

”یہ ان لوگوں میں سے تھیں جنہیں اللہ پر ایمان لانے (اسلام قبول کرنے) کی

وجہ سے تکالیف دی جاتیں۔“

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

مِمَّنْ يُعَذَّبُ فِي اللَّهِ وَكَانَ أَبُو جَهْلٍ يُعَذِّبُهَا *

”یہ (زنیہ رضی اللہ عنہا) ان میں سے ہیں جنہیں اسلام کی وجہ سے تکلیف پہنچائی جاتی۔

ابو جہل انہیں تکالیف پہنچاتا تھا۔“



طبقات: ۸/ ۲۵۶۔

الاصابة: ۴/ ۳۰۵۔ اسد الغابة: ۳/ ۸۳۴۔

زینب بنت محمد رضی اللہ عنہا

(زینب: حسین، مہک دار پودا)

تعارفی کلمات

آپ رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ❀ ہیں۔ آپ کی والدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنی خالہ کے بیٹے ابوالعاص بن ربیع ❀ سے ہوا۔ ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد ہیں۔ ابوالعاص سے زینب کے علی اور امامہ دو بچے پیدا ہوئے۔ علی تو کمسنی میں فوت ہو گئے البتہ امامہ زندہ رہیں۔ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت علی نے امامہ سے نکاح کیا۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار کیا تھا۔ ❀ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو اسلام نے میاں بیوی میں علیحدگی پیدا کر دی لیکن آپ ﷺ اس تفریق کو عملی شکل نہ دے سکے۔ جب کئی سال بعد (۷ھ میں) ابوالعاص بھی مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح اور مہر ❀ ب پر ہی ان کے سپرد کر دیا۔ ❀

❀ مستدرک حاکم: ۴ / ۴۲۔

❀ ابوالعاص بن ربیع کا نام لفظ تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے اس داماد کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ بدر کے قیدیوں میں بھی تھے۔ (طبقات ۸ / ۴۹)

❀ اسد الغابۃ: ۳ / ۸۴۰، سیر اعلام النبلاء: ۲ / ۲۴۶۔

❀ جن روایات میں ہے کہ نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا گیا تھا وہ ضعیف ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۲ / ۲۴۸، ۲۴۹، حاشیہ)

❀ مسند احمد، ح: ۱۸۷۶، ۲۳۶۹، ۳۲۹۰، سنن ابوداؤد، ح: ۲۲۴۰، جامع ترمذی، ح: ۱۱۴۳، سنن ابن ماجہ، ح: ۲۰۰۹، سیر اعلام النبلاء: ۲ / ۲۴۹، اسد الغابۃ: ۳ / ۸۴۰۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۸ھ کے شروع میں مدینہ میں وفات پائی۔
جب ان کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اغْسِلْنَهَا وَتَوَافَاكِهَا أَوْ خَمْسًا وَاجْعَلْنَ فِي الْأُخْرَةِ كَأَفْوَرًا))

”اے طاق غسل دو، تین یا پانچ مرتبہ اور آخری مرتبہ (پانی میں) کافور ملا لیتا۔“

بہت سی روایات میں ہے کہ آپ نے یہ حکم دیا کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر غسل دیا جائے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ غسل کی ابتداء دائیں طرف سے اور اعضائے وضو سے کرو۔

آپ کو ام ایمن، سودہ بنت زمعہ اور ام سلمہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے غسل دیا۔
حضرت زینب کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد حضرت ابوالعاص کی بھی وفات ہو

گئی۔

داستان ظلم

جب زینب رضی اللہ عنہا سفر مدینہ کی خاطر اونٹ کے اوپر ہودج میں بیٹھ گئیں، قریشیوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو ذی طویٰ میں آ پکڑا۔ پہلا شخص جو ان تک پہنچا وہ ہبار بن الاسود بن مطلب تھا اور وہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ ہبار نے انہیں اپنی برچھی سے ڈرایا جبکہ وہ حاملہ تھیں اور جب انہیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔

طبقات: ۸ / ۵۳، اسد الغابۃ: ۳ / ۸۴۰، الاصابۃ: ۴ / ۳۰۶، سیر اعلام النبلاء: ۲ / ۲۵۰۔

صحیح بخاری، الجنائز، غسل المیت ح: ۱۲۵۴، ۱۲۵۸، ۱۲۶۰، صحیح مسلم، ح: ۲۹۳۹، مؤطا امام مالک۔ الجنائز ایضاً سنن ابو داؤد، ح: ۳۱۴۲، طبقات ۸ / ۵۳، سیر اعلام النبلاء ۲ / ۲۵۰۔

طبقات: ۸ / ۵۳۔ ۵۴۔ ایضاً: ۸ / ۵۵۔

ایضاً: ۸ / ۵۳۔ الاصابۃ: ۴ / ۳۰۶۔

ابن ہشام: ۲ / ۱۶۶۔

اسلام کی پہلی شہیدہ سمیہ بنت خباب رضی اللہ عنہا (سمیہ: بلند)

تعارفی کلمات

سمیہ بنت خباب رضی اللہ عنہا وہ صحابیہ ہیں جنہیں بعض کاموں میں پہل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سمیہ رضی اللہ عنہا مشہور صحابی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ اسی مناسبت سے آپ کی کنیت ام عمار ہے۔ * آپ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام ہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں سے آپ کا ساتواں نمبر ہے۔ *

مسلمان ہونے والی عورتوں میں سے سب سے پہلے جس نے اپنے اسلام لانے کا اظہار کیا وہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ القرطبی الماکلی لکھتے ہیں: سب سے پہلے جس نے اسلام ظاہر کیا وہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، بلال، صہیب، خباب، عمار اور سمیہ ام عمار رضی اللہ عنہا ہیں۔ *

داستان ظلم

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام چھوڑنے کے لیے طرح طرح کی انسانیت سوز تکلیفیں دی گئیں، مگر آپ آخری دم تک اسلام پر قائم رہیں۔ * لوہے کی زرہ پہنا کر آپ کو تپتی ہوئی دھوپ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ *

* طبقات: ۸ / ۳۴۴۔

* اسد الغابة: ۳ / ۸۵۶۔

* الاستيعاب فی اسماء الاصحاح (فی حاشیة الاصابة) ۴ / ۳۲۶۔

* طبقات: ۸ / ۳۴۴۔ * الاصابة: ۴ / ۳۲۷۔

سمیہ رضی اللہ عنہا، ان کے شوہر یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ نے شدید تکالیف و آلام کو انتہائی صبر و تحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ نبی اکرم ﷺ جب ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:

((أَبَشِرُوا آلَ عَمَّارٍ وَالْأَلِ يَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْجَنَّةُ)) ❁

”عمار اور یاسر کے گھرانے والو! خوش ہو جاؤ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔“

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے آل یاسر سے فرمایا:

((صَبِرُوا آلَ يَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْجَنَّةُ)) ❁

”آل یاسر! صبر کرو بلاشبہ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔“ ❁

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بہت بوڑھی اور کمزور تھیں مگر پھر بھی ان کے پایہ استقلال میں لغزش نہ آئی حتیٰ کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔ الاستیعاب میں یہ الفاظ ہیں:

فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ جَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَجَعَلَ يَشْتِمُ سَيِّئَةً وَيَرْفُثُ ثُمَّ

طَعَنَهَا فَقَتَلَهَا فِيهِ أَوَّلُ شَهِيدَةٍ أُسْتُشْهِدَتْ فِي الْإِسْلَامِ ❁

”جب شام کا وقت ہوا تو ابو جہل آیا اور حضرت سمیہ کو گالیاں دینے لگا اور فحش گوئی

کرنے لگا، پھر اس (خبیث) نے انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا، وہ اسلام کی پہلی ❁

❁ مستدرک حاکم: ۳ / ۳۸۴۔

❁ ایضاً: ۳ / ۳۸۳۔

❁ نیک اعمال کا بدلہ یقیناً جنت ہے۔ جنت کی ترغیب دلا کر اہل ایمان کو اعمال صالحہ کی تلقین کرنا اور مشکلات و شدائد میں مبر کرنے کی نصیحت کرنا نبوی سوچ ہے۔ اسلام سے ناواقف اور بزدلوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔ پریشانیوں کی شدت کم کرنے کے لیے دیکھیے ہماری کتاب ’پریشانیوں اور مشکلات کا حل‘۔

❁ الاستیعاب: ۴ / ۳۲۶-۳۲۷۔

❁ بعض روایات میں ان کے لیے شہیدہ کا لفظ آیا ہے اور بعض میں شہید کا لفظ ہے۔ خاتون ہونے کے ناتے ان کے لیے ’اول شہیدہ‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ اردو تراجم میں بھی انہیں اسلام کی پہلی شہید خاتون کہا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانی اعتبار سے انہیں شہادت میں فرسٹ پوزیشن حاصل ہے۔

شہید ہیں۔“

مجاہد فرماتے ہیں:

أَوَّلُ شَهِيدٍ اسْتُشْهِدَ فِي الْإِسْلَامِ سَيِّئَةُ أُمِّ عَمَّارٍ أَتَاهَا أَبُو جَهْلٍ
فَقَطَعَهَا بِحَرْبَةٍ فِي قُبُلِهَا ❀

”اسلام میں درجہ شہادت پر فائز المرام ہونے والی پہلی خاتون سمیہ ام عمار ہیں۔

ابو جہل ان کے پاس آیا اور اس نے آپ کی اندام نہانی (شرم گاہ) میں نیزہ

گھونپ دیا۔“ ❀ (جس کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ شہید ہو گئیں۔)

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے قاتل ابو جہل کو اللہ تعالیٰ نے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ جب غزوہ بدر میں ابو جہل قتل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر سے فرمایا:

((قَدْ قَتَلَ اللَّهُ قَاتِلَ أُمِّكَ)) ❀

”اللہ نے آپ کی ماں کے قاتل کو قتل کر دیا ہے۔“



الطبقات: ۸ / ۲۶۵۔

ابو جہل کے روحانی فرزند صہیونی، صلیبی اور ہندو غیر مسلم صنف نازک پر اسی قسم کے مظالم روا رکھے ہوئے ہیں جس کا مظاہرہ ان کے روحانی باپ غیثِ انفس شقی القلب ابو جہل نے کیا تھا۔ امریکی عقوبت خالوں وسطی افریقہ اور مقبوضہ کشمیر وغیرہ میں مسلم عورتوں پر ظالم جو ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں وہ اپنے ”روحانی پیشوا“ کی سنتِ سیئہ (بیشتم، یرفت اور یطعن) پوری کر رہے ہیں۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أُخَى مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (الشعراء: ۲۶ / ۲۲۷) ”اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔“

الطبقات: ۸ / ۲۶۶۔

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

(فاطمہ: دودھ چھڑانے والی، آتش جہنم سے بچائی گئی)

تعارفی کلمات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ (اعلان) نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس سال قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہا کا لقب الزہراء تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محرم کے شروع میں ۲۰ھ میں نکاح کیا۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رجب میں، مدینہ میں نبی ﷺ کی آمد کے پانچ ماہ بعد نکاح کیا اور جنگ بدر سے واپس آ کر رخصتی ہوئی۔ رخصتی کے وقت حضرت فاطمہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔

نبی اکرم ﷺ کی ساری اولاد میں سے آپ چھوٹی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں میں سے آپ سب سے چھوٹی ہیں۔ الاصابۃ میں ہے آپ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں میں سے بڑی زینب پھر رقیہ، پھر ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (الاصابۃ: ۴ / ۳۶۵)

طبقات: ۳۵ / ۸۔ الاصابۃ: ۴ / ۳۶۵۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محرم الحرام میں نکاح کرنے کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔

الاصابۃ: ۴ / ۳۶۵۔

جن روایات میں ہے کہ ان کی رخصتی غزوہ احد کے بعد ہوئی وہ صحیح نہیں ہو سکتیں۔ دیکھیے شعیب الارناؤط کی تحقیق، سیر اعلام النبلاء (حاشیہ) ۲ / ۱۱۹۔ الاصابۃ: ۴ / ۳۶۶۔

طبقات: ۳۹ / ۸۔

آپ ﷺ محنت کش خاتون تھیں، کنویں سے خود پانی نکالتیں اور چکی پیست تھیں۔
 آپ ﷺ نے نبی ﷺ سے روایت حدیث بھی کی ہے اور آپ سے آپ کے بیٹے
 حضرات حسین، عائشہ، ام سلمہ، انس بن مالک اور دیگر لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔
 آپ کی روایات کتب ستہ (صحاح ستہ) میں موجود ہیں۔ مسند بقی (بن مخلص) میں آپ
 سے مردی ۱۸ حدیثیں ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث متفق علیہ ہے۔

وہ حدیث بھی صرف سیدۃ النساء اہل الجنۃ نے نبی اکرم ﷺ سے سنی تھی جس میں یہ
 آتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی وفات سے ایک دن قبل ان کے کان میں سرگوشی کی۔
 نبی اکرم ﷺ کی وفات پر انہیں انتہائی صدمہ پہنچا۔ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات
 کے بعد انہیں کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

جب صحابہ نبی اکرم ﷺ کے جسد (مبارک) کی تدفین کر کے واپس آئے تو حضرت
 فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تمہارے دلوں نے کیسے گوارہ کر لیا کہ تم اللہ کے
 رسول (کی لحد) پر مٹی ڈال دو؟

نبی ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد منگل کی شب ۳ رمضان ۱۱ھ کو تقریباً ۲۹ سال کی عمر
 میں فاطمہ رضی اللہ عنہا نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

• دیکھیے طبقات: ۸/ ۴۲-۴۳۔

• سیر اعلام النبلاء: ۱۱۹/۲۔

• سیر اعلام النبلاء: ۱۳۴/۲۔

• صحیح بخاری: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، ۳۶۲۶، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۴۴۳۳،

۴۴۳۴، ۶۲۸۵، ۶۲۸۶، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة

بنت النبی ﷺ، ح: ۲۴۵۰۔ کتاب الفضائل، باب من فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا، ح: ۶۳۱۳۔

سنن ابوداؤد، ح: ۵۲۱۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ذکر

مرض رسول اللہ ﷺ، ح: ۱۶۲۱۔ مسند احمد ۶/۲۴۰۔ اسد الغابة: ۳ /

۹۰۶۔ صحیح بخاری، المغازی، مرض النبی ووفاته، ح: ۴۴۶۲، مسند

احمد: ۲۰۴/۳، اسد الغابة: ۹۰۶/۳۔ طبقات: ۴۷/۸۔

حضرت فاطمہ کو حضرت علی نے غسل دیا ﴿ نماز جنازہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (بروایت و بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ) نے پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ عباس، علی اور فضل بن عباس نے انہیں قبر میں اتارا۔ ﴿ حضرت فاطمہ رات کے وقت دفن کی گئیں۔ ﴿

سوائے خاتون جنت کے حضور اکرم ﷺ کی ساری اولاد سے آپ کی نسل منقطع ہو گئی کیونکہ بیٹے تو سارے ہی بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ جناب رقیہ کا ایک بیٹا عبد اللہ بن عثمان پیدا ہوا جو بچپن میں فوت ہو گیا۔ ام کلثوم لا ولد رہیں۔ جناب زینب کے بطن سے ایک بیٹا علی پیدا ہوا تھا جو بچپن میں ہی وفات پا گیا، ایک بیٹی امامہ پیدا ہوئی تھی، جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا، ان کے بعد مغیرہ بن نوفل نے نکاح کیا بقول زبیر ان کی نسل بھی ختم ہو گئی۔ ﴿

﴿ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ انہیں ان کے شوہر علی اور اسامہ (بنت عیس) غسل دیں لہذا انہوں نے انہیں غسل دیا (سنن دارقطنی ۱۸۳۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ۳ / ۳۹۶، شرح السنة ۵ / ۳۰۹) جب حضرت ابو بکر صدیق کی وفات ہوئی تو انہیں ان کی امیر اسامہ بنت عیس نے غسل دیا (موطا امام مالک، کتاب الجنائز) نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((لَوُئِمْ قَبْلِيْ فَعَسَلْتُكَ وَ كَفَنْتُكَ وَ صَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَ دَفَنْتُكَ)) ”اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں تجھے غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا، تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن (بھی خود) کروں گا۔“ (سنن الدارمی، المقدمة ح : ۸۱، معجم اوسط طبرانی : ۸۸۳، معجم کبیر طبرانی : ۱۱۹۰۷، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز باب ما جاء فی غسل الرجل امرأته و غسل المرأة زوجها، السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجنائز، باب الرجل یغسل امرأته اذا مات) ان روایات سے معلوم ہوتا ہے عورت کی میت کو شوہر اور شوہر کی میت کو بیوی غسل دے سکتی ہے۔ ﴿ طبقات ۸ / ۴۷۔

﴿ مستدرک حاکم : ۳ / ۱۶۲، تہذیب التہذیب : ۱۲ / ۴۴۲، طبقات : ۸ / ۴۸، الاصابہ : ۴ / ۳۶۸۔

﴿ اسد الغابہ : ۳ / ۹۰۶، ۹۰۷۔

حضرت فاطمہ کے دو بیٹے حسن و حسین اور دو بیٹیاں ام کلثوم اور زینب پیدا ہوئیں۔
ایک روایت میں حضرت فاطمہ کے ایک بیٹے محسن اور بیٹی رقیہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ (یہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے)

امام ذہبی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے نام حسن، حسین، محسن، ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہا ذکر کیے ہیں۔

ام کلثوم (بنت علی رضی اللہ عنہا) حضرت عمر کی جبکہ زینب بنت علی عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب کی بیوی بنیں۔

داستان ظلم

ایک دن سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کافر، ملعون، بت پرست ابو جہل کے پاس سے گزریں تو اس نے بڑے غصے سے دیکھتے ہوئے ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا اس طرح اس نے سیدنا محمد رضی اللہ عنہ اور آپ کی بیٹی کے خلاف اپنے شدید غصے کا اظہار کر دیا۔ اس زنائے دار تھپڑ سے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا شدید درد محسوس کرنے لگیں اور وہ کہنے ابو جہل کی طرف دیکھنے لگیں جس نے ایک ایسی کمزور و شیرہ پر ہاتھ اٹھایا جو بیچاری نہ اپنے پاس ہتھیار رکھتی ہے اور نہ زور بازو، لیکن اس ناہنجار نے بڑی کینگی کا ثبوت دیا۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سیدہ قریش کے سردار ابوسفیان بن حرب کے پاس گئیں اور اسے ذلیل، کہنے، بزدل ابو جہل کی شکایت لگائی۔ ابوسفیان یہ بات سن کر بھڑک اٹھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اس جگہ پہنچے جہاں ابو جہل بیٹھا تھا، پھر گرج و آواز میں اسے کہا کہ اس کہنے کو اسی طرح تھپڑ مارو جس طرح اس نے تجھے مارا تھا، اس کا ستیاناس ہو، اس کو

الاستیعاب: ۴ / ۳۶۳۔ زرقانی: ص ۲۳۳۔

سیر اعلام النبلاء: ۱۱۹ / ۲۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے کر ان کو اپنا داماد بنالیا جس سے ان شفقت و محبت کے باہمی تعلقات کی عکاسی ہوتی ہے۔

سیر اعلام النبلاء: ۱۲۵ / ۲۔

ایک کمزور لڑکی پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے شرم نہیں آئی، کمینہ کہیں کا۔

تو سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ابو جہل کے اسی طرح زور دار تھپڑ رسید کیا جس طرح اس نے مارا تھا۔ اس طرح سیدہ نے اپنا بدلہ لے لیا اور ابو جہل شرمندہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اسے یہ احساس دلایا گیا کہ اس نے بڑی کمینی حرکت کی ہے۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں اور انہیں اس ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ داستان سننے کے بعد یہ دعاء کی:

((اللَّهُمَّ لَا تَنْسَهَا لِأَبِي سَفِيَّانَ))

”اے الہی ابوسفیان کے اس کارنامے کو نہ بھلانا۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی اس دعاء کو قبول کیا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بصیرت کو کھول دیا، انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کر کے اپنا نام خوش بخت لوگوں میں لکھوا لیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شعب ابی طالب کے محصورین میں بھی شامل تھیں۔ اس دوران میں انہیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نساء اہل البیت کے مؤلف لکھتے ہیں:

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا خواتین اہل بیت کے علاوہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کی خواتین بھی شعب ابی طالب میں محصور ہو گئیں۔

دن رات اس تنگ ماحول میں گزرنے لگے، جو کچھ ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں تھیں ختم ہو گئیں، پیٹ خالی ہو گئے، آنکھیں تارے لگ گئیں، جسم کے جوڑے پھسل ہونے لگے، بچے رونے لگے، وہ کھانا مانگنے لگے، عورتیں یہ ہولناک منظر دیکھ کر آنسو بہاتی تھیں اور مردوں کے دل یہ صورت حال دیکھ کر پھٹے جاتے تھے۔ بھوک بنو ہاشم اور بنو مطلب کو چٹی رہتی تھی لیکن انہوں نے مسلسل تین سال اس ظالمانہ بائیکاٹ کے دوران میں سیدنا محمد ﷺ کی مدد سے ہاتھ نہ اٹھایا۔

❶ خواتین اہل بیت، ص: ۵۹۲-۵۹۳۔

اہل ایمان کے جسم سکڑ گئے، سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اس دوران میں سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ❁

ابن اسحاق رحمہ اللہ اپنی کتاب سیرت نبوی میں رقم طراز ہیں کہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے راستے میں سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بعض تکالیف کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ قریش کے ایک مشرک حویرث بن نقید نے مہاجرین کے قافلے پر حملہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ اونٹ بدک گیا جس پر سیدہ فاطمہ الزہراء اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ اونٹ کے بدکنے کی وجہ سے وہ نیچے گر گئیں، اس طرح حویرث اللہ اور اس کے رسول کی ناراضی کا نشانہ بنا۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جسمانی لحاظ سے بہت کمزور ہو چکی تھیں کیونکہ والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد انہیں بہت غم و اندوہ کا سامنا کرنا پڑا اور اس سے پہلے شعب ابی طالب کا ظالمانہ محاصرہ ان کی صحت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوا تھا۔ لیکن سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا اپنے خالق حقیقی پر یقین بے پناہ تھا اور حوادثِ زمانہ سے ان کے یقین میں اور زیادہ اضافہ ہو چکا تھا۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا مہاجرین کے قافلے کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئیں لیکن دورانِ سفر میں حویرث بن نقید کے حملے کی وجہ سے وہ اونٹ سے گرنے اور چوٹیں آنے کی بنا پر بہت زیادہ تھک چکی تھیں۔ ❁



❁ ایضاً: ۵۹۵-۵۹۶۔

❁ ایضاً: ۵۹۸۔

لسبیه رضی اللہ عنہا (لسبیه: عقل مند)

تعارفی کلمات

آپ بنی مؤمل بن حبیب بن تمیم کی لونڈی ہیں۔ اکثر روایات میں ان کا نام ذکر نہیں ہوا۔ صرف بلاذری نے ابوالخثری سے یہ نام ذکر کیا ہے۔
آپ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام ہیں انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

داستان ظلم

آپ رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں مکہ میں کفار نے تکلیفیں دی تھیں۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ بنی عدی بن کعب کے قبیلے کی شاخ بنی مؤمل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزر رہے جو مسلمان تھی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، جبکہ اس وقت وہ مشرک تھے، اسے تکلیفیں دے رہے تھے تاکہ وہ اسلام چھوڑ دے، وہ اسے پیٹ رہے تھے یہاں تک کہ جب تھک گئے تو کہا کہ میں تجھ پر افسوس کرتا ہوں، میں نے تجھے صرف بیزار ہو کر چھوڑا ہے۔

● الاصابہ: ۴/ ۳۸۶۔ ● اسد الغابۃ: ۳/ ۱۰۵۰۔ ● ایضاً۔

● اس سے مراد حضرت لسبیه رضی اللہ عنہا ہیں۔

● سلام ہے اس مسلم خاتون کی ہمت اور صبر و استقامت کو کہ جنہیں عمر چھپے جڑی جوان مار مار کر تھک جاتے ہیں مگر صابرہ خاتون کے پایہ استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آتی۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت لسبیه رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام (۶ نبوت) سے بھی پہلے مسلمان ہو چکی تھیں۔ بعد ازاں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی راہ کے مسافر بن کر اسلام کی شان و شوکت اور قوت و طاقت کا سبب بن جاتے ہیں۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

● سیرت ابن ہشام: ۱/ ۲۸۲۔

لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا (لیلیٰ: تاریک رات)

تعارفی کلمات

آپ ابو حثمہ بن حذیفہ کی بیٹی ہیں، آپ قرشیہ عدویہ ہیں۔ آپ عامر بن ربیعہ کی زوجہ ہیں اپنے بیٹے کے نام عبد اللہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ام عبد اللہ تھی۔ آپ نے دونوں ہجرتیں ۱۰۰ کیں۔ آپ نے دونوں قبلوں ۱۰۰ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی ہے۔ ۱۰۰

آپ ﷺ قدیم الاسلام ہیں۔ ۱۰۰

حضرت لیلیٰ کے بیٹے عبد اللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ میری ماں نے مجھے بلایا اور کہا: ادھر آؤ میں تمہیں کوئی چیز دوں! تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسے کیا دو گی والدہ نے کہا میں اسے کھجور دوں گی۔ تو آپ نے فرمایا:

((أَمَا إِنَّكَ لَوَ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكَ كَذِبَةٌ)) ۱۰۰

”اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تمہارا ایک جھوٹ لکھا جاتا۔“

داستان ظلم

داستان ظلم خود مظلومہ ام عبد اللہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بیان کی جاتی ہے۔ فرماتی ہیں:

۱۰۰ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ۔

۱۰۰ بیت المقدس اور بیت اللہ۔

۱۰۰ اسد الغابۃ: ۳ / ۹۲۷۔

۱۰۰ الاصابۃ: ۴ / ۳۸۷۔

۱۰۰ ایضاً، اسد الغابۃ: ۳ / ۹۲۷۔

واللہ! ہم سرزمین حبشہ کی جانب سفر کرنے کو تھے اور عامر ؓ ہماری بعض ضرورتوں کے فراہم کرنے کے لیے گئے تھے کہ اچانک عمر بن خطاب آ گئے اور میرے پاس کھڑے ہو گئے وہ اس وقت حالت شرک ہی میں تھے۔ ان کی طرف سے ہمیں ایذا کی پہنچائی جاتیں اور سختیاں کی جاتیں اور ہم مصیبتوں میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ عمر نے کہا:

ام عبد اللہ! اب کوچ ہے؟ میں نے کہا ہاں! تم نے ہمیں تکلیفیں دیں اور ہمیں مجبور کر دیا۔ واللہ! ہم اللہ کی زمین کی طرف نکل جائیں گے تاکہ اللہ ہمیں ان آفتوں سے بچالے۔ عمر نے کہا: اللہ تمہارا ساتھ دے۔ اور میں نے ان میں ایک طرح کی رقت دیکھی جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی پھر وہ چلے گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے نکلنے سے ان پر کچھ غم کا اثر ہوا۔ بعد ازاں عامر اپنا ضروری سامان لے کر آ گئے تو میں نے کہا:

ابو عبد اللہ! کاش آپ عمر کو دیکھتے اور ان کے اس وقت کے رنج کو دیکھتے جو انہیں ہمارے متعلق تھا۔ انہوں نے کہا: کیا تم ان کے اسلام اختیار کرنے کی امید کرتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔

کمال حوصلہ ہے ام عبد اللہ رضی اللہ عنہا کا، کہ جس شخص نے انہیں عرصہ دراز تک شدید اذیتیں پہنچائیں وہ اس کے ایمان قبول کرنے کی چاہت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی چاہت کو شرف قبول عطا کیا۔



• شوہر کا نام لے کر تذکرہ کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

• شوہر سے بے تکلفی کے باوجود اس کی عزت و احترام میں فرق نہیں آنا چاہیے۔

• مسیرت ابن ہشام ۱/ ۳۰۰۔ ۱۰۱ پیو دیکھیے اسد الغابۃ ۳/ ۹۲۷، الاصابۃ ۴/ ۳۸۷۔

نہدیہ رضی اللہ عنہا (نہدیہ: نمایاں)

تعارفی کلمات

حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی کے بارے میں تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔ جن لوگوں کے ساتھ ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ان کے حالات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہدیہ اور ان کی بیٹی کو آزاد کروایا تھا۔ یہ دونوں عبدالدار کی ایک عورت کی غلامی میں تھیں۔ ❁

داستان ظلم

حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا بھی ان لوگوں میں سے تھیں جن کے بارے میں عروہ اپنے باپ (زبیر رضی اللہ عنہ) سے مَتَن كَانَ يُعَذِّبُ فِي اللَّهِ کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ہدف عذاب بننے والے سات افراد کو آزاد کروایا اور وہ بلال، عامر بن فہرہ، زنیرہ، بنی مؤمل کی باندی، نہدیہ اور اس کی بیٹی اور ام عکس ہیں۔ ❁

ان (نہدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی) کی مالکہ نے انہیں اپنا آٹا لانے کے لیے بھیجا تھا اور یہ کہہ رہی تھیں:

❁ سیرت ابن ہشام: ۱ / ۲۸۲۔

❁ الاصابة: ۴ / ۴۵۴، مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۲ / ۱۰، مستدرک حاکم: ۳ / ۲۸۴۔

واللہ! میں تم دونوں کو کبھی آزاد نہ کروں گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے فلاں شخص کی ماں! قسم کا کفارہ دے دے اور قسم توڑ دے۔

اس نے کہا: قسم کا کفارہ میں دوں؟ تمہی نے تو ان کو برباد کیا ہے۔ تم ہی ان کو آزادی

دلا دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم کتنے میں انہیں آزادی دے دو گی؟

اس نے کہا: اتنی رقم میں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اچھا میں نے ان دونوں کو لے لیا اور وہ آزاد ہیں۔ اچھا اب تم دونوں اس کا آٹا اسے

واپس کر دو۔

ان دونوں نے کہا:

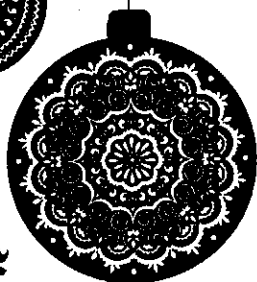
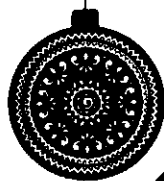
ابوبکر! ابھی اس کو واپس دیں یا کام پورا کر کے اسے واپس کر دیں؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو کام پورا کر دو۔ ❁



www.KitaboSunnat.com



باب سوم

جسم فروشی پر اکسائی جانے والی،
افک و بہتان کی آزمائش میں مبتلا کی جانے والی اور
مالی مظالم کا سامنا کرنے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن پر جو انواع و اقسام کے مظالم روا رکھے گئے ان میں سے ایک ظلم یہ تھا کہ بعض صحابیات بالخصوص لونڈیوں کو جسم فروشی پر اکسایا گیا اور بعض کو جنسی طور پر ہراساں کیا گیا۔

بعض صحابیات وہ بھی ہیں جن پر جھوٹے بہتان لگائے گئے تاکہ انہیں اور ان کے اعزہ و اقارب کی معاشرتی ساکھ کو نقصان پہنچایا جائے۔ ایسی کئی صحابیات کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ جن کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا گیا اور ان کو ان کی جائیدادوں سے محض ایمان لانے کے جرم کی پاداش میں بے دخل کر دیا گیا۔

اس باب کو مندرجہ ذیل فصول میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ جسم فروشی پر اکسائی جانے والی اور جنسی طور پر

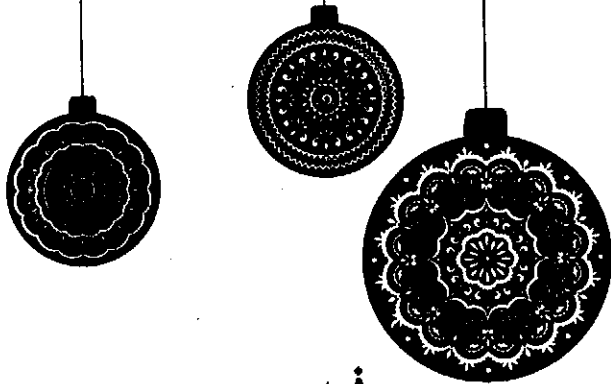
ہراساں کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

۲۔ افک و بہتان کی آزمائش سے گزرنے والی

صحابیات رضی اللہ عنہن

۳۔ مالی مظالم کا سامنا کرنے والی صحابیات رضی اللہ عنہن





فصل اول

جسم فروشی پر اکسائی جانے والی اور
جنسی طور پر ہراساں کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

چند ایسی صحابیات کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ جنہیں جسم فروشی پر اکسایا گیا اور جنسی طور پر ہراساں کیا گیا۔ اس سلسلے میں بعض لونڈیاں جبر کا شکار ہوئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْرِهُوْا فَتِيٰتِكُمْ عَلَی الْبِغَاۗءِ اِنَّ اَرْدَنْ تَحٰصِّنَا لَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوَةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

(النور: ۲۴ / ۳۳)

”تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہوں انہیں دنیوی زندگی کے فائدے کے حصول کی خاطر بدکاری پر مجبور نہ کرو اور انہیں جو مجبور کر دے تو اللہ ان کے جبر کے بعد (ان بیچارہوں کو) بخش دینے اور رحم کرنے والا ہے۔“
عرب عالم فضیلۃ الشیخ احمد جاد لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں لونڈیوں سے دھندہ کرایا جاتا تھا تاکہ اس ذریعے سے کمائی کی جائے لیکن اسلام نے اسے حرام قرار دے دیا۔ اسلام نے یہ حکم مسلم معاشرے کی پاکیزگی کے لیے نافذ کیا اور مذکورہ آیت نازل کر کے اس برائی کی بیخ کنی کی گئی۔

مالک جس اپنی کنیز کو بے حیائی پر مجبور کرتا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ کنیز ایسا کام کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتی۔ جس کے دل میں ایسا کام کرنے کی رغبت پائی جاتی ہو تو اسے مجبور کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی، ایسی کنیز کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی اس کے لیے سراپا انتظار ہوتی ہے۔ جن کو مجبور کر کے ایسی حرکت کا ارتکاب کرایا گیا ہو وہ توبہ کریں اللہ بخشنے والا مہربان ہے اس کا تمام تر وبال اور گناہ مالک پر ہوگا۔

اگر معاشرے کی تمام دوشیزاؤں کے دلوں میں اسلامی غیرت جاگزیں ہو جائے اور وہ برائی کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں تو معاشرے کے ایسے افراد جن کے دلوں میں برائی کا مرض سراپت کیا ہوا ہوتا ہے وہ بھی پاکیزگی کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رغبت رکھنے والی عورتوں کو زنا کی اجازت اس لیے دی جاتی ہے تاکہ دوسرے معاشرے کو اس برائی سے محفوظ کر لیا جائے، جو ایسی حرکت کرنے پر دلی طور پر راغب ہوں وہ اس قماش کی عورتوں کی طرف رجوع کریں، اس سے معاشرے کے دیگر لوگ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ان لوگوں کی یہ خام خیالی ہے، برائی کے یہ جراثیم آہستہ آہستہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور انسانی معاشرہ برائی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے اس برائی کی نفرت دلوں سے ختم ہو جاتی ہے اور جب اس برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا تو لوگوں کا عمومی رجحان حلال کی طرف ہو جائے گا۔ اس طرح معاشرے میں پاکیزہ زندگی گزارنے کا رواج عام ہو جائے گا اور جدید نسل کو پیدائشی اعتبار سے حرام کی آمیزش سے محفوظ کر لیا جائے گا۔ اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ مسلم معاشرے میں کوئی جگہ ایسی باقی نہ چھوڑی جائے جہاں زنا کو بطور کاروبار اختیار کیا جاتا ہو اور ایسا کرنے والوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو۔ اس برائی کے اثرات اس قدر دور رس ہوتے ہیں کہ معاشرہ تباہی و بربادی کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ ❁

مسلم ممالک میں ایسے تمام بازار قطعی طور پر بند ہونے چاہئیں جن میں اس دھندے کو حکومتی سطح پر تحفظ مہیا کیا جاتا ہے۔ جس کام کو اللہ تعالیٰ حرام قرار دے دیں اسے کرنے کی اجازت دینے کا اختیار کسی مسلمان حکمران کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

جن صحابیات ۱؎ کو جسم فروشی پر اکسایا گیا ان میں سے چند کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

امیمہ رضی اللہ عنہا

(امیمہ: رہنمائی کرنے والی)

تعارفی کلمات

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا عبد اللہ بن ابی بن سلول (رئیس المنافقین) کی کنیز تھیں۔ ❊

داستان ظلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنی لونڈی سے کہا کہ بدکاری کر کے ہمارے لیے کچھ (مال) کماد، ❊ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿وَلَا تَكْرِهُوا قَتْلَ بَنَاتِكُمْ عَلَى الْبَغَاءِ إِنَّ أَرْذَلَنَ تَحْصِنًا لَّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَوةِ
الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِمْ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(النور: ۲۴ / ۳۳)

اسد الغابۃ: ۳ / ۷۶۹، الاصابۃ: ۴ / ۲۳۷۔ ❊

حرام کام کی کمائی بھی حرام ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، رنڈی فاحشہ کی خرچی (کمائی) اور مجوسی کی مٹھائی (کمائی) سے منع کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۲۳۷، ۲۲۸۲، ۵۳۴۶، ۵۷۶۱۔ صحیح مسلم، ۴۰۰۹، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲۔ سنن ابو داؤد: ۳۴۲۸، ۳۴۸۱، سنن ترمذی، ۱۱۳۳، ۱۲۷۶۔ سنن نسائی، ۴۳۰۳، سنن ابن ماجہ۔ ۲۱۵۹) عورت خواہ کتنی ہی مجبور کیوں نہ ہو اسے یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ غربت کے بہانے بدکاری کے ذریعے دولت کمائے۔ اس پٹے سے شلک لوگوں کے چروں پر پڑنے والی لعنت کا واضح طور پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ میر المومنات کے مولفین لکھتے ہیں: جسم فروشی کے دھندے کا وجود بہت سے بد طینت لوگوں کو اپنی طرف آمادہ کرنا ہے کیونکہ انہیں یہ راہ آسانی سے میسر آ جاتی ہے۔ اگر انہیں یہ چیز دستیاب نہ ہو تو وہ لازماً جنسی تلافی حاصل کرنے کے لیے جائز، باعزت اور صاف سہارا راستہ تلاش کریں گے۔

یہ کوئی قابل اعتبار بات نہیں جو عام طور پر کہی جاتی ہے کہ جسم فروشی کا دھندا امن اور آشتی کا ڈھکنا یا ❊

”تمھاری جولوٹنیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہوں انہیں دنیوی زندگی کے فائدے کے حصول کی خاطر بدکاری پر مجبور نہ کرو اور انہیں جو مجبور کر دے تو اللہ ان کے جبر کے بعد (ان بیچارہوں کو) بخش دینے اور رحم کرنے والا ہے۔“

بعض روایات میں لونڈیوں کے ناموں کی صراحت بھی کی گئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عبد اللہ بن ابی کی ایک لونڈی کا نام مسیکہ جبکہ دوسری کو امیمہ کہا جاتا تھا۔ وہ دونوں کو دھندہ اختیار کرنے کا کہتا تو انہوں نے اس کی شکایت نبی ﷺ سے لگائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿اِنَّ شَادِيَّ كَاطْلٍ مُّشْكِلٍ بِنَادِيَا جَاۤءَ تُوْهُمُ نَفْسَانِیْ خَوَاشَاتٍ كُوْپُوْرًا كَرْنِیْ كَلِیْۤہِ اِسْ غَنَدَۤہِ عِلَاجُ كَلِیْۤہِ كُوْنِیْ اُوْر رَاسَتَہِیْ نَظَرُۤہِیْۤہِ اَتَا، مُّشْتَعِلٌ بِہِیْۤہِ عَزْتُوْۤہِیْۤہِ پَر اِسْ وَتِّ حَمَلَہِ اُوْر ہُوْتِہِیْۤہِ جِبْ اَنِّیْۤہِیْۤہِ اَسَاسَیْ سَے خَوْرَاكْ مِیْسَرُۤہِیْۤہِ اَتِی۔ اِسْ ہِیْۤہِیْۤہِ نَاسِنْدِیْہِ سَوِجْ نَے حَالَاتْ كُو كِیْسِر پَلٹْ كَر رَکھ دِیَا ہِے۔

جنسی میلان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرا ہو اور کارخانہ حیات میں نئی نسل کی افزائش کو پیش نظر رکھا جائے۔ دینی، رفاہی اور سیاسی جماعتوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے اقتصادی نظام کو درست کریں۔ ہر فرد اس قابل ہو کہ وہ مقول انداز میں زندگی بسر کر سکے اور آسانی سے شادی کر کے اپنا گھر بسا سکے۔

اگر معاشرے میں پھر بھی شاذ و نادر کسی کے لیے نگلی تشری کے حالات پیدا ہو جائیں تو ان کا خاص انداز میں علاج کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے جسم فروشی کا دھندا اختیار کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اور نہ ہی اس کے لیے چٹکے قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر وہ انسان جو جنسی غبار ہلکا کرنا چاہے وہ وہاں چلا جائے۔ جماعت مسلمہ کے اقتصادی نظام کے ذریعے سے معاشرے کے ضرورت مند افراد کی تربیت اس نچ پر کی جاسکتی ہے کہ وہ پاکیزہ زندگی راضی خوشی بسر کرنے لگیں۔ جنسی تقاضے پورا کرنے کے لیے حلال ذرائع بآسانی میا کیے جائیں۔ اسے چٹکوں کی صورت میں انسانی فطرت کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں۔

اسلام نے ایک ایسا مکمل، صاف ستھرا اور پاکیزہ نظام معاشرے کو دیا ہے جس سے زمین کی پستیاں آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگی ہیں اور بشریت آسمان کے روشن افق تک بلند ہو گئی ہے جو افق اللہ کے نور سے جگمگا رہا ہے۔ (سمیر المومنات، ص: ۱۰۸، ۱۰۹)

صحیح مسلم، کتاب التفسیر۔

﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتِيلَتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَوةِ
الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ عَفَّورٌ رَحِيمٌ﴾
(النور: ۲۴/۳۳)

”تمہاری جولوٹیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہوں انہیں دنیوی زندگی کے فائدے کے حصول کی خاطر بدکاری پر مجبور نہ کرو اور انہیں جو مجبور کر دے تو اللہ ان کے جبر کے بعد (ان بیچارہ کو) بخش دینے اور رحم کرنے والا ہے۔“
امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ان دو کنیزوں کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ معاذہ اور زینب ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت اس (عبداللہ بن ابی) کی ان چھ لونڈیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہیں وہ بدکاری پر مجبور کرتا۔ یہ معاذہ، مسیکہ، امیمہ، عمرہ، اردوی اور قتیلہ ہیں۔ واللہ اعلم۔



۱۔ ایضاً۔ اسد الغابہ: ۷۶۹/۳، الاصابہ: ۲۲۷/۴۔

۲۔ شرح صحیح مسلم: ۴۲۲/۲، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔

مُسکِہ رضی اللہ عنہا

تعارفی کلمات

یہ بھی عبداللہ بن ابی منافق کی لونڈی تھیں ❁، ان کا نام مسکہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ❁
داستانِ ظلم

امیرہ رضی اللہ عنہا کے تذکرے میں صحیح مسلم کے حوالے سے ان کا تذکرہ بھی پیچھے گزر چکا ہے۔



❁ اسد الغابۃ: ۳ / ۹۳۳۔

❁ الاصابۃ: ۴ / ۳۹۴۔

معاذہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا

(معاذہ: پناہ)

تعارفی کلمات

یہ عبد اللہ بن جریر الضمری کی بیٹی ہیں۔ امام زہری بیان کرتے ہیں: معاذہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کی لونڈی تھی اور ایک مسلمان عالم، فاضل خاتون تھیں۔ انہوں نے اس (منافق) کے مطالبے کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس کے بعد انہیں آزادی حاصل ہو گئی تو انہوں نے جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے، نبی ﷺ سے عورتوں جیسی بیعت کر لی۔ بعد ازاں ان سے بنی عمرو بن عوف قبیلے کے ایک شخص سہل بن قرظہ نے شادی کی۔ ان سے ام سعید بنت سہل اور عبد اللہ پیدا ہوئے۔ پھر اس (سہل) کی وفات ہو گئی یا اس نے انہیں طلاق دے دی تو بنو خطم کے حمیر بن عدی القاری نے ان سے شادی کر لی۔ ان سے دو جڑواں بیٹے حارث اور عدی پیدا ہوئے۔ ان کے بعد ام سعد بنت حمیر پیدا ہوئی۔ اس شوہر سے علیحدگی ہو گئی اور بنو خطمہ کے عامر بن عدی نے ان سے شادی کر لی اور ان سے ام حبیب لڑکی پیدا ہوئی۔

داستان ظلم

وَلَا تُكْرِهُوا فَتْكِيَائِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ حضرت معاذہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

- ① ایضاً: ۴ / ۹۵۔
- ② یعنی محض زبان سے نہ کہ ہاتھ سے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ آپ ان سے صرف زبانی بیعت لیتے تھے۔
- ③ اسلام کی روشنی آ جانے کے بعد یہ وہ اور مطلقہ سے نکاح کرنے کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔
- ④ الاستیعاب: ۴ / ۴۰۱-۴۰۲۔ الاصابہ: ۴ / ۳۹۵، اسد الغابۃ: ۳ / ۹۳۴۔

عبداللہ بند دہلی اس خاتون کو بدکاری کے لیے مارتا پیٹتا تاکہ وہ حاملہ ہو جائے اور اس طرح اسے فدیہ مل جائے، یہ دنیا کا ساز و سامان ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے لَتَبْتَعُوا عَوَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فرمایا ہے۔ مگر یہ خاتون اس (منافق) کا کہا ماننے سے انکار کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ اسلام قبول کر چکی تھیں۔

امیمہ، مسیکہ، معاذہ رضی اللہ عنہا اور دیگر مسلم عورتوں نے جو عفت و عصمت کا راستہ اختیار کرنے کا عزم مصمم کر لیا تھا وہ اسلام ہی کی پاکیزہ تعلیمات کی وجہ سے تھا۔ یہ اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کی ہی برکت تھی کہ قبہ گری کے پیشے سے منسلک نجس افراد کے کاروبار ٹھپ ہو رہے تھے۔ رئیس المنافقین کی پریشانی ملاحظہ کیجیے:

”ایک دن وہ بدبودار کمائی اکٹھی کرنے کے لیے بیٹھا، جو اس کی لونڈیوں نے جسم فروشی کے پیشے سے کما رکھی تھی وہ کمائی اسے بہت تھوڑی لگی، وہ کاروبار کے ماند پڑ جانے کا سبب دریافت کرنے لگا، اس کے کارندوں نے بتایا۔

سردار جی! آپ جانتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں اسلام روز بروز پھیلتا جا رہا ہے، مدینے کے اکثر نوجوان اس کی گرفت میں آ چکے ہیں، ان نوجوانوں نے دین محمد ﷺ کو اختیار کر لیا اور یہ دین زنا کو حرام قرار دیتا ہے، یہ دین پاکیزگی اور پاک دامنی کی تلقین کرتا ہے اور تمام گندگیوں اور بیہودگیوں سے دور رہنے کی دعوت دیتا ہے۔ مسلمان نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ یہ روئدادن کر عبداللہ بن ابی غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا محمد ﷺ کو یہ کیسے جرأت ہوئی کہ وہ میری راجدھانی کو چھین لے، وہ اپنے دین کو یہاں اس لیے مسلط کرنا چاہتا ہے کہ میری روزی کے سوتے بند کر دے۔ ﴿عبداللہ بن ابی﴾ کی اسلام اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں انتہا درجے کی کینہ پروری اور حسد و بغض کی حالت کسی سے مخفی نہ تھی، اس کینے نے اس کی آنکھوں اور دل پر پردے ڈال دیے تھے۔ اس نے نہ حق سنا اور نہ وہ نور کو دیکھ سکا۔ دین حنیف ”مسیکہ“ اور ”معاذہ“ کے دلوں میں گھر کرنے لگا، وہ اس طرح

سوچنے لگیں کہ یہ دین کیا ہے؟ کس حقیقت کی طرف دعوت دیتا ہے؟ یہ دین برحق دکھائی دیتا ہے۔ مدینے کے نوجوانوں پر دین کا رنگ کیسے چڑھا ہے۔ یہ وہی نوجوان ہیں جو دین قبول کرنے سے پہلے ہماری طرف دوڑتے آتے تھے اور ہمارے قدموں پر دیوانہ وار جھکتے تھے۔

ایمان کی کرنیں ان دونوں لونڈیوں کے دلوں پر پڑنے لگیں اور اسلام کے بارے میں حقیقت حال کھل کر سامنے آنے لگی اور وہ آہستہ آہستہ اسلام کو پہچاننے لگیں۔ انہوں نے دین کی طہارت اور پاکیزگی کے بارے میں سنا، انہوں نے عورت کے حق میں دین اسلام کے انصاف، عزت اور تکریم کو سنا، انہوں نے یہ بھی سنا کہ اسلام زنا اور ہر قسم کی بے حیائی کے خلاف برسر پیکار ہے۔ اسلام طہارت، پاکیزگی، عزت، شرافت اور انصاف کا دین ہے۔ اسلام میں عورت کو ایک باعزت اور بلند مقام حاصل ہے۔ اسلام عورت کو شرافت، عزت اور طہارت کا ماحول فراہم کرتا ہے۔ اسلام میں بیٹی کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے نہ کہ اہانت، ذلت اور حقارت کی نگاہ سے۔

اسلام میں عورت بیوی، رانی اور اپنے خاوند کی پسندیدہ رفیقہ حیات کے روپ میں دیکھی جاتی ہے، اسے منڈی کا مال نہیں سمجھا جاتا، پھر وہ ایک ماں کے روپ میں دکھائی دیتی ہے جس کے دم خم سے گھر کے آنگن میں بہار ہی بہار دکھائی دیتی ہے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے سے جنت اور اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

اسلام کے بارے میں یہ حقائق دیکھ کر ”مسکیت“ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور اس نے روتے ہوئے اپنی سہیلی معاذۃ سے کہا: ”ہم کیسی گندی اور ناپسندیدہ زندگی گزار رہی ہیں۔ لعنت ہے اس جسم فروشی کے پیشے پر۔“ اس طرح پاکیزہ دل میں اللہ کے دین کے لیے انشراح پیدا ہو گیا۔

ان دونوں دو شیرازوں نے قسم کھائی کہ ہم آئندہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گی جو اللہ کی رضا کے خلاف ہو۔

دن یونہی گزرتے گئے۔ ایک روز ”معاذۃ“ اور ”مسکیتہ“ عبداللہ بن ابی کے پاس آئیں، ایک نے اسے ایک دینار اور دوسری نے دینار سے بھی کم رقم دی، وہ یہ دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا اور دھاڑتے ہوئے کہنے لگا: ”جاؤ جا کر اپنا پیشہ اختیار کرو، میں نہیں جانتا مجھے کما کر دو، یہ تم نے کیا مذاق بنا رکھا ہے۔“ ان دونوں نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اب ہم یہ دھندا نہیں کریں گی، ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ ❀

ایک مسلمان خاتون کی بے حرمتی

بنی قینقاع کے یہودیوں نے ایک مسلمان عورت سے بدتمیزی کی، انہوں نے مسلم خاتون کا نقاب اتار دیا اور اس کا مذاق اڑایا۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں: بنی قینقاع کا واقعہ

یہ تھا کہ عرب کی ایک عورت اپنا کچھ سامان بیچنے کے لیے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچ کر وہاں کے ایک سناہ کے پاس بیٹھ گئی انہوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا تو اس عورت نے انکار کیا۔ ❀ اس سناہ نے اس کے کپڑے کا سرا اس کی پچھلی جانب باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا (اور) ان سبھی نے اس کی (خوب) ہنسی اڑائی، وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سناہ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اور وہ یہودی تھا۔ یہودیوں نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس مسلمان کے لوگوں نے یہودیوں کے مقابلے کے لیے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو غصہ آ گیا اور ان میں اور بنی قینقاع میں فساد ہو گیا۔

❀ سمیر المومنات، ص: ۱۰۵، ۱۰۶۔

❀ اپنی فطری شرم و حیا کی وجہ سے عورتیں ہر زمانے میں پردہ کرتی رہی ہیں البتہ پردہ اور ستر ڈھانپنے کی حدود مختلف شریعتوں میں مختلف رہی ہیں۔ شریعت اسلامیہ کی ہدایات کے مطابق مسلمان عورتیں اجنبی اور غیر محرم مردوں کے سامنے اپنا ستر ڈھانپنے کے علاوہ چہرہ کا پردہ بھی کرتی ہیں۔ شرعی دلائل کے علاوہ مسلمان عورتوں کا عہد رسالت سے لے کر آج تک عمل ہے۔ عفت و عصمت کے لیے پردہ ہمد و معاون ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا پھر تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر قدرت عطا کی تو عبد اللہ بن ابی بن سلول اٹھا اور کہا: محمد (ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ اور یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات ماننے میں (جب) تاخیر کی تو اس نے کہا:

محمد (ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔

راوی نے کہا: آپ نے اس کی جانب سے روئے (مبارک) پھیر لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی زرہ کی جیب میں ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔

ابن اسحاق نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ارسلنی۔ مجھے چھوڑ۔

اور رسول اللہ ﷺ کو ایسا غصہ آیا کہ آپ کے چہرہ (مبارک) کو لوگوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا اور پھر آپ نے فرمایا:

وَيَحَلِكْ أَرْسَلَنِي ”تیرے لیے خرابی ہو مجھے چھوڑ (اتنی منت سماجت نہ کر)۔

تو اس نے کہا: نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں۔ چار سو بے زرہ (والے) اور تین سوزرہ والوں (کو رہائی دیں) ان لوگوں نے سرخ و سیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ انہیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے۔ بخدا میں آفات زمانہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔

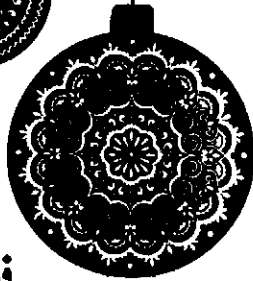
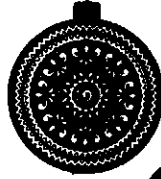
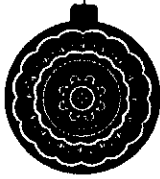
ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا اپنا محاصرہ کرنے کے زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبد المنذر کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور آپ کا محاصرہ کرنے کا زمانہ پندرہ روز کا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحاق بن یسار نے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب بنی قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ اور عبادۃ بن الصامت جو بنی عوف ہی کے ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کا ان کو بھی ویسا ہی تعلق تھا جیسا عبداللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کے آگے ان کے حلیف ہونے سے دست برداری کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب ہو کر ان لوگوں سے علیحدگی اختیار کی اور عرض کیا:

اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی دوستی اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری (کا اظہار) کرتا ہوں۔ ﷺ



جب عبداللہ بن ابی نے منت ساجت کی تو رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا: ان کا فیصلہ تیرے پر رہے۔
(پھر ان کو قتل کی بجائے جلاوطن کر دیا۔) دیکھئے سیرت النبی ﷺ لابن کثیر: ۱۷/۲۔
سیرت ابن ہشام: ۲/ ۲۷۶، ۲۷۷، سیرۃ النبی ﷺ ابن کثیر: ۱۷-۱۶/۲،
البدایہ والنہایۃ: ۹/۴۔



فصل دوم

افک و بہتان کی آزمائش سے گزرنے والی
صحابیات رضی اللہ عنہا

شرفاء عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر ہر قسم کا خطرہ مول لے لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک نیک نامی اور معاشرتی وقار اور لوگوں کے اعتماد کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ جب کسی شریف اور بادقار شخص پر جھوٹی تہمت لگتی ہے تو اس کے معاشرتی وقار کو شدید دھچکا لگتا ہے اور لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہے، جس کی وجہ سے اسے انتہائی صدمہ پہنچتا ہے۔ زنا کی تہمت اگر مرد پر لگائی جائے تو اس کے معاشرتی وقار کو جو نقصان پہنچتا ہے اس سے کہیں زیادہ نقصان اس عورت کو پہنچتا ہے جس پر ایسا بہتان لگایا گیا ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا اور وعید کو بیان فرمایا ہے۔ (مردوں پر الزام لگانے کی بھی وہی سزا ہے جو عورتوں پر الزام لگانے کی ہے) لعان کے مسئلے میں بھی عورتوں پر الزام لگانے کا تذکرہ فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی پاکدامن مومن عورتوں پر تہمت لگانے کو سات مہلک گناہوں میں شمار کیا ہے۔

الزام لگانے والے اگر چار عینی شاہد پیش نہ کر سکیں تو انہیں ۸۰ کوڑے لگانے کی سزا شریعت نے مقرر کی ہے۔ جبکہ غیر شادی شدہ شخص اگر زنا کا مرتکب ہو تو اس کی سزا سو کوڑے ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر جھوٹا الزام لگانے کی سزا بھی بدکاری کی سزا کے قریب قریب ہے۔ مگر لوگ آج کل اس معاملے میں بہت زیادہ بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن پر بھی ایسے الزامات لگائے گئے۔ ان میں نمایاں مثال ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ اس واقعے کی تفصیل قرآن مجید، احادیث نبویہ اور کتب سیرت میں موجود ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

(عائشہ: زندگی والی)

تعارفی کلمات

آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ (اول) صدیق اکبر ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر کی بیٹی اور ام المومنین یعنی نبی ﷺ کی زوجہ ہیں۔ آپ کو حمیراء بھی کہا جاتا تھا۔ * نبی ﷺ نے ان کی کنیت ان کے بھانجے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر ام عبد اللہ تجویز فرمائی۔ * آپ کی والدہ ام رومان بنت عامر کنانیہ ہیں۔ *

۲ھ میں غزوہ بدر سے واپسی پر ماہ شوال میں نبی ﷺ نے انہیں گھر میں بسایا۔ * حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کا عقد اللہ تعالیٰ کا پسند فرمودہ تھا۔ اس انتخاب کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے ہوتا ہے۔ حضرت جبریل ان کی (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کی تصویر سبز ریشمی کپڑے میں لے کر نبی ﷺ کے پاس لائے اور کہنے لگے:

((هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) *

”یہ خاتون اس دنیا میں اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم مجھے خواب میں تین رات تک دکھائی گئی۔ فرشتہ ریشمی کپڑے میں تمہیں میرے پاس لایا اور کہنے لگا: یہ آپ کی اہلیہ ہیں ان کا نقاب الٹ کر دیکھ لیں، میں نے دیکھا تو وہ تم تھی۔ میں نے کہا:

* سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۳۵، ۱۴۰۔

* اسد الغابۃ: ۳/ ۸۸۰۔ طبقات: ۸/ ۹۱۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۹۔

* سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۳۵۔

* ایضاً۔

* سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، ح: ۳۸۸۰۔

((إِنَّ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُضْمِهِ))
 ”اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے نافذ کر دے گا۔“
 آپ نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
 ((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))
 ”کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میری دنیا اور آخرت میں بیوی ہو؟“
 میں نے کہا: واللہ! کیوں نہیں!
 آپ نے فرمایا:

((أَلَيْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))
 ”تم دنیا و آخرت میں میری زوجہ ہو۔“

عمر و بن عاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:
 آپ لوگوں میں سب سے زیادہ کسے پسند کرتے ہیں؟
 آپ نے فرمایا: عائشہ کو۔

انہوں نے کہا: مردوں میں سے (آپ سب سے بڑھ کر کسے اچھا جانتے ہیں؟)
 آپ نے فرمایا: عائشہ کے والد کو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ احد میں بھی شرکت کی تھی، آپ دیگر خواتین کے ساتھ مل کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

• مسند احمد: ۶ / ۴۱، ۱۲۸، ۱۶۱۔ صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ عائشہ، کتاب النکاح، باب النظر الى المرأة قبل التزويج۔ التعبير، باب كشف المرأة في المنام، باب ثياب الحرير في المنام۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشہ۔ • مستدرک حاکم: ۴ / ۱۰۔ • سنن ترمذی، ح: ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۹۰، نیز دیکھئے صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی ﷺ: لو كنت متخذاً خليلاً، المغازی، غزوة ذات السلاسل، صحیح مسلم، فضائل الصحابة، من فضائل ابي بكر، ح: ۲۳۸۴۔ • صحیح بخاری: کتاب الجهاد، باب غزوة النساء و قتالهن مع الرجال، ح: ۲۸۸۰۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد باب غزوة النساء مع الرجال، ح: ۴۶۸۰۔

آپ ﷺ عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ حضرت مسروق بیان کرتے ہیں: واللہ! میں نے حضرت محمد ﷺ کے کبار صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ آپ سے فرائض (علم وراثت) کے بارے میں استفسار کیا کرتے تھے۔ ❊

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں، ۱۷۴ متفق علیہ ہیں، ۵۴ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں جبکہ ۶۹ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ❊ اس طرح ان کی بخاری و مسلم میں روایات کی تعداد ۲۷۴ ہو جاتی ہے۔ علم الکلام، علم اسرار الدین، تاریخ عرب اور اسلامی تاریخ سے متعلقہ بہت سی معلومات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں۔ ❊ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جسے ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں۔ ❊

غالباً یہی وہ حکمت تھی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کے لیے منتخب فرمایا۔

زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے قرآن، علم المیراث، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ ❊ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیہ الناس اور احسن الراۓ خاتون تھیں۔ ❊ موسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں: میں نے (صحابہ میں سے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ ❊

❊ سنن الدارمی: ۲/ ۳۴۲، ۳۴۳، مستدرک حاکم: ۴/ ۱۱۔

❊ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۳۹۔

❊ ان امور کی نشاندہی کے لیے دیکھیے مولانا سعید انصاری کی کتاب سیر الصحابیات: ص ۴۱ مکتبہ اسلامیہ لاہور۔ ❊ زرقانی: ۳/ ۲۶۷۔

❊ مستدرک حاکم: ۴/ ۱۲، کتاب معرفة الصحابة، ذکر الصحابیات من ازواج

النبی ﷺ وغیرہن نیز دیکھیے اسد الغابۃ: ۳/ ۸۸۲۔ ❊ اسد الغابۃ: ۳/ ۸۸۲۔

❊ مستدرک حاکم: ۴/ ۱۱۔ سنن ترمذی، المناقب، من فضل عائشہ رضی اللہ عنہا: ح: ۳۸۸۴۔

امام ابن اثیر لکھتے ہیں: اگر حضرت عائشہ میں اور کوئی فضیلت نہ بھی ہوتی تب بھی واقعہ اٹک میں جس انداز سے قرآن حکیم نے ان کی براءت بیان فرمائی، جو قیامت تک تلاوت کی جائے گی، ان کی فضیلت اور علوم مرتبہ کی ناقابل تردید دلیل ہے۔ ﴿﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبرائیل علیہ السلام پیش کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ اهَذَا جِبْرِيلُ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ)) ﴿﴾
 ”عائش! یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔“

جب حضور ﷺ نے وفات پائی اس وقت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ﴿﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بدھ کی رات بعد از نماز وتر سترہ رمضان ۵۸ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ وتر کی نماز کے بعد بقیع میں پڑھائی اور بقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ ان کی قبر میں مندرجہ ذیل پانچ افراد اترے:

۱۔ عروہ بن زبیر (بھائی) ۲۔ عبد اللہ بن زبیر (بھانجا) ﴿﴾ ۳۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر (بھتیجا) ۴۔ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر (بھتیجہ کا بیٹا) ۵۔ قاسم بن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر (بھتیجہ کا بیٹا) ﴿﴾

اسد الغابۃ: ۳/۸۸۲۔

صحیح بخاری، مناقب، فضل عائشہ، بدأ الخلق، باب ذکر الملائکۃ، الادب، من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفاً، الاستیذان، باب تسلیم الرجال علی النساء والنساء علی الرجال، و باب اذا قال: فلان یقرئک السلام، صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، باب فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا، ح: ۲۴۴۷، سنن ابوداؤد، ۵۲۳۲۔ سنن ترمذی: ۳۸۷۶۔ نیز دیکھیے سنن نسائی۔ عشرۃ النساء، باب حب الرجل بعض نساءه اکثر من بعض، اسد الغابۃ: ۳/۸۸۱۔

ایضاً: ۳/۸۸۳۔

یہ دونوں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتیلی بہن تھیں۔

طبقات: ۸/۱۰۴-۱۰۵۔

آپ ﷺ کی وفات پر لوگوں کو شدید صدمہ ہوا۔ عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں۔ آپ کی وفات پر ہر وہ شخص غمزہ تھا جن کی آپ ماں تھیں۔ یعنی تمام مومنوں کو ان کی وفات کا صدمہ پہنچا۔

داستان ظلم

ہجرت مدینہ کے بعد جب چار پانچ برس گزر گئے تو اس وقت تک منافقین مایوسی کی دلدل میں دھنس چکے تھے۔ اسلام اور مسلمانوں کی عزت و آبرو میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔ منافقین ہر وقت اس تاک میں رہتے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام اور خاندان نبوت کو بدنام کریں۔ ۵ھ میں جب غزوہ بنی مصطلق پیش آیا (اسے غزوہ مرہ سیح کا نام بھی دیا جاتا ہے) اس غزوے سے جب نبی اکرم ﷺ واپس آئے تو منافقین نے مسلمانوں کی عزت و آبرو اور شان و شوکت کو نقصان پہنچانے کے لیے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا دی جس کے لیے قرآن نے افک مبین اور بھتان عظیمہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس طرح حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت اور پاکدامنی کو بیان فرمایا اسی طرح، بلکہ اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو بیان فرمایا۔ اس واقعہ افک کی بعض تفصیلات صحیح بخاری سے (ملخصاً) پیش کی جاتی ہیں۔

ایک غزوے کے سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ دوران سفر میں انہیں ہودج میں بٹھایا جاتا اور ہودج کو اٹھا کر سواری کے اوپر رکھ دیا جاتا تھا، سفر سے واپسی پر مدینہ کے قریب پہنچ کر قافلے نے قیام کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے پڑاؤ کے مقام سے کچھ دور چلی گئیں، جب واپس آنے لگیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا ہار کہیں گم ہو گیا ہے۔ جسے تلاش کرتے ہوئے کچھ دیر ہو گئی، واپس آئیں تو قافلہ کوچ کر چکا تھا۔ ہودج

ایضاً: ۸/۱۰۶۔

مکمل تفصیلات کے لیے دیکھیے سیرت ابن ہشام: ۲/۳۶۹، ۳۷۳۔

اٹھا کر سواری پر رکھنے والوں نے محسوس نہیں کیا تھا کہ آپ اس میں نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس آ کر قافلے کے ٹھہرنے والی جگہ پر بیٹھ گئیں، ان کا خیال یہ تھا کہ جب قافلہ والوں کو علم ہوگا کہ میں ان کے ساتھ نہیں ہوں تو وہ مجھے لینے اسی جگہ آئیں گے۔ بیٹھے بیٹھے ان کی آنکھ لگ گئی۔ صفوان بن معطل سلمیٰ پیچھے پیچھے آ رہے تھے (تاکہ اگر لشکر والوں کی کوئی چیز چھوٹ جائے تو اسے اٹھالیں، سفر میں یہ دستور تھا) رات کا آخری حصہ تھا، جب صفوان وہاں پہنچے تو صبح ہو چکی تھی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پہچان لیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے انہیں دیکھا ہوا تھا۔ اودھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ ان کی آواز پر حضرت عائشہ جاگ گئیں اور چہرہ چادر سے چھپا لیا۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور آپ اونٹ پر سوار ہو گئیں اور صفوان اونٹ کی مہار تھامے آگے آگے چلتے رہے اور دوپہر کے وقت قافلہ سے مل گئے۔ اس کے بعد جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اس تہمت میں پیش پیش عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔ مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور ایک مہینہ تک بیمار رہیں۔ ایک رات وہ مسطح بن اثاثہ کی والدہ ام مسطح (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ) کے ساتھ قضائے حاجت کے لیے باہر گئیں۔ جب واپس آنے لگیں تو ام مسطح کا پاؤں چادر سے الجھ کر پھسل گیا۔ تب تو ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ہلاک ہو جائے! حضرت عائشہ نے کہا انہیں برا نہ کہو کیونکہ وہ تو غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا۔ پھر ام مسطح نے بہتان کی تفصیلات بیان کیں، مسطح بھی الزام لگانے والوں میں شامل ہو گئے تھے۔ اس خبر کی حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے حضرت عائشہ نبی اکرم ﷺ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر چلی گئیں۔ انہوں نے جب بتایا کہ اس بہتان کا لوگوں نے چرچا کر دیا ہے تو

• صفوان رضی اللہ عنہ "حضور" آدمی تھے انہیں عورتوں کی اشتہا نہیں تھی۔ انہیں شہادت نصیب ہوئی۔

(سیرت النبی ﷺ لابن کثیر: ۲/ ۲۲۴)

• اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے پردہ کے لیے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ چہرہ کا پردہ بھی کریں۔ اسی پر مسلمان عورتوں کا عمل تھا۔

• خواتین اسلام گھروں سے باہر نکلنے وقت جلابیب (چادریں) استعمال کرتی تھیں جو بیروں تک ہوتی تھیں، سورۃ الاحزاب (آیت ۵۹) اور کتب حدیث میں ان جلابیب کا تذکرہ موجود ہے۔

وہ رونے لگیں، رات بھر روتی رہیں، صبح ہو گئی مگر ان کے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند کا نام و نشان تھا۔ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ کے بارے میں لوگوں سے مشاورت کی۔ عبد اللہ بن ابی منافق کے بارے میں ایک دن نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا))

”مسلمانو! ایک ایسے شخص کے بارے میں کون میری مدد کرتا ہے جس کی اذیت رسانی اب میرے گھر تک پہنچ چکی ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کو نیک پاکدامن ہونے کے سوا کچھ نہیں جانتا۔“

اس دن بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روتی رہیں، نہ آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ حتیٰ کہ اگلے دن کی صبح بھی طلوع ہو گئی۔ والدین پریشان ہو گئے کہ کہیں روتے روتے ان کا دل نہ پھٹ جائے۔ قبیلہ انصار کی ایک خاتون اندر آئی اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگی۔ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے اور ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے، آپ نے خطبہ دیا اور ان سے اس سلسلے میں رائے طلب کی..... انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں تو یہ جانتی ہوں کہ ان افواہوں کے متعلق جو کچھ آپ لوگوں نے سنا ہے وہ آپ لوگوں کے دلوں میں جم گیا ہے اور آپ لوگ اسے صحیح سمجھنے لگے ہیں، اب اگر میں کہتی ہوں کہ ان تہمتوں سے بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں تو آپ لوگ میری بات کا یقین نہیں کریں گے۔ لیکن اگر میں تہمت کا اقرار کر لوں، حالانکہ اللہ کے علم میں ہے کہ میں اس سے قطعاً بری ہوں، تو آپ لوگ میری تصدیق کرنے لگیں گے..... میں تو وہی کہتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) نے کہا تھا:

((فَصَبِّرْ بَصِيرًا وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ)) (یوسف: ۱۸/۱۷)

”صبر ہی اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی (میری) مدد کرے گا۔“
..... کچھ دیر بعد نبی ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ہنس رہے تھے، آپ نے سب سے پہلی بات جو کہی وہ یہ تھی:

((يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَأَكَ))

”عائشہ! اللہ نے تمہیں بری قرار دے دیا ہے۔“

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی درج ذیل دس آیات نازل کیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۚ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۚ وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَوْ لَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ قَالُوا لَكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَذِبُونَ ۝ وَلَوْ لَا فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَكَسْتُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِالْأَفْهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ ۚ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّئًا ۚ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا ۚ سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا ۚ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُجِئُونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ لَا فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ رَعُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (النور: ٢٤/١١-٢٠)

”جو لوگ یہ بہت بڑا طوفان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے، تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، ہاں ان میں سے ہر شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے آپ کمایا ہے، اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سرانجام دیا ہے اس کے لئے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے

صحیح بخاری : کتاب التفسیر، سورۃ النور، باب لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ.....، ح : ٤٧٥٠۔

اے سنتے ہی مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی؟ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا بہتان ہے وہ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اور جب گواہ نہیں لائے تو یہ بہتان باز لوگ یقیناً اللہ کے نزدیک محض جھوٹے ہیں اگر اللہ کا فضل و کرم تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتا تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع کر رکھے تھے اس بارے میں تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا جب کہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی۔ گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی تم نے ایسی بات کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں! اے اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان اور تہمت ہے اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا! اگر تم سچے مومن ہو اللہ تمہارے سامنے اپنی آیتیں بیان فرما رہا ہے۔ اور اللہ علم و حکمت والا ہے جو لوگ مسلمانوں میں برائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور یہ بھی کہ اللہ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔“

اس سلسلے کی دیگر آیات جو بعد میں نازل ہوئیں درج ذیل ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوتَ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوتَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَكَوَلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا ذَكَّرَا مِنْكُمْ ۖ مَنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۚ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنِ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلَا يَأْتَلِي أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالسَّكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۚ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَفُورٌ

تَعِظُكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَ
 الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَ
 أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَ يَنْفِخُ بُوقُهُمْ اللَّهُ دَيْنُهُمْ الْحَقُّ وَ يَعْلَمُونَ أَنَّ
 اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ
 لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ
 كَرِيمٌ ﴿النور: ٢٤ / ٢١ تا ٢٦﴾

”اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی کے کاموں کا ہی حکم کرے گا اور اگر اللہ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک صاف نہ ہوتا لیکن اللہ جسے پاک کرنا چاہے، کر دیتا ہے، اللہ سب سنے والا سب جاننے والا ہے تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قربت داروں اور مسکینوں اور مہاجرین کو راہ اللہ دینے سے قسم نہ کھالینی چاہئے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہئے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کر دے؟ اللہ قصوروں کا معاف کرنے والا مہربان ہے۔ جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ، پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے اس دن اللہ انہیں پورا پورا بدلہ حق و انصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی ظاہر کرنے والا ہے خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں، ایسے پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ کہو اس بہتان باز کر رہے ہیں وہ اس سے بالکل بے لگاؤ ہیں، ان کے

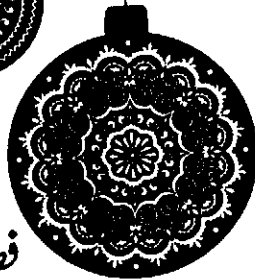
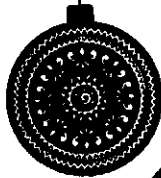
لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔“

اہل ایمان میں سے حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہن منافقین کے بہکاوے میں آ کر بہتان بازوں میں شامل ہو گئے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معذرت کی تو کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

”پاک دامن ہے، سنجیدہ باوقار، اس پر تہمت نہیں لگائی جاتی اور صبح کو غافل عورتوں کے گوشت سے پرہیز کرتی ہے (یعنی غیبت نہیں کرتی) * مساعی جلیلہ کے حامل لوی بن غالب کی باکمال عورت ہے ان کا مجد و شرف لازوال ہے۔ جو بات مشہور کی گئی ہے وہ آپ پر کبھی ثابت نہ ہوگی بلکہ یہ میرے بارے میں ایک چغل خور کی بات ہے۔ اگر وہ بات میں نے کہی ہو جس کا تم گمان کرتے ہو تو میرے ہاتھ کی انگلیاں کوڑا (درہ) نہ اٹھائیں۔ یہ کیسے ممکن ہے میری مودت اور نصرت آل رسول کے لیے وقف ہے جو محفلوں کی رونق اور زینت ہیں۔ بے شک وہ عالی مقام اور باعزت ہیں۔ لوگوں کو تو ان کے مقابلے میں بیچ دیکھے گا اور ان کی عزت سب سے غالب ہے۔“ *



* سورة الحجرات (آیت: ۱۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا مَوْتَكُمْ﴾ میں غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔
 * سیرت النبی ﷺ لابن کثیر: ۲/ ۲۲۴۔



فصل سوم

مالی مظالم کا سامنا کرنے والی
صحابیات رضی اللہ عنہن

صحابیات رضی اللہ عنہن پر ظلم کی ایک قسم یہ تھی کہ ان میں سے بعض کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا گیا، ان کو ترکے سے محروم کیا گیا اور ان کے مالی حقوق غصب کیے گئے اس فصل میں چند ایسی صحابیات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جنہیں ان کی جائیداد سے بے دخل کیا گیا۔



ام مکتبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا (کچہ: گیند)

تعارفی کلمات

ام مکتبہ، اوس بن ثابت کی بیوی تھیں۔ * اوس بن ثابت انصاری * فوت ہوئے تو انہوں نے تین بیٹیاں اور بیوی کو (سوگوار) چھوڑا۔ *

داستان ظلم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں لوگ بیٹیوں کو اور چھوٹے بچوں کو میراث نہ دیتے تھے تا وقتیکہ وہ بالغ نہ ہو جائیں پس ایک شخص کا انصار میں سے انتقال ہوا جن کا نام اوس بن ثابت تھا اور انہوں نے دو بیٹیاں چھوڑیں اور ایک چھوٹا لڑکا چھوڑا پس ان کے چچا کے دونوں بیٹے * آئے وہی دونوں ان کے عصبہ تھے ان دونوں نے ان کی میراث لے لی، ان کی بیوی نے ان دونوں سے کہا کہ اوس کی دونوں لڑکیوں سے تم نکاح کر لو، وہ لڑکیاں کچھ بد صورت تھیں لہذا ان دونوں نے نکاح سے انکار کر دیا پس ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اوس کی وفات ہو گئی اور انہوں نے ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں، ان کے چچا کے دونوں بیٹے خالد اور عطفہ آئے اور ان کی میراث لے گئے، میں نے ان دونوں سے کہا کہ تم اوس کی لڑکیوں سے نکاح کر لو مگر انہوں نے نہ مانا تو

اسد الغابۃ: ۱۰۱۳/۳۔

حضرت اوس بن ثابت بن منذر انصاری خزرجی حضرت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے، انہوں نے غزوہ احد میں شہادت پائی۔ (اسد الغابۃ: ۱/۲۲۴)

الاصابة: ۴/۴۹۴۔ * ان کے نام سوید اور عرفہ تھے۔ (الاصابة: ۴/۴۶۴)

﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ﴾ (النساء : ٧ / ٤)

پھر رسول اللہ ﷺ نے خالد اور عرفطہ کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ میراث میں سے کسی چیز کو نہ ہٹاؤ کیونکہ اللہ عزوجل نے میرے اوپر وحی نازل فرمائی ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ عورتوں اور مردوں دونوں کا حصہ ہے، پھر اس کے بعد نبی ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۚ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ (النساء: ٤/١٢٧)

”اے نبی! تم سے عورتوں کی بابت پوچھتے ہیں، کہو اللہ تمہیں ان کی بابت فتویٰ دیتا ہے۔“

پھر حضرت نے ان دونوں کو بلوایا اور فرمایا کہ میراث میں سے کسی چیز کو نہ ہٹانا، بعد اس کے نبی ﷺ پر یہ فرمان الہی نازل ہوا:

﴿يُؤْصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِي لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾... إلى

قوله... وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿النساء: ٤/١٢﴾

یہ دو آیات اور ان کا ترجمہ یہ ہے: ﴿يُؤْصِيكُمُ اللَّهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْكَ مِثْلُ حَقِّ الْاُنثٰى بِنِءٍ ۚ قٰنَ كُنْ نِسَآءً فَوْقَ الْمُنْتَنِ فَلَهُنَّ ثُلَاثَا مَآ تَرَكَ ۚ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِابْنُو لِحْنٍ وَاحِدٍ وَنَهْمَا الشُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ قٰنَ كَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَرَثَةٌ اَبْوُهُ فَلَاؤُو الْفُلْثُ ۚ قٰنَ كَانَ لَهُ اِخْوَةٌ فَلَاؤُو الشُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّهٖ يُؤْصِيْ بِهَا اَوْ دِيْنٍ ۚ اَبَاؤُكُمْ وَ اَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَعْمًا ۚ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ اِنْ اللّٰهُ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ قٰنَ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ ۚ وَمِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّهٖ يُؤْصِيْنَ بِهَا اَوْ دِيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ قٰنَ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ

”اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تمہاری اولاد کی بابت کہ مرد کے لیے عورت سے دو گنا حصہ ہے۔“

اور ان کی بیوی کو آٹھواں حصہ دیا اور باقی کو للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے سے تقسیم کر دیا۔ ❁

﴿كُلَّمَنْ أَلِفْتُمْ مِمَّنْ تَرَكَتُمْ فَرِيضَةً وَصِيَّةً يُؤْصُونَ بِهَا أَوْ دِينًا وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤْرَثُ كَلَلَةً أَوْ امْرَأَةٌ وَكَلَةً أَخٌ أَوْ أُخْتُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الشُّدُّ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ ذَلِكُ فَهُوَ لَهُ مِمَّا تَرَكَتُمْ ۚ وَإِذْ تَرَكَتُمْ فَرِيضَةً وَصِيَّةً يُؤْصَىٰ بِهَا أَوْ دِينًا ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ﴾ ”اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا اور اگر دو سے زیادہ عورتیں بیٹیاں ہوں (اور بیٹا کوئی نہ ہو) تو ترکہ میں سے دو تہائی انھیں ملے گا اور اگر ایک بی بی ہو تو آدھا ترکہ اسے ملے گا اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا جب میت کی اولاد ہو اگر میت کی اولاد نہ ہو اور (صرف) ماں باپ اس کے وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی ملے گا (اور باقی سب باپ کو) لیکن اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہنیں ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا (سب حصے) میت کی وصیت کو جو اس نے کی تھی پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد کیے جائیں گے، باپ دادا یا بیٹے پوتے تم کیا جانو کس سے تمہیں زیادہ فائدہ پہنچے والا ہے۔ یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا حصہ ہے (اس میں دخل مت دو) بے شک اللہ (اپنے بندوں کی مصلحت کو) جانتا ہے حکمت والا ہے۔ اور تمہاری بیویاں جو (مال متاع) چھوڑ جائیں اس میں آدھا حصہ تمہارا ہے اگر ان کی اولاد (بیٹا یا بیٹی) نہ ہو اگر ان کی اولاد ہو تو تمہیں چوتھائی حصہ ان کے ترکے میں سے ملے گا مگر پہلے وہ وصیت پوری کی جائے گی جو انھوں نے کی اور قرضہ ادا کیا جائے گا اور تم جو (مال متاع) چھوڑ جاؤ اس میں چوتھائی حصہ تمہاری بیویوں کا ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو، اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں سے انھیں آٹھواں حصہ ملے گا مگر پہلے وہ وصیت پوری کی جائے جو تم نے کی اور قرضہ ادا کیا جائے گا اور اگر کوئی مرد کالہ ہو یا کوئی عورت کالہ ہو اور اس مرد (یا عورت) کا (انجیانی یعنی صرف ماں کی طرف سے) بھائی یا بہن نہ ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے یہ (ساری تقسیم بھی) جو وصیت کی جائے اس کے پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی، جب میت نے (کسی کو) نقصان پہنچانا نہ چاہا ہو۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ سب جانتا ہے حمل والا ہے۔“

❁ اسد الغابۃ: ۱ / ۶۵۵، ۳ / ۱۰۱۳، ۱۰۳۵۔ الاصابۃ: ۴ / ۶۶۴، سمیر

المومنات، ص: ۱۱۲۔

کیشہ بنت معن انصاریہ رضی اللہ عنہا (کیشہ: سردار)

تعارفی کلمات

یہ انصاری صحابیہ معن بن عاصم کی بیٹی جبکہ ابوقیس بن اسلت کی بیوی ہیں۔ * ابوقیس کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ان کا نام عمار بن جشم بن وائل اوسی، بعض نے صیفی، الحرث، عبداللہ اور صرمہ بیان کیا ہے۔ *

داستان ظلم

کیشہ نے ایک روز نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی: یا رسول اللہ ﷺ نہ تو مجھے خاوند کا وارث بننے دیا گیا ہے اور نہ مجھے اس کی اجازت ہی ہے کہ میں نکاح کر لوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا﴾ (النساء: ۱۹ / ۴)

”تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم جبراً عورتوں کے وارث بن جاؤ۔“ *



* الاصابة: ۴ / ۳۸۳۔

* الاصابة: ۴ / ۱۶۰، ۱۶۱۔ الاستيعاب: ۴ / ۱۵۹، ۱۶۰۔

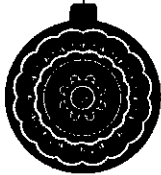
* اسد الغابة: ۳ / ۹۲۳۔

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ یہ دونوں حضرت سعد کی لڑکیاں ہیں۔ ان کے والد آپ کے ساتھ جنگ احد میں شریک تھے اور وہیں شہید ہوئے۔ ان کے چچا نے ان کا کل مال لے لیا ہے۔ ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور یہ ظاہر ہے کہ ان کے نکاح بغیر مال کے نہیں ہو سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا فیصلہ خود اللہ کرے گا، چنانچہ آیت میراث نازل ہوئی۔ آپ نے ان کے چچا کے پاس آدی بھیج کر حکم بھیجا کہ دد تہائیاں تو ان دونوں لڑکیوں کو دو اور آٹھواں حصہ ان کی ماں کو دو اور باقی مال تمہارا ہے۔ ﴿۱﴾



۱ مسند احمد: ۳ / ۳۵۲، سنن ابوداؤد، کتاب الفرائض، باب ما جاء فی میراث الصلب، ج: ۲۸۹۱، جامع ترمذی، ابواب الفرائض، باب ما جاء فی میراث البنات، ج: ۲۰۹۲، سنن ابن ماجہ، کتاب الفرائض، باب فرائض الصلب، ج: ۲۷۲۰۔



باب چہارم

ذہنی اذیتوں میں گرفتار کی جانے والی
صحابیات رضی اللہ عنہا

جسمانی تشدد اور مالی مظالم سے بھی ذہنی اذیت پہنچتی ہے مگر اس باب میں ان ذہنی اذیتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو صحابیات کو دریں صورت پیش آئیں کہ ان کو ان کے اعزہ واقارب سے محروم کر دیا گیا۔ ان کے سامنے انہیں تختہ مشق بنایا گیا۔ بعض صحابیات کو انتقامی طور پر طلاق دے دی گئی۔ کچھ صحابیات وہ بھی تھیں جن کے شخصی حقوق کو پامال کرتے ہوئے نکاح کے سلسلے میں ان پر جبر کیا گیا۔ بعض نے صبر کیا اور بعض نے اپنے حقوق کے حصول کی خاطر آواز اٹھائی اور ظلم کے خاتمے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ ان امور کی تفصیلات کے لیے اس باب کو مندرجہ ذیل تین فصول میں تقسیم کیا گیا ہے:

فصل اول: قریب ترین رشتے داروں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہا

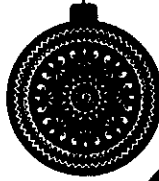
فصل دوم: انتقامی طلاق اور ظہار کا شکار ہونے والی

صحابیات رضی اللہ عنہا

فصل سوم: نکاح کے سلسلے میں جبر کا شکار ہونے والی

صحابیات رضی اللہ عنہا





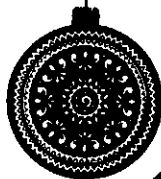
فصل اول

قریب ترین رشتے داروں سے محروم کی جانے والی
صحابیات رضی اللہ عنہا

وہ صحابیات بھی ہیں جن کے خاوندوں، بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کیا گیا اور انہیں ان رشتوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس فصل کو مندرجہ ذیل مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے:

- مبحث اول: شوہر سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن
- مبحث دوم: بھائیوں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن
- مبحث سوم: بیٹوں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن
- مبحث چہارم: باپ سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن





مبحث اول

شوہر سے محروم کی جانے والی
صحابیات رضی اللہ عنہن

جن صحابیات رضی اللہ عنہن کے شوہر قتل کر دیئے گئے یا ان سے
 علیحدہ کر دیا گیا ان میں سے بعض کا تذکرہ اس بحث میں
 کیا جاتا ہے۔



امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

(امامہ: ہادی، رہنما، مقصد، مراد)

تعارفی کلمات

آپ ابو العاص بن ربیع ؓ اور زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔ انہیں رسول اللہ ﷺ حالت نماز میں اٹھا لیتے البتہ رکوع و سجود میں انہیں بٹھا دیتے۔ ؓ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ ﷺ کو ہدیہ دیا جس میں یمنی جو اہر کا ہارتھا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہار میں اپنے خاندان میں اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہوگا۔ چنانچہ امامہ کو طلب فرمایا اور ان کے گلے میں ڈال دیا۔ اور امامہ کی آنکھ میں کچھ تھیں جسے آپ نے ہاتھ سے صاف کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے نبی ﷺ کو ہدیہ میں زیورات بھیجے، جن میں سونے کی انگوٹھی بھی تھی۔ آپ نے وہ اعراض کرتے ہوئے لی اور اپنی نواسی زینب کی بیٹی (امامہ رضی اللہ عنہا) کو بھیج دی اور فرمایا: پیاری بچی یہ زیور پہن لو۔ ؓ

آپ ﷺ نے اپنے اس داماد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: حَدَّثَنِي فَصْدَقْنِي وَوَعَلْتَنِي فَوَفَّي لِيْن "اس نے میرے ساتھ بات کی توج بولا اور میرے ساتھ وعدہ کیا تو پورا کیا۔" (بخاری: ۳۷۲۹، ۵۲۳۰۔ مسلم: ۲۴۴۹، ابوداؤد: ۲۰۶۹۔ ابن ماجہ: ۱۹۹۹، سیر

اعلام النبلاء: ۱/ ۳۳۱)

بخاری، سترة المصلی، اذا حمل جاریة صغيرة على عنقه، الادب، رحمة الولد و تقبيله۔ مسلم، المساجد، جواز حمل الصبيان، مؤطا امام مالک، قصر الصلاة، جامع الصلاة، سنن ابوداؤد، الصلاة، العمل فی الصلوة، ح: ۹۱۷، ۹۲۰۔ النسائی، المساجد، السهو۔ طبقات ۸/ ۳۱۴، ۳۱۵، اسد الغابة ۳/ ۷۶۳۔

طبقات ۸/ ۳۱۶۔ صحیح ابی داؤد: ۳۵۶۴، اس محبت و شفقت کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ نبی اکرم ﷺ کی سب سے مکیلی نواسی تھیں۔

امامہ رضی اللہ عنہا سے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔ یہی خاتون جنت کی وصیت تھی۔ جب حضرت علی زخمی ہو گئے تو انہوں نے مغیرہ بن نوفل (عبدالمطلب کے پڑپوتے) کو مشورہ دیا کہ وہ ان کی وفات کے بعد امامہ سے نکاح کر لیں چنانچہ بعد از انقضائے عدت نکاح ہو گیا اور ان کے بطن سے یحییٰ نامی ایک بچہ پیدا ہوا جن کی کنیت سے وہ مشہور تھے، کچھ عرصے کے بعد جناب امامہ مغیرہ کے ہاں فوت ہو گئیں۔

یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔

ان سے کوئی روایت مروی نہیں۔

داستان ظلم

ان کے شوہر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ۴۰ھ میں خنجر کے وار کر کے شہید کر دیا گیا۔ شوہر کے قتل کا انہیں بہت صدمہ ہوا، جب امامہ بیوہ ہو گئیں تو ایک خاتون ام الہیثم الخثعمیہ نے کہا:

أَشَابَ ذَوَائِبِي وَ أَذَلَّ رَجُلِي
أُمَامَةً حِينَ فَارَقَتِ الْقَرِينَا
تَطِيفُ بِهِ لِحَاجَتِهَا إِلَيْهِ
فَلَمَّا اسْتَيْأَسَتْ رَفَعَتْ رَهِينَا

”میرے سر کے بالوں کو سفید کر دیا اور میرے قافلے کو در ماندہ کر دیا، امامہ نے جب اپنے رفیق حیات سے داغ مفارقت لیا وہ بوقت ضرورت اپنے خیالات کی دنیا میں گم اس کے پاس جاتی ہیں۔ جب وہ مایوس ہو گئی تو اس نے اپنے مرہون ساتھی سے خیالات کو بلند کیا۔“

یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا، آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں کافی عرصہ (تقریباً ۲۵ سال) رہیں اور ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱/۳۳۵، اسد الغابۃ: ۳/۷۶۴۔

سیر اعلام النبلاء: ۱/۳۳۵۔ ایضاً۔

تفصیل کے لیے دیکھیے اس باب کا مبحث چہارم: تذکرہ حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا

الاصابة: ۴/۲۳۱، الاستيعاب: ۴/۳۳۹۔

ام المومنین ام سلمہ ہند رضی اللہ عنہا

(ہند: جماعت)

تعارفی کلمات

آپ کا اسم گرامی ہند ہے۔ آپ ابو امیہ، سہیل زاد الراکب بن مغیرہ بن عبد اللہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہیں، آپ سے ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد نے نکاح کیا۔ * ابو سلمہ آپ کو حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں ساتھ لے گئے۔ آپ کے ہاں زینب پیدا ہوئیں۔ پھر آپ کے درہ، مسلم اور عمر پیدا ہوئے۔ ابو سلمہ نے جمادی الثانی ۳ھ میں وفات پائی۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں۔ *

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام ہیں۔ * آپ سیف اللہ خالد بن ولید کے چچا کی بیٹی اور ابو جہل بن ہشام کے چچا کی بیٹی ہیں۔ *

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر پوچھا کہ میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا یہ دعا کرو:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاعْقِبْنِي مِنْهُ عَقْبِي صَالِحَةً))

”اللہ ہمیں اور انہیں (ابو سلمہ) کو بخش دے اور اس کی مناسبت سے میرا انجام بہتر

ہو۔“

جب میں نے کہا تو اللہ نے مجھے ابو سلمہ سے بہتر شوہر عطا کیا۔ *

* طبقات ۸/ ۱۱۵، ۱۱۶۔

* سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۰۶، مستدرک حاکم ۴/ ۱۶۔

* الاصابة: ۴/ ۴۳۹۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۰۲۔

* صحیح مسلم، الجنائز، ما يقال عند المریض، سنن ابوداؤد، الجنائز۔

رسول اللہ ﷺ نے ۴ھ میں شوال کی بیس تاریخ کو حضرت ام سلمہ سے نکاح کیا اور شوال کے چند دن ابھی باقی تھے کہ ان کی رخصتی ہو گئی۔

آپ ﷺ کی شادی پر لوگوں نے کہا: عرب کی بیوہ سیدہ الاسلام والمسلمین کی دلہن بن کر شروع عشاء کے وقت داخل ہوئیں اور پچھلی رات اٹھ کر آٹا پیسنے لگیں وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ❊

نبی ﷺ نے زینب بنت خزیمہ ام المساکین کی وفات کے بعد ان کے گھر میں حضرت ام سلمہ کو ٹھہرایا۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس گھر میں ایک گھڑا دیکھا، اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں کچھ جو تھے اور گھر میں ایک چکی، دیکھی اور ہنڈیا بھی تھی۔ میں نے ہانڈی دیکھی تو اس میں چربی جمی ہوئی تھی۔ میں نے گھرے میں سے جو لے کر پیس لیے اور دیکھی میں دلایا پکایا اور چربی سے مرغن کیا۔ ❊ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی دلہن کے لیے شادی والی شب کو یہی کھانا تھا۔ ❊

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں۔ ❊ ۱۳ متفق علیہ ہیں۔ تین احادیث میں امام بخاری جبکہ تیرہ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ❊

ما يستحب ان يقال عندالميت من الكلام۔ سنن ترمذی، الجنائز، ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء له عنده۔ سنن نسائی، الجنائز، كثرة الموت، سنن ابن ماجه، الجنائز، ما جاء فيما يقال عندالمريض اذا حضر، مسند احمد: ۶/ ۲۹۱، ۳۰۶، مستدرک حاکم (۴/ ۱۶) کتاب معرفة الصحابة، تسمية ازواج رسول الله ﷺ (ذكر ام المؤمنین ام سلمة بنت ابی امیة رضی اللہ عنہا)۔ بعض احادیث میں دعائیہ الفاظ میں صالحہ کی جگہ پر حسنة کا لفظ ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے۔ دیکھئے مستدرک حاکم: ۴/ ۱۸، طبقات: ۸/ ۱۲۷۔

مستدرک حاکم: ۴/ ۱۸، طبقات: ۸/ ۱۲۳۔
دلہن کا شادی کے پہلے دن کام کرنا نہ تو شرعاً ممنوع ہے اور نہ معیوب۔
طبقات: ۸/ ۱۲۳۔

دیکھئے مسند احمد ۶/ ۲۸۹، ۳۲۴۔

سير اعلام النبلاء: ۲/ ۲۱۰۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا شمار فقیہ صحابیات میں ہوتا ہے۔ ❊

صلح حدیبیہ کی شرائط جب تحریر کر لی گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اب اٹھو اور قربانی (یمیں) کر لو اور پھر سر منڈا لو! مگر کوئی بھی نہ اٹھا (پریشانی سے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں) آپ نے اس سلسلے میں حضرت ام سلمہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپ کو یہ تجویز دی کہ آپ لوگوں سے کوئی بات کیے بغیر اپنا قربانی کا جانور ذبح کر لیں اور اپنے حجام کو بلا لیں جو کہ آپ کے بال مونڈ دے۔ جب آپ نے اس پر عمل کیا تو لوگوں نے بھی جلدی سے ایسا ہی کیا۔ ❊

اس واقعہ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صائب الرائے ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ۶۱ھ میں ہوئی۔ ❊

امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی وفات (شہادت) کی خبر آ

جانے کے بعد آپ ۶۱ھ کے آخر میں فوت ہوئیں۔ ❊

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ۶۱ھ کے واقعات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں: قبل ازیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق جو احادیث بیان ہوئی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد تک زندہ رہی ہیں۔ واللہ

سبحانہ اعلم۔ ❊

ازواج النبی ﷺ میں (وفات النبی ﷺ کے بعد) حضرت زینب (بنت جحش) سب

سے پہلے جبکہ ام سلمہ سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔ ❊ آپ حضرت حسین کی شہادت کے

ایضاً: ۲/ ۲۰۳۔ ❊

صحیح بخاری: کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والمصالحة مع ❊

اہل الحرب و کتابة الشروط، ح: ۲۷۳۲۔

سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۱۰۔ ❊

تہذیب التہذیب ۱۲/ ۴۵۷۔ ❊

البداية والنهاية ۸/ ۲۷۳-۲۷۴۔ ❊

مستدرک حاکم ۴/ ۱۹، سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۰۲۔ ❊

وقت زندہ تھیں جب انہیں آپ کی شہادت کی خبر ملی تو غشی طاری ہو گئی۔ اس واقعے کا دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اس واقعے کے تھوڑے عرصے بعد ہی آپ وفات پا گئیں۔

شہر بن حوشب کہتے ہیں میں حضرت حسین کی تعزیت کرنے کے لیے حضرت ام سلمہ کے پاس آیا۔

عبداللہ بن القتیبة، حارث بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان خلافت یزید کے زمانے میں حضرت ام سلمہ سے اس لشکر کے بارے میں (حدیث) پوچھنے آئے جسے زمین میں دھنسا یا جائے گا۔

آپ نے تقریباً ۹۰ سال عمر پائی۔ بعض نے ۸۴ سال بیان کی ہے۔

آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔

آپ کی قبر میں آپ کے بیٹے عمر، سلمہ، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ اور عبداللہ بن وحب بن زمعہ اسدی اترے۔

داستان ظلم

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کئی قسم کے مظالم کا سامنا کرنا پڑا، اپنے گھر والوں اور سسرال والوں دونوں کی طرف سے آپ کو ذہنی اذیتیں پہنچیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ نے

ایک شخص نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہا: حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: انہوں نے یہ کام کر دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں یا گھروں کو آگ سے بھر دے۔ پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ (البداية والنهاية ۸ / ۲۵۷، سير اعلام النبلاء ۲ / ۲۰۲)

مستدرک حاکم: ۱۹ / ۴۔

صحیح مسلم، الفتن و اشراط الساعة، الخسف بالجيش الذي يؤم البيت، ح: ۲۸۸۲۔

سير اعلام النبلاء: ۲ / ۲۰۲۔

ایضاً: ۲ / ۲۰۹۔

طبقات: ۸ / ۱۲۸۔

ہجرت مدینہ کی تیاری کی تو اپنے لیے ایک اونٹ کا بندوبست کیا اور مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو اس پر سوار کر کے مہار پکڑ لی اور مدینے کو نکل کھڑا ہوا۔ جب اسے میرے قبیلے کے لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے روکا: یہ تیری خواہش ہے جس نے تجھے ہجرت پر مجبور کیا ہے۔ رہا معاملہ تیری زوجہ کا تو وہ کیوں گھر کو چھوڑے اور کیوں تو اسے شہروں میں لیے پھرے! اس پر انہوں نے اونٹ کی مہار اس کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے پکڑ لیا اس صورت حال سے بنو عبدالاسد پھر گئے اور سلمہ کا رخ کیا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے بیٹے کو اس کی ماں کے پاس نہیں رہنے دیں گے جب تم نے اس کی بیوی کو شوہر سے چھین لیا ہے چنانچہ اب سلمہ کے اہل قبیلہ نے میرے بیٹے سلمہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ مجھے میرے قبیلہ والوں نے قابو کر لیا اور میرا شوہر اب سلمہ مجھے چھوڑ کر خود مدینے چلا گیا اور اس طرح ہم تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

اب میری یہ حالت تھی کہ میں روزانہ صبح اٹھ کر ابطح کے مقام پر آ جاتی اور شام تک وہاں بیٹھی روتی رہتی، کم وبیش ایک سال اسی حال میں گزر گیا تا آنکہ ایک دن ایک شخص جس کا تعلق میرے بنوعم (بنو مغیرہ) سے تھا وہاں سے گزرا اور اسے میری حالت پر رحم آ گیا۔ اس نے میرے قبیلے سے کہا: کیا تم اس بے بس عورت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو تم نے اسے خاوند اور بیٹے ہر دو سے جدا کر دیا چنانچہ میرے اہل قبیلہ نے اجازت دے دی اور کہا کہ اگر تم چاہتی ہو تو اپنے شوہر کے پاس جاسکتی ہو۔ اسی دوران میں بنو عبدالاسد نے میرا بیٹا بھی مجھے لوٹا دیا۔ میں نے اونٹ کا بندوبست کیا، بیٹے کو گود میں لیا اور اپنے شوہر کے تعاقب میں چل دی۔ میں بالکل اکیلی تھی اور کوئی رفیق سفر نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا: اللہ کرے کہ مجھے کوئی رفیق سفر مل جائے تا آنکہ میں اپنے شوہر تک پہنچ جاؤں۔

جب میں معتم میں پہنچی تو اتفاق سے میری ملاقات عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ سے ہو گئی جو بنو عبدالدار کا بھائی تھا۔ انہوں نے کہا: ابوامیہ کی بیٹی! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا: اپنے شوہر کے پاس مدینے جا رہی ہوں۔ پوچھا کیا تمہارا کوئی رفیق سفر ہے۔ میں نے کہا: سوائے

اللہ اور اس بچے کے اور کوئی نہیں۔ کہا پھر تو تمھاری کوئی منزل نہیں۔ اس نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور مجھے لے کر روانہ ہو پڑا، اللہ کی قسم! میں نے عرب بھر میں ایسا شریف النفس کوئی انسان نہیں دیکھا تھا، جب منزل پر پہنچتا تو اونٹ کو بٹھاتا اور خود ایک طرف ہو کر درخت کے نیچے جا کر لیٹ جاتا، پھر جب کوچ کا وقت آتا تو اونٹ کے پاس آ کر کجاوہ رکھتا اور ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو جاتا اور مجھے کہتا کہ سوار ہو جاؤ۔ جب میں سوار ہو چکتی اور اونٹ پر جم کر بیٹھ جاتی تو عثمان بن طلحہ آتا اور اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑتا اور جب منزل آتی تو ٹھہر جاتا۔ وہ اسی طریقے سے چلتا آیا تا آنکہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ جب قبا میں اس نے عمرو بن عوف کی بستی دیکھی تو کہنے لگا: تیرا خاوند یہیں ٹھہرا ہو گا اور فی الواقع ابوسلمہ وہیں ٹھہرا ہوا تھا چنانچہ اللہ کا نام لے کر میں اس بستی میں اتر پڑی اور عثمان بن طلحہ وہاں سے مکہ لوٹ گیا۔ وہ اکثر کہا کرتا کہ میں نے کوئی ایسا خاندان نہیں دیکھا جسے قبول اسلام کے بعد اتنی تکالیف پیش آئی ہوں جتنی کہ ابوسلمہ کے خاندان کو پیش آئیں۔ ❁



فریغہ خدریہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

(فریغہ: چھوٹی شاخ، بے مثال، حصہ)

تعارفی کلمات

آپ مالک بن سنان کی بیٹی اور ابوسعید خدری (سعد بن مالک رضی اللہ عنہ) کی سگی بہن ہیں۔ * آپ کی والدہ حبیبہ بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول ہیں۔ * البتہ ابن سعد نے آپ کی والدہ کا نام ایسہ بنت ابی خارجہ بیان کیا ہے۔ *

قتادہ بن نعمان بن زید آپ کے انخیانی (ماں جائے) بھائی ہیں۔ آپ سے سہل بن رافع بن بشیر نے شادی کی، پھر سہل بن بشیر بن عنبسہ نے ان سے نکاح کیا۔ *

فریغہ خدریہ رضی اللہ عنہا بیعت رضوان * میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ *

طبقات: ۸/ ۴۱۵، اسد الغابۃ: ۳/ ۹۱۳، الاصابۃ: ۴/ ۳۷۵۔ الاستیعاب: ۴/ ۳۷۵۔ *

اسد الغابۃ، ایضاً، الاصابۃ ایضاً، الاستیعاب ایضاً۔ *

طبقات: ۸/ ۴۱۵۔ * ایضاً۔ *

حدیبیہ کے مقام پر بیٹے اہل ایمان نے نبی اکرم ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ وہ قریش مکہ سے لڑیں گے اور راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس بیعت پر راضی ہو گیا۔ اس لیے اسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ یہ بیعت کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا كَرِيمًا﴾ (الفتح: ۱۸/ ۴۸) ”یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عطا کی۔“ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور مسند احمد میں ارشاد نبوی ہے کہ مجھے امید ہے کہ بدر و حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں سے ان شاء اللہ کوئی شخص بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح: ۱۷۵/ ۴/ ۳) معلوم ہوا کہ حضرت فریغہ رضی اللہ عنہا جنتی خاتون ہیں۔

اسد الغابۃ: ۳/ ۹۱۳، الاستیعاب: ۴/ ۳۷۵، تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۴۵۔ *

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فریہ رضی اللہ عنہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بقیہ حیات تھیں۔

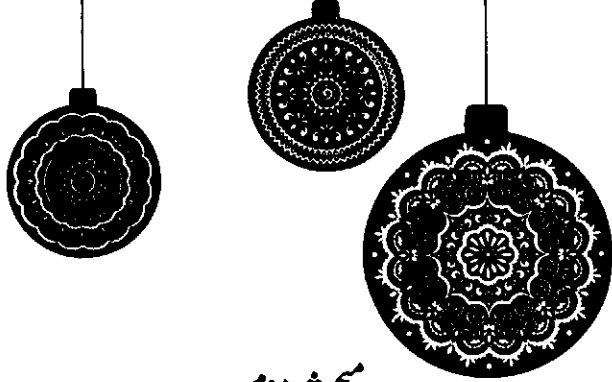
داستان ظلم

حضرت فریہ رضی اللہ عنہا کا شوہر قتل کر دیا گیا، وہ خود بیان کرتی ہیں: میں بنو حارث بن خزرج کے ایک شخص کے نکاح میں تھی، وہ اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں نکلے اور انہیں طرف قدم میں جا پکڑا، غلاموں نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میرا شوہر قتل کر دیا گیا اور اس نے گھر میں نان و نفقہ نہیں چھوڑا اور نہ اولاد کے لیے مکان چھوڑا۔ میں نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھائیوں کے پاس چلی جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دی، فرماتی ہیں: پھر جب میں حجرے سے نکلی یا حجرے ہی میں تھی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ اپنا قصہ پھر دہراؤ۔ میں نے پورا واقعہ سنا دیا تو مجھے حکم فرمایا کہ میں اس گھر سے نہ ہٹوں جہاں مجھے میرے شوہر کے قتل کی خبر ملی ہے جب تک عدت پوری نہ ہو جائے فرماتی ہیں: پھر میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن گزارے، فرماتی ہیں: پھر حضرت عثمان سے اسی بارے میں مسئلہ پوچھا گیا اور میرا حوالہ دیا گیا، آپ نے مجھے بلا بھیجا، میں گئی تو آپ لوگوں کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے، آپ نے میرا واقعہ پوچھا اور یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کیا حکم دیا تھا، میں نے آپ کو پورا واقعہ بتا دیا۔ آپ نے اس عورت کے پاس جس کا شوہر

● طبقات: ۸ / ۴۱۶، اسد الغابۃ: ۳ / ۹۱۳۔ مؤطا امام مالک، الطلاق، مقام المتوفی عنہا زوجی فی بیتہا حتی تحل، سنن ابوداؤد، الطلاق، فی المتوفی عنہا تنتقل، سنن ترمذی، الطلاق، ما جاء ان تعتد المتوفی عنہا زوجها، سنن نسائی، الطلاق، مقام المتوفی عنہا زوجها فی بیتہا حتی تحل، الرسالة للشافعی: ۱۲۱۴۔

فوت ہو گیا تھا ایک قاصد بھیج کر کہلوا یا کہ اپنے گھر سے نہ ہٹیں جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔ فرماتی ہیں: پھر میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن گزارے۔ ❁

یہ بیوہ کی عدت ہے۔ بیوہ خواہ جوان ہو یا بوڑھی اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِلَّةَ رَبِّهِمْ وَيَكُونُوا مِمَّنْ رِزْقُوا مِنْ رَبِّهِمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۲/۲۳۴) ”تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے دس دن عدت میں رکھیں۔“ البتہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے، خواہ اسی دن ہو جائے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿وَأُولَٰئِكَ الْأَحْصَاءُ الَّذِينَ لَا يُضَعْنَ حَبْلَتُهُنَّ﴾ (الطلاق: ۴/۶۵) ”اور حاملہ خواتین کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔“ واضح رہے کہ عدت کے دوران میں زیب و زینت اختیار کرنا مثلاً زیورات پہننا، زرق برق والے کپڑے زیب تن کرنا اور خوشبو لگانا وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ طبقات ۸/۴۱۷۔ ❁



مبحث دوم

بھائیوں سے محروم کی جانے والی
صحابیات رضی اللہ عنہا

بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کو ان کے بھائیوں سے محروم کر دیا گیا۔ کچھ کا تذکرہ اس بحث کے تحت کیا جاتا ہے۔



www.KitaboSunnat.com

ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا

تعارفی کلمات

ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا مہاجرہات میں سے ہیں۔ آپ ام حکیم بنت دینار کی آزاد کردہ کنیز تھیں۔ ایک دفعہ وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ آپ کے سامنے ٹرید کا بڑا سا پیالہ پیش کیا گیا۔ میں نے اور ذوالیدین، جو اس وقت وہاں موجود تھے، نے بھی ٹرید کھایا، اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے گوشت کا ٹکڑا اٹھایا اور مجھے بھی فرمایا کہ کھاؤ۔ مجھے یاد آ گیا کہ میں تو اس دن روزے سے تھی چنانچہ میرا ہاتھ رک گیا نہ آگے جاتا تھا نہ پیچھے ہٹتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو میں نے گزارش کی کہ میں تو روزے سے تھی۔ ذوالیدین نے کہا جب پیٹ بھر کے کھا چکی ہو تو اب تمہیں یاد آیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا رزق تھا جسے اللہ نے تمہاری طرف پہنچایا۔

داستان ظلم

ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی ملاقات کے لیے روانہ ہوئیں۔ ابھی تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ ان کے بھائی نے کہا کہ وہ اپنا زاد راہ مکہ میں ہی بھول آیا ہے۔ بہن سے کہا کہ وہ یہاں بیٹھ کر انتظار کریں تا کہ وہ اپنا زاد راہ لے آئے۔ بہن نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میرا فاسق خاوند تجھے آنے نہیں دے گا! اس نے مجھے

آپ ﷺ اس وقت ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ (اسد الغابۃ: ۱/ ۱۳۶)

جو محض روزہ کی حالت میں بھول کر کھاپی لے وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے

(صحیح بخاری، الصوم، الصائم اذا اكل او شرب ناسیا، صحیح مسلم،

الصيام، اذا اكل الناس، مستدرک حاکم: ۱/ ۴۳۰)

اسد الغابۃ: ۳/ ۹۵۶، الاصابۃ: ۴/ ۱۳۔

تسلی دی اور خود زادِ سفر لینے چلا گیا۔ مجھے وہاں بیٹھے کئی دن گزر گئے لیکن میرا بھائی نہ آیا۔ اتفاقاً ایک دن وہاں سے ایک آدمی، جسے میں جانتی تھی، گزرا، اس نے وہاں بیٹھنے کی وجہ پوچھی اور میں نے بتائی تو اس نے مجھے بتایا کہ میرے بھائی کو میرے خاوند نے قتل کر دیا ہے۔ ❀

ام اسحاق رضاعہ فرماتی ہیں: میں انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھتی ہوئی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ❀



❀ اسد الغابۃ: ۳/۹۵۶۔

❀ ایضاً: ۱/۱۳۶۔

خُصَاء تماضر رضی اللہ عنہا

(خُصَاء: چھپنا، ہٹنا..... تماضر: مولیٰ تازی)

تعارفی کلمات

آپ عمرو بن شرید بن رباح کی بیٹی ہیں آپ کا اصل نام تماضر ہے آپ بہت عمدہ اشعار کہتی تھیں، آپ اپنے چاروں بیٹوں سمیت معرکہ قادسیہ ۳۰ میں موجود تھیں۔ حرب قادسیہ سے ایک رات پہلے انہوں نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے، اور اپنی رضامندی سے تم نے ہجرت کی۔ قسم ہے اس خدائے لایزال کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، جس طرح تم اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اسی طرح تم اپنے باپ کے سچے فرزند ہو، نہ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا و ذلیل کیا، تمہارا نسب بے داغ ہے اور تمہارے نسب میں کوئی نقص نہیں ہے، تم جانتے ہو مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کفار سے جہاد کرنے میں ایک ثواب عظیم ہے، تم اس کو خوب جان لو اور غور سے سمجھ لو کہ عالم جاودانی کے مقابلہ میں دنیائے فانی بچ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾
(ال عمران: ۲۰۰/۳)

”مسلمانو! ان تکلیفوں کو (جو اللہ کی راہ میں تمہیں پیش آئیں) برداشت کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تعلیم دو اور آپس میں مل کر رہو، اور اللہ سے ڈرو تاکہ (آخر کار) تم (اپنی) مراد کو پہنچو۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت (۱۳ھ) میں قادسیہ (عراق) میں ایرانیوں کی بڑی طاقت سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش دی۔

جب تم دیکھ لو کہ لڑائی جوش پر آگئی اس کے شعلے بھڑکنے لگے اور اس کے شرارے میدان جنگ میں منتشر ہونے لگے تو لڑائی میں گھس پڑو اور خوب بے دریغ تیغ رانی سے کام لو۔ اور خدائے لایزال سے نصرت و فتح کے امیدوار رہو۔ ان شاء اللہ عالم آخرت کی بزرگی و فضیلت پر ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ ❁

دوسرے دن ان کے بیٹے ماں کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے میدان کارزار میں اترے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے چاروں بھائی شہید ہو گئے۔ جب شیردل ماں کو اطلاع ملی تو ان اللہ کہنے کے بجائے انہوں نے یہ کلمہ اپنی زبان سے نکالا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي شَرَّفَنِيْ بِقَتْلِهِمْ وَاَرْجُوْ مِنْ رَبِّيْ اَنْ يَّجْمَعَنِيْ بِهِمْ
فِيْ مُسْتَقَرٍّ رَحْمَتِهِ

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کہ جس نے ان (بیٹوں) کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ میں اپنے رب سے امید رکھتی ہوں کہ میں ان (بچوں) سے اللہ کے سایہ رحمت میں ملوں گی۔“ ❁

داستان ظلم

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے بھائیوں بالخصوص صخر سے شدید الفت رکھتی تھیں۔ مگر ہوا کیا؟ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قُتِلَ أَخُوْهَا شَقِيْقُهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِوْ وَ قُتِلَ أَخُوْهَا لِإِبْنِهَا
صَخْرٌ وَ كَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهَا لِأَنَّهُ كَانَ حَلِيْمًا جَوَادًا مَّحْبُوْبًا فِي
الْعَشِيْرَةِ ❁

”ان کے سگے بھائی معاویہ بن عمرو اور سوتیلے بھائی صخر (بن عمرو) کو قتل کر دیا گیا، صخر سے خنساء کو زیادہ محبت تھی کیونکہ وہ بہت حلیم الطبع، بہت جود و کرم کرنے والا اور سارے

❁ ایضاً: ۳/۸۱۰-۸۱۲۔ الاستیعاب: ۴/۲۸۸، ۲۸۹۔

❁ اسد الغابہ: ۳/۸۱۲۔ الاستیعاب: ۴/۲۸۹۔ الاصابہ: ۴/۲۸۱۔

❁ الاصابہ: ۴/۲۸۰۔ الاستیعاب: ۴/۲۸۸۔ اسد الغابہ: ۳/۸۱۱۔

خاندان کا چہیتا تھا۔“
 صخر تو زخمی کر دیئے گئے تھے، ایک سال تک بستر مرگ پر رہے بالآخر انتقال کر گئے۔

آج اکثر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ مال و دولت اور جاہ و منصب کی بنیاد پر انسانوں سے محبت کرتے ہیں۔ جبکہ ہوتا یہ چاہیے کہ انسانوں سے ان کے اچھے اخلاق و کردار اور اوصاف حمیدہ کی بنا پر محبت کی جائے۔ حضرت تھامس (رضاء اللہ علیہ) کا سوتیلے بھائی سے زیادہ الفت رکھنا اسی بات کا غماز ہے۔ ایضاً۔

زینب بنت علی قریشیہ ہاشمیہ رضی اللہ عنہا

(زینب: حسین، مہک دار پودا)

تعارفی کلمات

آپ علی بن ابی طالب اور خاتونِ جنت (فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا) کی بیٹی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد خاتونِ جنت کے کوئی اور اولاد نہ ہوئی۔ زینب کی شادی حضرت علی کے برادرِ اکبر جعفر طیار کے بیٹے عبداللہ سے ہوئی۔ ان کے بطن سے علی، عون، اکبر، عباس، محمد اور ام کلثوم صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ حضرت زینب بڑی عقل مند، ذی فہم، فطین، دلیر اور کریم النفس خاتون تھیں۔

آپ نجیب الطرفین ہیں۔ ان کے نانا محمد رسول اللہ ﷺ، والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ خاندن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ (عالم فاضل صحابی)، بھائی حسن و حسین رضی اللہ عنہما (سید شباب اہل الجنة)، چچا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (بہادر صحابی)، نانی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا، دادی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا (صحابیہ) والدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ہم شیرام کلثوم رضی اللہ عنہا (بنت علی رضی اللہ عنہ) ہیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے الاصابہ (۳/ ۳۱۳-۳۱۵) میں ان کا تذکرہ القسم

الثانی میں کیا ہے۔

● نبی اکرم ﷺ کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا۔ (اسد الغابہ: ۸۴۱/۳، ۸۴۲)

● ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں صحابیات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ القسم الاول، القسم الثانی، القسم الثالث اور القسم الرابع کے تحت کیا ہے۔ القسم الاول میں ان افراد کا تذکرہ ہے جن کی صحابیت کی صراحت ملتی ہے۔ القسم الثانی میں صحابہ و صحابیات کے ان بچوں کا تذکرہ ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہو چکے تھے مگر وہ ابھی سن رشد کو نہیں پہنچے تھے کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا، ان بچوں کو ظن غالب کی بنا پر اور الحاقی طور پر صحابہ و صحابیات میں شمار کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ مسلمانوں کے

زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے دونوں بیٹوں عون و محمد کی شہادت کے تقریباً ایک سال بعد ۶۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

داستان ظلم

کربلا میں ان کے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔
شہادت حسین رضی اللہ عنہ سے تقریباً اکیس برس پیشتر ان کے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی کوفہ کی جامع مسجد میں شہید کر دیا گیا تھا۔ ❁



❁ نومولود بچوں کو گھٹی دیتے اور ان کے لیے برکت کی دعا بھی کرتے تھے۔ ان بچوں کی روایات روایات مراسل شمار ہوتی ہیں، اس لیے حافظ صاحب نے ان کا تذکرہ القسم الاول سے علیحدہ کیا ہے۔ القسم الثالث میں مضمین ہیں جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور اسلام کا بھی مگر یہ ثابت نہ ہو سکا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے ملے تھے یا انہوں نے آپ کو دیکھا تھا۔ خواہ وہ آپ کی حیات طیبہ میں اسلام قبول نہ کیا ہو یا اسلام قبول کر چکے ہوں یہ صحابہ نہیں ہیں۔ القسم الرابع میں ان اشخاص کا تذکرہ ہے جنہیں سیرت صحابہ سے متعلق کتب میں وہم اور غلطی سے صحابی شمار کیا گیا ہے۔ جن کے بارے میں وہم بالکل واضح ہے ان کا تذکرہ انہوں نے القسم الرابع میں کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے الاصابة کا خطبۃ الكتاب: ۱/ ۶-۹)

❁ دیکھیے اسد الغابۃ: ۳/ ۸۴۱۔



مبحث سوم

بیٹوں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہن

اولاد سے محبت کسے نہیں ہوتی، اس محبت کو ذہن میں رکھ کر
 غور کیجیے کہ اس ماں کے دل پر کیا گزرتی ہوگی جس کے نور
 نظر کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اگر وحشت ناک
 طریقے سے قتل کیا گیا ہو تو ماں کی تکلیف اور کرب میں
 مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض صحابیات
 ایسی بھی ہیں جن کے بیٹوں کو قتل کر دیا گیا۔ بطور مثال چند
 ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔



اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

(اسماء: بلند علامت)

تعارفی کلمات

آپ عمیس بن معد کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ہند یعنی خولہ بنت عوف بن زہیر ہیں۔ اسماء بنت عمیس رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ گئیں جہاں آپ کے عبد اللہ، محمد اور عون پیدا ہوئے، جمادی الاولیٰ ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہو گئے، حضرت جعفر کی شہادت کے بعد ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور ان سے آپ کے ذوالخلفہ میں ۱۰ھ میں محمد پیدا ہوئے، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ان کی وصیت کے مطابق انہیں ان کی اہلیہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ ❁

❁ ارقم سے مراد ارقم بن ابوالارقم (عبد مناف بن اسد) صحابی ہیں، ان کا گھر صفا پر تھا۔ اسی گھر میں آپ نے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ دار ارقم میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے (دیکھئے مستدرک حاکم ۳/ ۵۰۲، ۵۰۳) اعلان نبوت کے تیسرے چوتھے سال آپ علانیہ دعوت کا آغاز کر چکے تھے۔ جو لوگ بھی اسلام قبول کرتے وہ یہاں آ کر کرتے تھے، مسلمان تقریباً تین سال دار ارقم میں درس و تدریس کرتے اور اسلامی تعلیمات کا پرچار کرتے رہے نبی اکرم ﷺ ان کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ یہاں نمازیں ادا کی جاتیں۔ آخری شخص جس نے دار ارقم میں اسلام قبول کیا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان دار ارقم سے باہر نکل آئے۔ کتب حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ اس کے لیے دیکھیے (صحیح بخاری، ح: ۳۶۸۴)

❁ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۲۲ اور ۲۳ جمادی الثانیہ کی درمیانی شب (منگل کی رات) بعد از نماز مغرب ۱۳ھ کو عمر ۶۳ سال انتقال فرمایا۔ اور قبل از عشاء تدفین عمل میں آئی۔

❁ اس سے معلوم ہوا کہ یہی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔ عبد اللہ بن ابی بکر بیان کرتے ہیں ❁

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اسماء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔ ان سے ان کے بیٹے اور عون پیدا ہوئے۔

بعض نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسٰی رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صرف ایک بیٹا یعنی پیدا ہوا دو بیٹوں کا ذکر صرف واقدی نے کیا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت (۴۰ھ) کے وقت بقید حیات تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کئی احادیث بھی مروی ہیں۔

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسماء کو مصیبت اور بیماری میں پڑھنے کے لیے ایک دعا بھی سکھائی تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا لِي أَرَى أَجْسَامَ بَنِي أَخِي ضَارِعَةً تُصِيبُهُمُ الْحَاجَةُ))

”کیا سبب ہے کہ میں اپنے بھائی (جعفر بن ابوطالب) کے بچوں کو دبلا پاتا ہوں کیا وہ بھوکے رہتے ہیں؟“ اسماء نے عرض کیا: نہیں، انھیں نظر بہت جلد لگ جاتی ہے۔

ان اسماء بنت عمیس غسّلت ابا بکر الصديق حين توفي ثم خرجت فسال من حضرها من المهاجرين فقالت: انى صائمة و ان هذا يوم شديد البرد فهل علق من غسل؟ فقالوا لا (موطا امام مالك، كتاب الجنائز، باب غسل الميت) ”جب ابوبکر صدیق فوت ہوئے تو انھیں اسماء بنت عمیس نے غسل دیا، پھر آپ نے تمام موجود مہاجرین سے پوچھا کہ میرا روزہ ہے اور آج سخت ٹھنڈا دن ہے کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔“ اس روایت سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا طلی روزے بھی رکھتی تھیں۔ واللہ اعلم۔

یہ سہارے شادی کرنا اسلامی نقطہ نظر سے قطعاً معیوب نہیں، اسے تو معاشرتی زندگی کی بہتری کی خاطر سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔

طبقات: ۸/ ۳۵۸، ۳۶۰۔

اسد الغابة: ۳/ ۷۵۸، الاستيعاب: ۴/ ۲۳۱۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۶۔

سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۷۔ آپ سے ساٹھ احادیث مروی ہیں۔

ایضاً۔ مسند احمد: ۶/ ۳۶۹۔

آپ نے فرمایا: ((أَرْقِيهِمْ)) ”انہیں کوئی دم کر!“

فرماتی ہیں: میں نے ایک دم کے بارے میں آپ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: انہیں (یہی) دم کر۔ ❊

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بعض بیماریوں کی تشخیص بھی کر لیتی تھیں۔ ❊
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خوابوں کی تعبیر بھی جانتی تھیں
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حضرت عمر اکثر ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے۔ ❊
داستان ظلم

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے فرزند محمد بن ابوبکر ❊ کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ حافظ ابن
حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمَّا بَلَغَهَا قَتْلُ وَلَدِهَا مُحَمَّدٍ بِبَصْرَ قَامَتْ إِلَى مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَ
كَطَبَتْ غَيْظَهَا حَتَّى شَحِبَ لَوْدِيَاهَا دَمًا ❊

❊ صحیح مسلم: الصيام، استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة: ح
۵۷۲۶۔

❊ صحیح بخاری: ۸۵۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی، مسند احمد: ۶/۴۳۸۔

❊ الاصابة: ۴/۲۲۵، تہذیب التہذیب: ۱۲/۳۹۹۔

❊ ان کی ولادت ۱۰۰ھ (۱۰۰ھ) کے موقع پر ذوالقعدہ کی ۲۵ تاریخ کو ہوئی۔ نبی ﷺ نے حضرت
اسماء سے فرمایا کہ اسے نہانے کے بعد تصحیح و جلیل کی اجازت ہے لیکن جب تک پاک نہ ہو کہہ کا طواف نہ
کرے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد محمد بن ابی بکر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ریب ہو گئے تھے اور جنگ جمل
وصین میں انہی کے طرفدار رہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا۔
جب انہیں قتل کرنے کے لیے ان کے محل میں داخل ہوئے تو خلیفہ (عثمان رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اگر تیرا باپ
تجھے اس حالت میں دیکھتا تو اسے تیری اس حرکت پر رنج ہوتا چنانچہ وہ علیحدہ ہو گئے اور محل سے باہر نکل
گئے۔ آپ رمضان ۳۷ھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے والی مقرر ہوئے اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہیں قتل ہوئے۔ (اسد الغابۃ: ۳/۱۴۰، الاصابة: ۳/۴۵۱)
❊ الاصابة: ۴/۲۲۵، ۲۲۶۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/۳۹۹۔

جب انہیں اپنے بیٹے محمد کے مصر میں قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ اپنے گھر کی جائے نماز پر کھڑی ہو گئیں، اپنے غیظ و غضب پر کنٹرول کرتی رہیں حتیٰ کہ ان کی چھاتیوں سے خون بہنے لگا۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علی کی شہادت کے بعد عمرو بن عاص نے مصر پر حملہ کیا تو محمد بن ابوبکر کو شکست ہو گئی تو انہوں نے بھاگ کر ایک غار میں پناہ لی، پکڑے گئے اور قتل کر دیے گئے اور ان کی میت کو ایک مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق انہیں معاویہ بن خدیج نے قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص نے انہیں بھوکا رکھ کر ہلاک کیا۔ جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھائی کی وفات کا علم ہوا تو انہیں سخت دکھ ہوا اور فرمایا ”میں مرحوم کو اپنا بھائی اور بیٹا سمجھتی ہوں۔“

اس واقعے سے ان پر ہونے والے ظلم کی شدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پھر شدید غصے کے باوجود صبر و استقلال کا مظاہر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مضبوط اعصاب کی مالک خاتون تھیں۔ انتہائی دکھ اور کرب میں بھی نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا بھی یہی طریقہ مبارک تھا کہ آپ مشکل حالات میں نماز کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو یہی حکم دیا ہے۔ ❁



خلیدہ بنت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہا

(خلیدہ: سدا رہنے والی)

تعارفی کلمات

آپ قیس بن ثابت بن خالد بن شمع دھانی کی صاحبزادی ہیں آپ سے ایک سردار براء بن معرور سلمیٰ نے نکاح کیا۔ جن سے آپ کے بشر بن براء پیدا ہوئے۔ اسی لیے آپ ﷺ کی کنیت ام بشر ہے۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ کی بیعت کی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت بھی کی ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی وفات کے موقعہ پر بقید حیات تھیں۔

داستان ظلم

خیبر کے جملہ قلعوں کی فتح اور ان پر مجاہدین اسلام کے مکمل قبضے کے بعد وہاں کے یہودیوں کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا جس میں زہر ملا یا گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس زہریلے گوشت کے اثرات

بشر بن براء بن معرور بیعت عقبہ اور بدر واحد میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور واقعہ بن عمرو بن ہشام کے درمیان مواخات کرا دی۔ فتح خیبر کے وقت ۷ھ میں زہر آلود گوشت کھانے سے ان کی وفات ہوئی۔ (اسد الغابہ: ۱/ ۲۷۵) طبقات: ۸/ ۳۸۴، ۳۸۵۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری ہدیہ میں پیش کی گئی۔ (ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے پیش کی تھی) جس میں زہر ملا ہوا تھا، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو۔ چنانچہ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس جمع کیے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے ایک بات پوچھوں گا کیا تم مجھے صحیح صحیح بات بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم! پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ←

تادم آخر محسوس کئے جبکہ یہ زہر آلود گوشت کھانے سے بشر بن براء وفات پا گئے۔
ابتداء میں نبی اکرم ﷺ نے یہودیہ کو معاف کر دیا تھا مگر جب زہر آلود گوشت کھانے سے حضرت بشر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو آپ ﷺ نے اسے قصاص میں قتل کروا دیا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ سنن بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں: اس گوشت کے اثر سے بشر بن براء کے وفات پا جانے پر آنحضرت ﷺ نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور وہ قتل کر دی گئی۔ ❀



◀ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو تمہارا پردادا تو فلاں ہے۔ اس پر وہ بولے کہ آپ نے سچ فرمایا، درست فرمایا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کیا اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم مجھے سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم! اور اگر ہم جھوٹ بولیں بھی تو آپ ہمارا جھوٹ پکڑ لیں گے جیسا کہ ابھی ہمارے پردادا کے متعلق آپ نے ہمارا جھوٹ پکڑ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دوزخ والے کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: کچھ دن کے لیے تو ہم اس میں رہیں گے پھر آپ لوگ ہماری جگہ لے لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اس میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو گے، واللہ! ہم اس میں تمہاری جگہ کبھی نہیں لیں گے۔ آپ نے بھران سے دریافت کیا: اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو تم مجھے اس کے متعلق صحیح صحیح بتا دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا، انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں اس کام پر کس جذب نے آمادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے ہوں گے تو آپ کو نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔ (صحیح بخاری، الطب، ما یذکر فی سیم النبی ﷺ، ح: ۵۷۷۷، الجزية والموادعة، اذا غدر المشركون بالمسلمين هل يعفى عنهم، ح: ۳۱۶۹، المغازی، معاملة النبی ﷺ اهل خیبر، ح ۴۲۴۹۔ البداية والنهاية: ۴/ ۱۶۴، ۱۶۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو زہر دے کر مار ڈالنا بھی قتل عمد ہے۔ (اگر درمیان معاف نہ کریں اور نہ دیت لینے پر رضامند ہوں تو) اس میں بھی قصاص لازم آتا ہے۔
البداية والنهاية: ۴/ ۱۶۵، ۱۶۶۔ ❀

زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا

(زینب: حسین، مہک دار پودا)

تعارفی کلمات

آپ ابوسلمہ بن عبدالاسد کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ام المومنین ام سلمہ بنت ابوامیہ ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن زمعہ بن اسود نے شادی کی جن سے عبدالرحمن، یزید، وہب، ابوسلمہ، کبیر، ابو عبیدہ، قریبہ، ام کلثوم اور ام سلمہ نو بچے ہوئے۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق نے زینب بنت ابوسلمہ کو دودھ پلایا تھا۔ آپ کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے زینب سے بدل دیا۔ ❊

حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ ❊ ہیں۔ جب حضرت ام سلمہ آپ ﷺ کے عقد میں آئیں اس وقت حضرت زینب شیر خواری کے ایام میں تھیں۔ ❊ نبی ﷺ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو فرماتے: اَیْنَ زُنَابُ؟ زینب کہاں ہے؟ ❊ بعض دفعہ جب حضور ﷺ غسل کرتے تو زینب آپ کے پاس آتیں ❊ آپ پانی کی پھوار ان کے منہ پر مارتے اور فرماتے کہ واپس چلی جاؤ (اس کی برکت تھی کہ)

❊ طبقات: ۸/ ۴۸۰، ۴۸۱۔

❊ ربیبہ بیوی کی بیٹی کو کہتے ہیں۔ (اگر بیٹا ہو تو اسے ربیب کہتے ہیں) اس کی تربیت چونکہ دوسرا خاوند کرتا ہے اس لیے اسے ربیبہ کہتے ہیں۔ ربیبہ کی جمع ربائب ہے، قرآن مجید میں ہے: ﴿وَرَبَّائِهِمُ الْيَتٰی فِیْ حُبْرُوٰکُمْ﴾ (النساء: ۴/ ۲۳) ”اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے۔“ (سے نکاح کرنا بھی تم پر حرام ہے)

❊ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۰۔

❊ الاصابۃ: ۴/ ۴۴۰۔ ❊ وہ اس وقت اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہو گئی تھیں۔

انتہائی بڑھاپے میں بھی ان کے چہرے کی رونق بحال تھی۔ آخر وقت تک ان کے چہرے پر (کبرسنی کے اثرات کے بجائے) شباب کی رنگت جھلکتی تھی۔ ❀

حضرت زینب سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ ❀ آپ اپنے زمانے کی جلیل القدر فقیہ (عالمہ فاضلہ) خاتون تھیں۔ ❀ حضرت زینب ۷۳ھ میں فوت ہوئیں، اس وقت طارق (بن عمرو) مدینہ کے والی تھے۔ عبداللہ بن عمر بھی ان کے جنازے میں شریک تھے۔ ❀ حضرت زینب کا جنازہ صبح کی نماز کے بعد لایا گیا اور بقیع میں رکھ دیا گیا۔ طارق صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھایا کرتے تھے۔ ❀ عبداللہ بن عمر نے ان کے وارثوں سے کہا: ابھی نماز جنازہ پڑھ لویا پھر جب تک سورج بلند نہ ہو جائے نہ پڑھنا۔ ❀

داستان ظلم

زینب بنت ابوسلمہ کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کی لاشیں ماں کے سامنے لا کر رکھ دی گئیں۔ ابن اثیر لکھتے ہیں: یوم الحرة ❀ کو جب اہل مدینہ قتل کیے جا رہے ہیں تو ان کے

❀ اسد الغابۃ: ۸۴۸/۳، الاصابۃ: ۴/۳۱۱، الاستیعاب: ۴/۲۱۲، ۲۱۳۔

❀ سیر اعلام النبلاء: ۲۰۰/۳۔

❀ اسد الغابۃ: ۸۴۱/۳، الاصابۃ: ۴/۳۱۱، الاستیعاب: ۴/۳۱۳۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/۴۲۱، ۴۲۲۔

❀ تہذیب التہذیب: ۱۲/۴۲۱۔

❀ نبی اکرم ﷺ نماز فجر اندھیرے میں ہی پڑھاتے تھے۔ لہذا آپ کے ماننے والوں کا عمل بھی یہی ہونا چاہیے۔ طارق صحابہ رسول ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ ❀ طبقات: ۸/۴۸۱۔

❀ یہ ۲۷ ذوالحجہ ۶۳ھ کا انتہائی آفسوسناک واقعہ ہے، اہل مدینہ نے یزید کو معزول کر دیا اور اس کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ یزید نے انہیں کچلنے کے لیے مسلمہ بن عقبہ مزنی کی سرکردگی میں کئی ہزار فوج بھیجی۔ مسلم بن عقبہ جب اپنی فوجوں کے ہمراہ مدینہ پہنچا تو اہل مدینہ نے بنی امیہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ عبدالملک بن مروان کے مشورہ کے مطابق وہ حرہ میں اترا۔ وہ تین روز تک لوگوں کو مسلسل سمجھاتا رہا اور انہیں صلح کی دعوت دیتا رہا مگر وہ جنگ پر ہی مصر تھے۔ شدید جنگ کے نتیجے میں اہل مدینہ نے شکست کھائی اور فریقین کے بہت سے سادات و اعیان قتل ہوئے جن میں حضرت عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتوں بیٹے ❀

مقتولین میں ان کے دونوں بیٹے بھی شامل تھے، جب ان کی لاشیں ان کے سامنے لائی گئیں تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ کہنے لگیں کہ بلاشبہ مجھے ان دونوں کا بڑا دکھ ہے مگر اس کا دکھ اس دوسرے کے دکھ سے سوا ہے کیونکہ یہ بے چار اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یزیدی اندر گھس آئے اور اسے بلاوجہ قتل کر دیا۔ اس دوسرے نے البتہ دشمن پر ہاتھ اٹھایا تھا اور جنگ کی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ اس وجہ سے وہ کس حد تک قصور وار تھا۔ دونوں بھائی عبداللہ بن زمعہ کے بیٹے تھے۔ ❀

صاحب الاستیعاب لکھتے ہیں:

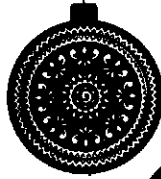
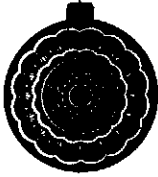
لما كان يوم الحرة قتل اهل المدينة فكان فيمن قتل ابنا زينب ربيبة رسول الله ﷺ فحملا ووضعا بين يديها مقتولين فقالت انا لله وانا اليه راجعون- والله ان المصيبة على فيهما لكبيرة وهي على في هذا اكبر منها في هذا، اما هذا فجلس في بيته فكف يده فدخل عليه و قتل مظلوما و انا ارجو له الجنة واما هذا فبسط يده فقاتل حتى قتل فلا ادرى على ما هو من ذلك فالمصيبة به على اعظم منها في هذا۔ ❀



← سامنے قتل ہو گئے۔ بہت سے قراء قتل ہو گئے۔ لوگوں کے اموال لوٹ لیے گئے۔ مسلم بن عقبہ جس شخص کو پاتا اسے قتل کر دیتا۔ سادات صحابہ، جن میں جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ ان ساری سرگرمیوں سے علیحدہ ہو گئے۔ ان میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے علی بن حسین (زین العابدین) بھی تھے۔ اسی سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا۔ مدینہ میں شدید فتنہ و فساد برپا ہو چکا تھا۔ زہری سے لوگوں نے پوچھا کہ یوم حرہ میں کتنے لوگ قتل ہوئے تو انہوں نے کہا: انصار و مہاجرین میں سے سات سو سرکردہ لوگ اور موالی کے سرکردہ لوگ اور آزاد و غلام۔ میں نہیں جانتا وہ دس ہزار تھے۔ (وکیعۃ البدایۃ والنہایۃ: ۸/ ۲۷۷، ۲۸۵)

اسد الغابۃ: ۳/ ۸۴۱۔ ❀

❀ الاستیعاب: ۴/ ۳۱۳۔ ترجمہ تقریباً وہی ہے جو اوپر اسد الغابہ کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے۔



مبحث سوم

بیٹوں سے محروم کی جانے والی صحابیات رضی اللہ عنہا

والدین انسان کے دنیا میں وجود میں آنے کا ذریعہ ہیں۔
 عموماً اولاد اپنے والدین کے سایہ عاطفت میں ہی پروان
 چڑھتی ہے۔ والدین کے احسانات کو تسلیم کرنے والی نیک
 اولاد اپنے والدین کو صحت و عافیت میں دیکھ کر مسرت محسوس
 کرتی ہے۔ دنیا کی بہت سی نعمتیں اور بہاریں اولاد کو اپنے
 والدین کی بدولت ہی حاصل ہوتی ہیں۔ لہذا اولاد کے جیتے
 جی اگر والدین کو کوئی گزند پہنچے تو اس کا برداشت کرنا اولاد
 کے لیے آسان نہیں ہوتا۔ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کو اس قسم
 کے صدمے برداشت کرنے پڑے کہ ان کے والدین کو
 بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔



ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا (ام کلثوم: پرکشش)

تعارفی کلمات

آپ کی ولادت تقریباً ۶ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ * ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ * مہر چالیس ہزار درہم مقرر کیا گیا۔ اور ان کی شہادت تک آپ انہی کے نکاح میں رہیں۔ حضرت عمر سے آپ کے رقیہ اور زید دو بچے پیدا ہوئے، پھر آپ سے عون بن جعفر بن ابوطالب نے نکاح کیا اور پھر محمد بن جعفر نے، جب حضرت ام کلثوم کی بہن زینب بنت علی رضی اللہ عنہا جو عبد اللہ بن جعفر کے نکاح میں تھیں، فوت ہو گئیں تو حضرت ام کلثوم نے محمد بن جعفر کی وفات کے بعد عبد اللہ بن جعفر سے نکاح کیا اور ان کی حیات میں ہی وفات پائی۔ *

ان تینوں بھائیوں سے حضرت ام کلثوم کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ *

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے نکاح اس لیے کیا تاکہ دیگر تعلقات اور رشتہ دہانی کے علاوہ خاندان نبوت سے ان کا سرسالی رشتہ بھی قائم ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رشتے کے موقع پر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

((كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِي)) *

سیر اعلام النبلاء: ۵۰۰/۳۔

یہ ذوالقعدہ ۱۷ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت (۴۰ھ) کے وقت یہ بھی بعید حیات تھیں۔

طبقات: ۸/۴۸۲۔

سیر اعلام النبلاء: ۵۰۲/۳۔

مستدرک حاکم: ۱۴۲/۳، طبقات: ۸/۴۸۲۔ سیر اعلام النبلاء: ۵۶۰/۳۔

”روز قیامت تمام نسب اور تعلق کے رشتے ختم ہو جائیں گے سوائے میرے تعلق اور نسب کے۔“

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

((إِنَّ الْأَنْسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ غَيْرَ نَسَبِيَّ وَنَسَبِيَّ وَصَهْرِيَّ)) ❀

”قیامت کے دن تمام تعلقات نسب اور سسرال کے رشتے ختم ہو جائیں گے مگر میرا تعلق، نسب اور سسرال کا رشتہ علیٰ حالہ باقی رہے گا۔“

ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی زیارت تو کی ہے مگر کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ ❀ وہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت چھوٹی بچی تھیں۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دہی انسانیت کی خدمت کر کے اجر کمانے میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ اسلم کا بیان ہے کہ ایک شب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے بیرونی حصے میں گیا تو ہمیں ایک بالوں کا خیمہ نظر آیا، ہم اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک عورت دروزہ میں جتلا ہے اور رو رہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں ایک عرب عورت ہوں اور میرے پاس کوئی چیز نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور دوڑتے ہوئے اپنے گھر واپس آئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا آپ کو اس اجر میں کچھ دلچسپی ہے جسے اللہ آپ کے پاس لے آیا ہے اور انہیں سارا واقعہ بتایا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں، پس آپ نے اپنی پشت پر آٹا اور چربی اٹھائی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ولادت کے مناسب حال چیزیں اٹھائیں اور دونوں آگئے، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا عورت کے پاس چلی گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے خاوند، جو آپ کو نہیں جانتا تھا، کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا، یا امیر المومنین اپنے ساتھی کو بچے کی بشارت دیجیے، جب اس شخص نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو اس بات کو بڑا خیال کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس معذرت

❀ مسند احمد: ۴/ ۳۲۲۔ اسد الغابۃ ۳/ ۱۰۱۷۔

❀ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۵۰۰۔

کرنے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر کوئی خوف نہیں، پھر آپ نے ان کو اخراجات اور ان کی ضرورت کی اشیاء پہنچا دیں اور واپس آ گئے۔ ❊

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ ان دنوں سعید بن العاص مدینہ کے امیر تھے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کا بیٹا زید ایک ہی دن میں فوت ہوئے۔ زید ایک دن بنو عدی کے ایک جھگڑے میں صلح کرانے کے لیے ان کے ہاں گئے، رات کے اندھیرے میں کسی شخص نے ان کے سر پر ضرب لگائی جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور وہ گر پڑے اور کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گئے۔ وہ دور جوانی میں فوت ہو گئے اور ساتھ ہی ان کی والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ اپنے بھائی زید اور ام کلثوم دونوں کی نماز جنازہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ انہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے آگے کیا تھا۔ زید کا جنازہ امام کی جانب جبکہ ام کلثوم کا جنازہ زید سے آگے قبلہ کی جانب رکھا گیا ❊ اور دونوں پر چار تکبیریں کہیں، ابن عمر کے پیچھے حضرات حسن، حسین پسران محمد بن حنفیہ، علی، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر بھی تھے۔ ❊

حضرت ام کلثوم اور زید میں کوئی بھی کسی کا وارث نہیں ہوا کیونکہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس کی وفات پہلے ہوئی۔ ❊

داستان ظلم

ان کا بیٹا زید زخمی حالت میں ان کے سامنے رہا۔ ایک صدمہ یہ تھا کہ قبل ازیں ان کے شوہر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کیا جا چکا تھا۔ ایک صدمہ والد کے قتل کا بھی تھا۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حمیم الرباب قوم کے ایک شخص وردان، عبدالرحمن بن ملجم اور شیب بن مجدة الاشجعی الحروری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ جس کے لیے انہوں نے ۱۷ رمضان

❊ البدایہ والنہایہ: ۱۸۳/۷۔

❊ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہو تو مرد کا جنازہ امام کی طرف ہونا چاہیے۔

❊ سیر اعلام النبلاء: ۵۰۲/۳، طبقات ۸/۸۳۳۔ ۴۸۴۔

❊ الاستیعاب: ۴/۶۶۹۔

جمعہ کی شب طے کی، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو شعیب نے آپ کو تلواریں ماری تو وہ طاقے میں لگی اور ابن ملجم نے آپ کے سر پر تلواریں ماری تو خون آپ کی داڑھی پر بہہ پڑا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آواز دی، اسے پکڑو، اور وردان بھاگا تو حضرت موت کے ایک شخص نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور شعیب نے بھاگ کر جان بچائی اور لوگوں سے آگے نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کو آگے کیا اور انہوں نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لایا گیا اور ابن ملجم کو بھی آپ کے پاس لایا گیا اور اس کی ٹھکیں باندھ کر آپ کے سامنے کھڑا کیا گیا، آپ نے اسے کہا اے دشمن خدا کیا میں نے تم سے حسن سلوک نہیں کیا؟ اس نے کہا بے شک، آپ نے فرمایا تجھے اس کام پر کس بات نے آمادہ کیا ہے، اس نے کہا میں نے چالیس روز اسے تیز کیا ہے اور اللہ سے دعا کی ہے کہ وہ اس سے اس کی مخلوق کے بدترین آدمی کو قتل کرے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا، میں بھی تجھے اس سے مقتول دیکھتا ہوں اور تجھے اللہ کی مخلوق کا بدترین آدمی پاتا ہوں، پھر آپ نے فرمایا:

اگر میں مر جاؤں تو تم اسے قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں بہتر جانتا ہوں کہ میں اس سے کیا کروں گا۔

جندب بن عبد اللہ نے کہا: امیر المومنین! اگر آپ فوت ہو جائیں تو ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں؟

آپ نے فرمایا:

میں نہ تمہیں حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں تم بہتر سمجھتے ہو۔ ❁

اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ بکثرت لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے لگے اور اس کے سوا آپ کچھ نہ بولتے تھے، بیان کیا گیا ہے کہ سب سے آخر میں آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

(الزلزال : ۸، ۷، ۹۹)

ابن ملجم جب پکڑا گیا تو اسے ام کلثوم بنت علی کہنے لگیں کہ اے دشمن خدا تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا وہ (بد بخت) بولا:

نہیں، میں نے تو تمہارے باپ کو قتل کیا ہے۔ ام کلثوم نے کہا: اللہ کی قسم! میں امید رکھتی ہوں کہ امیر المومنین کو (اس زخم سے) کوئی نقصان نہ پہنچے گا اس (کج بخت) نے کہا: پھر تم کیوں روتی ہو؟ پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس تلوار کو ایک مہینہ تک زہر میں بجھایا ہے اگر اب بھی یہ مجھے دھوکہ دے گئی تو اللہ اسے غارت کرے۔ ❀

حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز بوقت سحر ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں قتل ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ رات کے وقت پڑھی گئی اور قصر امارت کے پاس کوفہ میں دفن کیے گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو بلایا تو ابن ملجم نے آپ سے کہلا میں آپ کے سامنے ایک بات پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے حطیم کے پاس اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گا یا ان کے درے مر جاؤں گا، اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں گا اور اگر میں انہیں قتل نہ کر سکا یا انہیں قتل کر دیا اور میں زندہ رہا تو مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دوں گا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو گا حتیٰ کہ تو دوزخ کو دیکھے، پھر آپ نے اسے آگے کیا اور قتل کر دیا، پھر لوگوں نے اسے پکڑ کر چٹائیوں میں لپیٹ دیا اور پھر اسے آگ سے جلا دیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ ❀



ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا (حفصہ: شیرنی)

تعارفی کلمات

آپ عمر بن خطاب بن نفیل کی صاحبزادی ہیں، آپ بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ زینب، عثمان بن مظعون کی بہن ہیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے خنیس بن حذافہ سہمی نے نکاح کیا۔ انہی کے ساتھ انہوں نے ہجرت مدینہ کی۔ غزوہ بدر سے واپس آ کر حضرت خنیس رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ ❁

شعبان ۳ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ سے شادی کی۔ ❁
ایک دفعہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ حفصہ کی طرف رجوع کر لیجیے (طلاق نہ دیجیے) کیونکہ وہ دن کثرت سے روزے دار اور شب بیدار رہنے والی خاتون ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔ ❁

بقی بن مخلد کی مسند میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۶۰ حدیثیں مروی ہیں، چار احادیث

طبقات: ۱۰۹/۸۔

سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۳۰۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً بیس سال تھی۔ آپ اپنے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے چھ سال بڑی تھیں۔

مستدرک حاکم: ۴/۱۵۰۔ آپ جنت میں بھی نبی ﷺ کی رفیقہ حیات ہوں گی۔ اس کے لیے دیکھیے: سنن ابوداؤد، ح ۲۲۸۳، سنن ابن ماجہ، ح: ۲۰۱۶، ایسی ہی ایک صحیح حدیث سنن نسائی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

متفق علیہ ❁ جبکہ چھ احادیث میں امام مسلم منفرد ❁ ہیں۔
شفاء نامی ایک خاتون چیونٹی کے کاٹے کا دم جھاڑ جانتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے
اسے فرمایا کہ یہ دم کرنے کی دعا حفصہ کو بھی سکھا دو۔ ❁

آپ کو دین میں تفقہ حاصل تھا۔ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم: ۱۹/۷۱)

”تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا۔“

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہاں لیکن یہ بھی تو ہے:

﴿ثُمَّ نَنْفِخُ فِي الْنُّفُوسِ الَّتِي نَكَّدُ الظُّلُمِينَ فِيهَا حُسْبًا﴾ (مریم: ۱۹/۷۲)

”پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانووں پر گرا ہوا
چھوڑ دیں گے۔“ ❁

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ ❁

آپ ﷺ کی طبیعت میں قدرے تیزی پائی جاتی تھی اور کبھی کبھی اپنے شوہر (نبی
اکرم ﷺ) سے دو بدو گفتگو کر لیتیں۔ ان کے باپ (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کو پتہ چلا تو انہوں نے

صحیح بخاری، الاذان، الاذان بعد الفجر، صحیح مسلم: ۷۲۳، صحیح

بخاری، الحج، ما يقتل المحرم من الدواب، مسلم: ۱۲۰۰، صحیح

بخاری، الحج، بیان ان القارن لا يتحلل.....

صحیح مسلم: ۶۳، ۶۴، ۷۳۳، ۱۱۰۷، ۱۴۹۰، ۲۸۸۳، ۲۹۳۲۔

سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۳۰۔

طبقات: ۸/۱۱۳، مسند احمد: ۶/۲۸۶۔

مسند احمد: ۶/۲۸۵۔

صحیح مسلم، الفتن، ذکر ابن صیاد، ح: ۷۳۵۹، مسند احمد: ۶/۲۸۳۔

اپنی بیٹی کو سمجھایا بلکہ سختی سے روک دیا۔ ❀

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات جناب حفصہ کے لیے غابہ میں کچھ مال کی وصیت کی تھی۔ جب وہ فوت ہونے لگیں تو انہوں نے وہی مال اپنے بھائی کے نام وصیت کر دیا کہ وہ مال فی سبیل اللہ صدقہ کر دیا جائے۔ ❀

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا انتقال شعبان ۳۵ھ ❀ عہد معاویہ میں ۶۰ سال کی عمر میں ہوا، مدینہ کے حاکم مروان بن حکم نے موضع جنازہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن کیے جانے تک وہاں بیٹھے رہے۔ جنازے میں ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں عبداللہ، عاصم پسران عمر اور سالم، عبداللہ، حمزہ پسران عبداللہ بن عمر اترے تھے۔ ❀

داستان ظلم

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ ۲۳ھ کی چار راتیں باقی تھیں کہ آپ پر ابولؤلؤ فیروز نے خنجر سے حملہ کر دیا۔ آپ زخموں کی تاب نہ لا کر کیم محرم ۲۴ھ کو جام شہادت نوش کر گئے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ۲۳ھ کے حج سے فارغ ہوئے اور کشادہ نالے میں فروکش ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شکایت کی کہ وہ عمر رسیدہ ہو گئے ہیں اور ان کی قوت کمزور ہو گئی ہے اور ان کی رعیت منتشر ہو گئی ہے اور وہ کوتاہی سے خائف ہیں اور انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ انہیں موت دے دے نیز انہیں حضرت نبی کریم ﷺ کے شہر میں شہادت سے سرفراز فرمائے، جیسا کہ صحیح میں ان سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیری راہ میں شہید ہونے اور تیرے رسول کے شہر میں مرنے کی دعا کرتا ہوں، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا

❀ دیکھیے صحیح بخاری، التفسیر، سورة التحريم، ح: ۴۹۱۳۔

❀ اسد الغابۃ: ۷۹۵/۳۔

❀ مستدرک حاکم: ۱۵/۴۔

❀ طبقات ۱۱۵/۸۔

قبول فرمائی۔ اور مدینہ نبویہ میں آپ کو شہادت سے سرفراز فرما کر دونوں باتوں کی تکمیل کر دی اور یہ ایک نہایت ہی نادر بات ہے۔ ولکن اللہ لطیف بما شاء۔

اتفاق سے مجوسی الاصل رومی گھرانے کے ابولؤلؤ فیروز نے جب کہ آپ ۲۶ ذوالحجہ کو بدھ کے روز محراب میں کھڑے ہو کر صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، آپ پر دو دھاری خنجر کا وار کیا، پس اس نے آپ پر تین وار کیے اور بعض کا قول ہے کہ چھ وار کیے، ان میں سے ایک وار آپ کی ناف کے نیچے کیا جس نے سفاق کو کاٹ دیا اور آپ دھڑام سے نیچے گر پڑے اور آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور عجمی کا فرخ خمر سمیت واپس آ گیا اور وہ جس کسی کے پاس سے گزرتا اس پر وار کر دیتا حتیٰ کہ اس نے تیرہ آدمیوں پر وار کیے جن میں سے چھ آدمی مر گئے، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس پر کوٹ پھینکا تو اس نے خودکشی کر لی، اللہ اس پر لعنت کرے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا اور آپ کے دُخم سے خون رواں تھا۔ اور یہ واقعہ طلوع آفتاب سے پہلے کا ہے۔ آپ کو ہوش آتا پھر آپ بے ہوش ہو جاتے پھر وہ آپ کے پاس نماز کا ذکر کرتے تو آپ ہوش میں آ جاتے اور فرماتے بہت اچھا، اور اس شخص کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں جو تارک نماز ہے پھر آپ نے اسی وقت نماز پڑھی پھر آپ نے اپنے قاتل کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے؟ لوگوں نے آپ کو بتایا وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولؤلؤ ہے، آپ نے فرمایا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں کروائی جو ایمان کا دعوے دار ہے اور اس نے اللہ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے ہم نے اس کے متعلق حسن سلوک کا حکم دیا تھا۔ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر روزانہ دو درہم ٹیکس مقرر کیا تھا پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے ٹیکس میں اضافہ کر دیں وہ بڑھی، نقاش اور لوہار ہے، اور آپ نے اس کے ٹیکس میں اضافہ کر دیا کہ وہ ہر ماہ ایک سو درہم ادا کیا کرے نیز آپ نے اسے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو بہت اچھی چکی بناتا ہے جو ہوا سے چلتی ہے، ابولؤلؤ نے کہا بخدا! میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا جس کے متعلق مشارق و مغارب میں لوگ باتیں

کریں گے۔ اور اس نے منگل کی شام کو پختہ ارادہ کر لیا۔ اور بدھ کی صبح کو جب کہ ذوالحجہ کے چار دن باقی تھے، آپ پر خنجر کا وار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ آپ کے بعد خلافت کا مسئلہ ان چھ آدمیوں کے مشورہ سے طے پائے گا جن سے رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت راضی تھے اور وہ چھ آدمی یہ تھے، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بعض روایات میں ہے کہ جس خنجر سے ابولؤلؤ نے امیر المومنین پر قاتلانہ حملہ کیا تھا اس کی دو نوکیں تھیں۔ وہ خوب تیز تھا، اسے زہر میں بچھایا گیا تھا۔ ❀

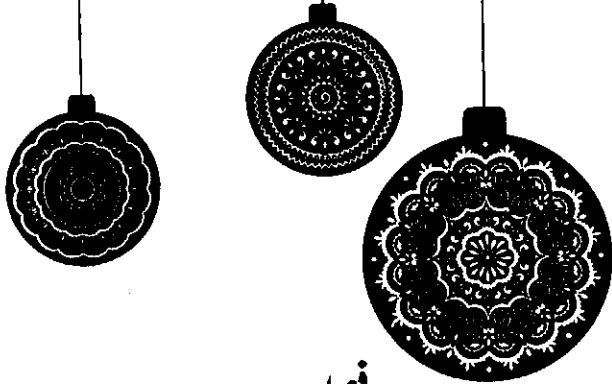
شہادت امیر المومنین کے سامنے کا ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بہت صدمہ ہوا۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا مع چند عورتوں کے آئیں، وہ تھوڑی دیر تک روتی رہیں، اتنے میں اور مرد آگئے اور انہوں نے اجازت مانگی۔ وہ پردہ میں چلی گئیں، لوگ ان کے رونے کی آواز پردہ سے سن رہے تھے۔ ❀



❀ البداية والنهاية: ۱۸۵/۷

❀ اسد الغابة: ۵۶۵/۲

❀ ايضاً



فصل دوم

انتقامی طلاق اور ظہار کا شکار ہونے والی
صحابیات رضی اللہ عنہا

انتقام کی آگ میں جلنے والوں نے بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کو
 بلاوجہ طلاق دے دی اور بعض وہ صحابیات بھی ہیں جن سے
 ان کے شوہر نے غصے میں آ کر ظہار کر لیا۔ اس فصل میں
 ایسی ہی چند صحابیات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔



ام کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا (ام کلثوم: پرکش)

تعارفی کلمات

آپ رسول اللہ ﷺ کی دختر ہیں۔ آپ کا نام امیہ ہے۔ * آپ اپنی والدہ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور اپنی بہنوں اور دیگر خواتین کے ساتھ بیعت کی سعادت حاصل کی اور جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ نے بھی ہجرت کی اور آپ ﷺ کے اہل و عیال کے ساتھ رہتی سہتی رہیں۔ *

جب رقیہ بنت رسول ﷺ کی وفات ہو گئی تو آپ ﷺ نے ربیع الاول ۳ھ میں ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا۔ *

آپ حضرت عثمان کے نکاح میں ہی تھیں کہ شعبان ۹ھ میں آپ کی وفات ہو گئی۔ * حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو میں انہیں یکے بعد دیگرے * عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔ *

حضرت ام کلثوم کو اسماء بنت عمیس، صفیہ بنت عبدالمطلب، ام عطیہ اور بعض دیگر انصاری

● مستدرک حاکم: ۴/ ۴۸۔ * طبقات: ۵۷/ ۸۔

● طبقات: ۵۷/ ۸، مستدرک حاکم: ۴/ ۴۹۔

● مستدرک حاکم: ۴/ ۴۸۔ طبقات: ۵۷/ ۸۔

● کیونکہ دو یا زیادہ بہنوں کو ایک وقت میں ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ﴿وَأَنْ تَجْعَلُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ (النساء: ۲۳/ ۴) سے ظاہر ہے۔

● طبقات: ۵۷/ ۸۔

عورتوں نے غسل دیا، نماز جنازہ ان کے والد رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی، علی، فضل، اسامہ اور ابوطلمحہ رضی اللہ عنہم قبر میں اترے۔ ❁

عورتوں کے ریشم پہننے کا جواز حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے عمل سے بھی ملتا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر ریشمین دھاری دار چادر دیکھی تھی۔ ❁

داستان ظلم

بعثت نبوی سے پہلے ام کلثوم کا نکاح عتیبہ بن ابولہب بن عبدالمطلب سے ہو گیا تھا پھر جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے تبت یدا ابی لہب و تب نازل کی تو ابولہب نے عتیبہ سے کہا اگر تو اس (محمد) کی بیٹی کو طلاق نہ دے گا تو میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں۔ چنانچہ عتیبہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی، ہنوز رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ ❁

بعض روایات میں ہے کہ عتیبہ کی ماں ام جمیل بنت حرب بن امیہ نے کہا کہ تمہاری بیوی صابی ہو گئی ہے لہذا اسے طلاق دے دو۔ ❁



❁ ایضاً: ۵۸/۸۔

❁ صحیح بخاری: اللباس، التحریر للنساء، سنن ابوداؤد: ۲۰۵۸، النسائی

۸/۱۹۷، ابن ماجہ: ۳۵۹۸۔ مستدرک حاکم: ۴/۴۹۔ طبقات: ۵۷/۸، سیر

اعلام النبلاء: ۲/۲۵۳۔

❁ طبقات: ۵۷/۸، الاصابہ: ۴/۴۶۶۔

❁ اسد الغابہ: ۳/۱۰۱۴، الاصابہ: ۴/۴۶۶۔

خولہ بنت ثعلبہ الخزرجیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا (خولہ: خادم، ہرنی، قابل منتظم)

تعارفی کلمات

آپ ثعلبہ بن اصرم کی صاحبزادی ہیں۔ آپ سے عبادہ بن صامت کے بھائی اوس بن صامت نے شادی کی۔ یہی خولہ بھگڑا کرنے والی (مجادلہ) ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔ ❁

بعض روایات میں ان کا نام خویلہ بھی آیا ہے۔ ❁

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چند احباب کے ساتھ جا رہے تھے کہ ان کا گزر ایک بڑھیا کے پاس سے ہوا، خلیفہ وہاں کھڑے ہو گئے۔ اور کچھ دیر اس سے مصروف گفتگو رہے۔ ایک رفیق نے کہا: آپ نے اس بڑھیا کی وجہ سے اتنے آدمیوں کو روک رکھا۔ خلیفہ نے کہا، تجھ پر افسوس ہے۔ تجھے معلوم نہیں یہ خاتون کون ہے؟ یہ وہ عورت ہے کہ جس کے شکوے کو اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے سنا تھا۔ ❁ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِكَ﴾ ❁ ... والی آیات نازل کی تھیں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ

طبقات: ۸ / ۴۲۲۔

تہذیب التہذیب: ۱۲ / ۴۱۷ عا لہا اس بنا پر ہے کہ نبی اکرم ﷺ خویلہ کہہ کر ان سے مخاطب ہوئے۔
اللہ تعالیٰ ہر جگہ نہیں بلکہ اوپر ہے۔

یہ سورۃ المجادلہ کی ابتدائی چار آیات ہیں، جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ”یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ سننے دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی اصلی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بے شک اللہ معاف کرنے والا اور

رات تک کھڑی رہتی تو میں بھی کھڑا رہتا۔ صرف نماز کے لیے جاتا اور پھر واپس اس کے پاس آ جاتا۔

داستان ظلم

جناب خولہ کی روایت ہے کہ میں اوس بن صامت کی بیوی تھی۔ وہ بہت بوڑھا ہونے کی وجہ سے بد اخلاق اور بد خو ہو گیا تھا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کچھ کہا۔ جب میں نے جواب دیا تو وہ بھڑک اٹھا اور کہا کہ تو میرے لیے میری ماں کی طرح ہے۔ اس پر وہ گھر سے نکل گیا اور جب اہل قبیلہ کی مجلس میں جا بیٹھا تو اسے اپنے کیے پر افسوس ہوا۔ وہاں سے واپس آیا تو اس نے مجھ سے ہم بستر ہونا چاہا، میں نے اسے صاف صاف کہہ دیا خبردار! اس وقت تک میرے قریب مت آنا جب تک ہم اس معاملہ میں اللہ اور رسول کا فیصلہ دریافت نہ کر لیں۔ میں سیدھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں گئی اور سارا واقعہ آپ کے گوش گزار کیا اور اس کی بدسلوکی اور بد اخلاقی کی شکایت کی، حضور ﷺ نے فرمایا: خولہ! تیرا خاوند، تیرا ابن عم عمر رسیدہ ہے تو اس کے بارے میں اللہ سے ڈر۔ بخدا میں حضور اکرم کی خدمت ہی میں تھی کہ حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور حسب معمول آپ پر وحی کی حالت طاری ہو گئی اور جب آپ سے وہ حالت گئی تو فرمایا: خولہ! تم دونوں کے بارے میں قرآن کی یہ فرمان نازل ہوا ہے:

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ (المجادلة: ۱/۵۸)

بعد از قراءت آیات فرمایا: اپنے خاوند سے کہو کہ وہ غلام آزاد کرے یا دو مہینے

بٹھنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کبی ہوئی بات سے رجوع کریں، تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے غلام آزاد کرتا ہے، تمہیں اس کی صحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو شخص نہ پائے (غلام) تو اس کے ذمے دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں، اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو تو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھانا ہے، یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم براری کرو، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار ہی کے لیے دکھ کی مار ہے۔“

اسد الغابہ: ۳/ ۸۱۴، الاصابہ: ۴/ ۲۸۳۔ الاستیعاب: ۴/ ۲۸۳۔

کے متواتر روزے رکھے اور یا ساٹھ مسکینوں کو ساٹھ صاع کھجور کھلائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ان تعزیرات میں سے کسی کا متحمل نہیں ہو سکتا اس پر آپ نے فرمایا: نصف کھجوریں میں دے دوں گا۔ اس نے کہا باقی ماندہ مقدار میں دے دوں گی۔ فرمایا: تو نے نہایت اچھی بات کہی۔ اب جاؤ اور اس کی طرف سے کھجوریں مساکین میں بانٹ دو اور نیز اپنے میاں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔



اسد الغابۃ: ۳ / ۸۱۳، الاصابۃ: ۴ / ۲۸۲، ۲۸۳، اصابہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے انہیں یا خویلدہ کہہ کر مخاطب کیا۔

رقیہ بنت محمد ﷺ (رقیہ: ترقی، بلندی)

تعارفی کلمات

آپ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ ان کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا مگر قبل از رخصتی طلاق ہو گئی۔ بعد ازاں حضور ﷺ نے ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت عثمان سے ان کا بیٹا عبداللہ پیدا ہوا مگر وہ بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ عبداللہ کی وفات بعمر چھ سال جمادی الاولیٰ ۴ھ میں ہوئی اسی عبداللہ کی وجہ سے حضرت عثمان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ❀

آپ اسی دن مسلمان ہو گئی تھیں جس دن آپ کی والدہ نے اسلام قبول کیا تھا، دیگر عورتوں اور اپنی بہنوں کے ساتھ انہوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی۔ ❀

حضرت عثمان نے حضرت رقیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں۔ ❀

بعد ازاں انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ❀

آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی تیاریوں میں مصروف تھے تو آپ بیمار ہو گئیں۔ آپ ﷺ ان کی خبر گیری کے لیے حضرت عثمان کو ان کے پاس چھوڑ گئے۔ آپ رمضان میں، جبکہ رسول اللہ ﷺ بدر میں تھے، فوت ہو گئیں۔ آپ کی وفات ہجرت کے سترھویں ماہ کے آغاز میں ہوئی۔ جب زید بن حارثہ

❀ اسد الغابۃ: ۲/ ۸۲۷۔ ❀ مستدرک حاکم: ۴/ ۴۷۔

❀ طبقات: ۵۵/ ۸۔ ❀ ایضاً۔

❀ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۵۱۔

بدر سے فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ آئے تو حضرت رقیہ کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بوقت وفات عمر تقریباً ۲۲ سال تھی۔

داستان ظلم

اعلان نبوت سے قبل نبی ﷺ نے حضرت رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابولہب کے ساتھ کر دیا تھا۔ جب نبی ﷺ پر سورۃ ﴿تَبَّتْ يُدَّآ اٰیٰی لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ کا نزول ہوا تو عتبہ سے ابولہب نے کہا: اگر تو اس (محمد) کی بیٹی کو طلاق نہ دے تو مجھ سے کوئی تعلق و واسطہ نہ رکھنا۔ چنانچہ عتبہ نے قبل از رخصتی کے رقیہ کو طلاق دے دی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رقیہ (اور حضرت ام کلثوم) کو طلاق دلوانے میں عتبہ و عتیبہ کی ماں ام جمیل بنت حرب بن امیہ نے بھی شوہر کا ساتھ دیا۔

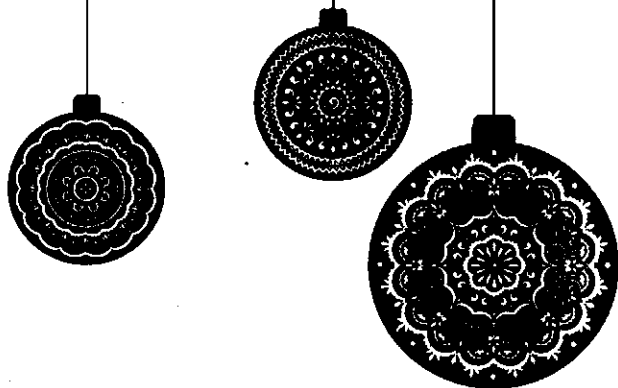


طبقات: ۵۶/۸۔

مستدرک حاکم (۴/۴۶) میں ہے کہ جب حضرت رقیہ پیدا ہوئیں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۳۳ سال تھی۔ ۲ھ تک حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً وہی بنتی ہے جو اوپر درج ہوئی۔

طبقات: ۵۵/۸۔

اسد الغابۃ: ۸۲۷/۳۔



فصل سوم

نکاح کے سلسلے میں جبر کا شکار ہونے والی
صحابیات رضی اللہ عنہا

﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَبَسْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَزْكَى لَكُمْ وَ أَظْهَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ٢/ ٢٣٢)

”اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضا مند ہوں، یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

تفصیل کے لیے دیکھیے صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی لقول اللہ تعالیٰ: فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّۙ فَدْخُلَ فِيْهِ الشَّيْبُ وَكَذٰلِكَ الْبَکْرُ وَقَالَ: وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰی يُّؤْمِنُوْا وَقَالَ: وَانْكِحُوا الْاَيَامٰی مِنْكُمْ۔

جمیل بنت یسار مزنیہ رضی اللہ عنہا (جمیل: بلیل)

تعارفی کلمات

یہ معقل بن یسار کی ہمیشہ اور یسار کی دختر ہیں۔ بعض نے ان کا نام جمیلا بھی بیان کیا ہے۔ * انہیں ان کے شوہر ابوالہداح نے طلاق دے دی تھی۔ یہ اخت معقل بن یسار کے طور پر بھی مشہور ہیں۔ *

داستان ظلم

فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ کے بارے میں معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ اس نے اسے طلاق دے دی لیکن جب عدت پوری ہوئی تو وہ شخص (ابوالہداح) میری بہن سے پھر نکاح کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے اس کا نکاح کیا، اسے تمہاری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی لیکن تم نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو:

لَا وَاللَّهِ لَا تَعُوذُ إِلَيْكَ أَبَدًا

”ہرگز نہیں اللہ کی قسم اب وہ کبھی تمہاری طرف نہیں پلٹے گی۔“

وہ شخص کوئی برا آدمی نہیں تھا اور عورت بھی اس کی طرف واپس جانا چاہتی تھی۔

* بعض کتب میں ان کا نام جُمُل (گروہ)، جمیلہ اور لیلیٰ بھی ملتا ہے۔ (الاصابة: ۴/ ۲۵۳)

اسد الغابة ۳/ ۷۸۴۔

ایضاً: ۳/ ۱۰۳۴۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: فلا تعصلوھن ”تم عورتوں کو مت روکو۔“

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اب میں (اپنی بہن کا نکاح) کروں گا۔ پھر انہوں نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔ ❁



• صحیح بخاری: کتاب النکاح، من قال: لا نکاح الا بولی.....، ح: ۵۱۳۰، البدایۃ والنہایۃ: ۳/ ۷۸۴، الاصابۃ: ۴/ ۲۵۳۔ اس واقعہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ عورت کا نکاح اس کے ولی (سرپرست) کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے بھی باب کا مطلب ثابت ہوا کیونکہ عقل نے اپنی بہن کا دوبارہ نکاح ابوالہداج سے نہ ہونے دیا حالانکہ بہن چاہتی تھی، تو معلوم ہوا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے۔ بمقتضائے عقل بھی ہے کہ عورت کو کلی طور پر آزاد نہ چھوڑا جائے، اسی لیے شادی بیاہ میں بہت سے مصالح کے تحت ولی کا ہونا لازم قرار پایا۔ جو لوگ ولی کا ہونا بطور شرط نہیں مانتے ان کا قول غلط ہے۔

خنساء بنت حزام الانصاریہ رضی اللہ عنہا (خنساء: چھینا، ہٹنا)

تعارفی کلمات

یہ حزام بن خالد کی بیٹی ہیں، آپ بنو عمرو بن عوف سے ہیں۔ ان کا نکاح انیس بن قتادہ الانصاری سے ہوا تھا۔ وہ احد میں شہید ہو گئے تو خنساء کے والد نے ان کا نکاح کسی اور شخص سے کر دیا تو وہ کہنے لگیں: اللہ کے رسول! مجھے اپنے بیٹے کا چچا زیادہ عزیز ہے تو آپ نے انہیں اختیار دے دیا، ان کا نکاح ابولبابہ سے ہو گیا، جن سے ان کا بیٹا سائب پیدا ہوا۔ ❁

داستان ظلم

ان پر بھی نکاح کے سلسلے میں جبر کیا گیا۔ ان کا نکاح ایسی جگہ کر دیا گیا جہاں وہ پسند نہیں کرتی تھیں۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے والد نے جب میں بیوہ تھی مجھے بیاہ دیا۔ چونکہ مجھے یہ نسبت ناپسند تھی۔ میں نے حضور ﷺ سے شکایت کی۔ آپ نے نکاح فسخ کر دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ خنساء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں بیوہ تھی اور میرے والد نے بنو عمرو بن عوف کے ایک آدمی سے میرا نکاح کر دیا اور خود میں نے ابولبابہ کو نکاح کا پیغام بھجوایا تھا۔ جب واقعہ کا علم حضور اکرم ﷺ کو ہوا تو آپ نے میرے والد کو حکم دیا کہ وہ میری پسند کا احترام کرے۔ ❁



کئیشہ بنت معن انصاریہ رضی اللہ عنہا

(کئیشہ: سردار)

تعارفی کلمات

تعارف کے لیے دیکھیے باب سوم کی فصل سوم۔

داستان ظلم

کئیشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند کی وفات کے بعد نکاح کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ ان کے بیٹے نے ان پر جبر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِيَنْتَفِعْنَ بِمَا أُتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَ يُحِبَّ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۱۹/۴)

”ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو کیونکہ بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔“

اس آیت کے بارے میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے کہ جاہلیت میں کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو شوہر کے رشتہ دار اس عورت کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے۔ اگر

انہی میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، یا پھر وہ جس سے چاہتے اسی سے اس کی شادی کرتے اور اگر وہ نہ چاہتے تو اس کی شادی ہی نہ کرتے۔ اس طرح عورت کے گھر والوں کے مقابلے میں بھی شوہر کے رشتہ دار اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اس پر یہ آیت یا ایہا الذین امنوا نازل ہوئی۔ ❀

لَا تَعْضَلُوهُنَّ کا معنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمایا ہے:

”عورتوں پر جبر و قہر نہ کرو۔“ ❀

مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا روایت کی تشریح میں وحیدی کے حوالے سے لکھتے

ہیں:

”اب کہاں ہیں وہ پادری جو اسلام پر طعنہ مارتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو لونڈی بنا دیا۔ اسلام کی برکت سے تو عورتیں انسان ہوئیں ورنہ عرب کے لوگوں نے تو گائے بیل کی طرح ان کو مال اسباب سمجھ لیا تھا۔ عورت کو ترک نہ ملتا، اسلام نے ترکہ دلایا، عورت کو جتنی چاہتے بے گنتی طلاق دیے جاتے۔ عدت نہ گزارنے پاتی کہ ایک اور طلاق دے دیتے۔ اس کی جان غضب میں رہتی۔ اسلام نے تین طلاقیں کی حد باندھ دی۔ خاوند کے مرنے کے بعد عورت اس کے وارثوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح رہتی۔ اسلام نے عورت کو پورا اختیار دیا، چاہے نکاح ثانی پڑھالے۔“

عدت گزرنے کے بعد عورت کو اپنے مستقبل کے بارے میں معروف طریقے سے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔



❀ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النساء، باب قوله : لا يحل

لكم ان ترثوا النساء كرها، ح : ۴۵۷۹۔ نیز دیکھئے، ح : ۶۹۴۸۔

❀ ایضاً۔ باب مذکور۔

اسلام نے عورت کو بہت عزت و شرف اور تکریم سے نوازا ہے اور اس کے حقوق کی پاسداری کی ہے۔ لہذا عورت کو چاہیے کہ اپنے مقام و مرتبہ کو پہچانے اور اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے باعزت اور عفت و عصمت والی زندگی بسر کرے۔ اللہ تعالیٰ صنفِ نازک کا حامی و ناصر ہو۔ واللہ المستعان و علیہ التکلیل۔

پانچ ماہ قبل شروع کیا جانے والا یہ تالیفی و تصنیفی کام آج بروز منگل ۲۰۰۹-۱۰-۶ رات بارہ بجے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ الحمد للہ۔

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

سٹاف کالونی انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور



ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تحریری کاوشیں

- ۱: فتاویٰ افکار اسلامی، ۳۱۳ سوالات کے جوابات
- ۲: تفسیر معارف البیان، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ (۱-۵۰ آیات کی تفسیر)
- ۳: مظلوم صحابیات رحمۃ اللہ علیہن علم و دانش کا کارہونے والی عورتوں کے لیے اسوہ صحابیات
- ۴: شوقِ عمل، ارکانِ اسلام پر عمل کی ترغیب
- ۵: سیاحتِ امت المعروف بہ شوقِ جہاد
- ۶: سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام، اردو میں اس موضوع پر پہلی کتاب
- ۷: پریشانیوں اور مشکلات کا حل (حافظ حمزہ کاشفِ شہباز حسن)
- ۸: بدعات کا انسائیکلو پیڈیا (قاموس البدع کا ترجمہ و استدراک)
- ۹: صداقتِ نبوت محمدی (دلائل النبوة از ڈاکٹر محمد بن محمود القار کا ترجمہ و تطبیق)
- ۱۰: غسل، وضو اور نماز کا طریقہ مع دعائیں (الوضوء و الغسل و الصلاة کا ترجمہ و تطبیق)
- ۱۱: مقامِ قرآن (میاں انوار اللہ شہباز حسن)
- ۱۲: علومِ اسلامیہ (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی شہباز حسن)
- ۱۳: اسلامی تعلیمات (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی شہباز حسن)
- ۱۴: لغت عرب کے ابتدائی قواعد اور جدید عربی بول چال مع قصص التبیین
- ۱۵: جنت کا منظر (حافظ حمزہ کاشفِ شہباز حسن)
- ۱۶: جہنم اور جہنمیوں کے احوال (النار حالہا و احوال اہلہا کا ترجمہ و تطبیق)
- ۱۷: خوش نصیبی کی راہیں (طریق الہجرین از حافظ ابن قیم کا ترجمہ اور تلیخیص و تطبیق)
- ۱۸: تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منبع (اسلامیات میں پی ایچ ڈی کا مقالہ (زیر طبع)
- ۱۹: جنت میں خواتین کے لیے انعامات (احوال النساء فی الجنة کا ترجمہ و تطبیق)
- ۲۰: اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات اور اعمال و اداب، شرح اربعین نووی (زیر طبع)
- ۲۱: فرقہ پرستی کے اسباب اور ان کا حل (الافرق - اسبابہا و علاجہا کا ترجمہ و تطبیق) (زیر طبع)
- ۲۲: دنیا و حلتی چھاؤں (الدنيا ظل زائل کا ترجمہ) (زیر طبع)
- ۲۳: انسان اور قرآن (میاں انوار اللہ شہباز حسن) (زیر طبع)
- ۲۴: التأثير الاسلامی فی شعر حالی (عربی زبان و ادب میں عربی مقالہ) (زیر طبع)
- ۲۵: اصول الکفرخی (ترجمہ)

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی نظر ثانی شدہ کتب اور تعلیقات

- ۱۔ اردو ترجمہ قرآن مجید از مولانا محمد ارشد کمال
- ۲۔ صحیح ابن خزیمہ (ترجمہ و شرح)
- ۳۔ مشکوٰۃ المصابیح (ترجمہ)
- ۴۔ حدیث اور خدام حدیث از میاں انوار اللہ
- ۵۔ الاسماء الحسنیٰ از میاں انوار اللہ
- ۶۔ المسند فی عذاب القبر از مولانا محمد ارشد کمال
- ۷۔ عذاب قبر، قرآن کی روشنی میں از مولانا ارشد کمال
- ۸۔ ذکر اللہ کے فوائد از پروفیسر عنایت اللہ مدنی
- ۹۔ حقانیت اسلام، از پروفیسر محمد انس
- ۱۰۔ تقلید کی شرعی حیثیت (تخریج و تحقیق اور اضافہ شدہ) از حافظ جلال الدین قاسمی
- ۱۱۔ منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات (تخریج و تحقیق اور اضافہ شدہ) از حافظ جلال الدین قاسمی
- ۱۲۔ گناہوں کی معافی کے دس اسباب (تخریج و تحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) از حافظ جلال الدین قاسمی
- ۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی دس تاکیدیں نصیحتیں (از حافظ جلال الدین قاسمی)
- ۱۳۔ اصول کرنی پر ایک نظر (مولانا محمد ارشد کمال، مولانا یحییٰ عارفی)
- ۱۴۔ توبہ کا دروازہ (از میاں انوار اللہ)

www.KitaboSunnat.com



منظوم صحابیات رضی اللہ عنہن